تحقیقی مقالہ برائے ایم۔ایس۔اُردو

ماہنامہ پھول کی نظم و نثر میں تربیت اطفال کے عناصر

محقق

گلناز احمد

218-FLL/MSURDU/F17

نگران

ڈاکٹر شیراز فضل داد

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اُردو

شعبۂ اُردو

بین الاقوامی اسلامی یونی ورسٹی، اسلام آباد

International Islamic Univ
CENTRAL LIBRARY ISLAMABAD

Accession No. TTAD3143

MS
891.439
ک ل م

بچوں کا ادب - اردو

اردو ادب - بچوں کے رسائل

ACCEPTANCE BY THE VIVA VOCE COMMITTEE

Name of the Student: **Gulnaz Ahmed**

Title of the Thesis: ماہنامہ پھول کی نظم ونثر میں تربیتِ اطفال کے عناصر

Registration No: **218-FLL/MSURD/F17**

Accepted by the Department of Urdu, Faculty of Languages & Literature, International Islamic University, Islamabad, in partial fulfillment of the requirements for the Master of Philosophy degree in Urdu.

VIVA VOCE COMMITTEE

Chairperson Viva Committee:

Dr. Humaira Ishfaq
Chairperson Department Of Urdu Female IIUI

External Examiner:

Dr. Naeem Mazhar
Associate Professor
NUML, Islamabad

Internal Examiner:

Dr. Najeeba Arif
Professor
Department Of Urdu, IIUI, Islamabad

Supervisor:

Dr. Shiraz Fazal Dad
Assistant Professor
Department Of Urdu, IIUI, Islamabad

BA850229

Rupees 50 ۵۰ روپیہ

بیان حلفی

میں مسماۃ: گلناز احمد دختر نذیر احمد رجسٹریشن نمبر 218-FLL/MSURDU/F17 حلفاً اقرار کرتی ہوں کہ میرا مقالہ بعنوان ماہنامہ پھول کی نظم ونثر میں تربیت اطفال کے عناصر سرقے سے پاک ہے اور اس مقالہ میں مکمل اور اصل حوالہ جات دیے گئے ہیں۔

متذکرہ بالا بیان میرے علم ویقین کے مطابق درست اور صحیح ہے اس میں کوئی امر مخفی یا پوشیدہ نہ رکھا گیا ہے تحریر لکھ دی ہے تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔

مقالہ نگار

گلناز احمد دختر نذیر احمد

بسم الله الرحمن الرحيم

پیش لفظ

شروع اللہ کے پاک نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے۔الحمد اللہ کے آج میرا یہ سفر پایہ تکمیل تک پہنچا۔ مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی عذر نہیں کے ایم-ایس کرنے کے ارادے کے پیچھے در حقیقت مقالہ لکھنے کی خواہش تھی۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے شعبہ اردو سے کورس مکمل ہونے کے بعد جب تحقیق کے میدان میں قدم رکھا تو بظاہر لگ رہا تھا کے سفر اختتام پزیر ہونے کو ہے۔جب کہ تحقیق کا آغاز کیا تو معلوم ہوا کہ اصل سفر کا آغاز تو اب ہوا ہے۔لیکن میں اس حقیقت کو تسلیم کرتی ہوں کہ کٹھن سے کٹھن وقت میں اللہ آپ کو اکیلا نہیں چھوڑتا۔

سب سے پہلا مرحلہ موضوع کے انتخاب کا تھا جس میں میرے شوق اور لگن کو دیکھتے ہوئے میری شفیق اور مہربان استاد ڈاکٹر حمیرا اشفاق صاحبہ نے میری مدد فرمائی۔میری خواہش بچوں کے ادب پر ہی تحقیق کی تھی لیکن سمت کا تعین مشکل تھا۔ڈاکٹر صاحبہ کی قیادت کی روشنی میں مجھے اپنے راستے کا تعین کرنے میں آسانی ہوئی اور مجھے وہ راستہ مل گیا جس پر چل کے مجھے منزل مقصود تک پہنچنا تھا۔یہ موضوع میرے مزاج اور دلچسپی کے مطابق تھا جو میں نے خوشی سے قبول کیا اور پھر اپنی منتخب کردہ نگران ڈاکٹر شیر از فضل داد صاحبہ کے زیر نگرانی اس پر کام کا آغاز کیا۔

اگلا مرحلہ خاکے کی تیاری کا تھا خاکے کی تیاری کا آغاز کیا تو میری نگران استاد ڈاکٹر شیر از فضل داد صاحبہ نے میری بھرپور رہنمائی فرمائی۔خاکے کی تیاری اور مقالہ تحریر کرنا میرے لئے ایک انوکھا کام تھا کیوں کے میں اس میدان کی الف بے سے بالکل ناواقف تھی۔مواد کو یکجا کرنا بہت مشکل اور ناگزیر تھا جب بھی میں ہمت ہار جاتی ڈاکٹر صاحبہ مجھے آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتی۔

تحقیقی مقالہ نگاری ایک صبر آزما اور کٹھن مرحلے کا نام ہے۔بظاہر آسان لگنے والا یہ کام اپنی نوعیت کا مشکل ترین کام ٹھہرا۔مجھے مواد اکٹھا کرنے کے لئے دن رات مختلف لائبریرؤں کے چکر کاٹنے پڑے۔بہت سی نامی گرامی شخصیات سے تعاون لینا پڑا۔سفر کرنا پڑا۔یہ وہ بھاری پتھر ہے جسے اکثر محققین نے چھو کر ہی چھوڑ دینے میں عافیت سمجھی۔لیکن ایسے کٹھن وقت میں بہت سی مہربان آوازیں اور مشفق رفاقتیں،رہنما بن جاتی ہیں۔

اللہ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ مجھے تحقیقی مقالہ پایہ تکمیل تک پہچانے کی ہمت اور توفیق عطا کی۔یہ سفر اگرچہ مشکل تھا لیکن منزل مقصود پر پہنچنے کی خوشی اس قدر ہے کہ سفر کی تھکان کا احساس ماضی ہوا۔تحقیق کے دوران ایسے

دن بھی آئے کے مواد کی عدم دستیابی سے حوصلہ شکنی ہوئی۔ لیکن ہر رات کے بعد ایک صبح ہوتی ہے اس امید نے مجھے ڈھارس بندھائی۔ اور الحمد اللہ آج وہ صبح روشن آ پہنچی۔

باب اول: اردو ادب میں بچوں کے ادب کی روایت میں بچوں کے ادب کی تاریخ بیان کی ہے کہ بچوں کے ادب کا آغاز کیسے ہو؟ اور کیوں کر بچوں کے ادب کی ضرورت کو محسوس کیا گیا۔ اس سے متعلق اہم ادبی شخصیات اور تحریکوں کے بارے معلومات شامل ہیں۔

باب دوم: ماہنامہ پھول میں افسانوی نثر کا جائزہ میں پھول میگزین کا مختصر تعارف شامل کیا ہے اس کے بعد کہانی کاروں کے نام اور ان کے بیان کردہ موضوعات پر بحث کی گئی ہے اور ان کے ثمرات پر بھی۔ جو مثبت یا منفی اثرات ان کہانیوں نے بچوں پر مرتب کئے ان پر بھی تبصرہ شامل کیا۔

باب سوم: ماہنامہ پھول میں افسانوی نثر کا جائزہ میں میگزین کے اداریوں کے اقتباسات پیش کئے گئے ہیں اور ان پر تبصرہ۔ مضامین ان کے عنوانات مصنفین اور اس کے علاوہ خطوط پر تبصرہ و تجزیہ شامل ہے۔ لطائف کو بھی شامل کیا ہے۔

باب چہارم: شاعری اور متفرقات میں پھول میگزین میں شامل حمد، حمدیہ شاعری، شعراء کے نام اور ان کے کلام کو شامل کیا ہے۔ اسی طرز پر نعت کو۔ سائنس کی دنیا، آرٹ گیلری، آٹو گراف، چٹ پٹے اور اشتہارات بھی شامل ہیں۔ ان تمام اصناف پر تجزیہ و تبصرہ۔

آخر میں ماحاصل / حاصلات کے عنوان سے اس تحقیق سے حاصل ہونے والے ممکنہ نتائج پیش کئے گئے ہیں۔ تمام ابواب کے اختتام پر حوالہ جات اور کتابیات درج ہیں۔

مختلف میگزینز پر مختلف جہتوں میں پہلے بہت کام ہو چکا ہے۔ لیکن میرا مقالہ اپنی طرز کا نیا مقالہ ہے جس پر پہلی مرتبہ میں نے قلم اٹھایا۔ پھول میگزین میں بچوں پر اثر انداز ہونے والے عوامل پر تبصرہ اور جائزہ اور موضوعات کا جائزہ لینا میرا مقصد تھا۔ جس کام کو میں نے پوری محنت اور جانفشانی سے سرانجام دینے کی کوشش کی ہے۔

میری خوش نصیبی یہ ہے میں قومی اور بین الاقوامی سطح پر شہرت کی حامل جامع "بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کی طالبہ ہوں۔ جہاں تمام اساتذہ قابل ہیں اور اپنے مضمون پر دسترس کے ساتھ ساتھ اردو ادب کی تمام جہتوں پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔ جن کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی اور کرم فرمائیوں سے مجھے یہ دن نصیب ہوا۔ میں بہت کوشش کے بعد بھی اپنے اساتذہ کی نوازشات کا حق ادا کرنے سے قاصر رہوں گی۔

تحقیق کے دوران جن اساتذہ اکرام اور دیگر احباب کا مجھے تعاون اور رہنمائی حاصل رہی ان سب کی دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔ان میں نہائیت حلیم طبیعت کی شخصیت میری نگران ڈاکٹر شیر از فضل داد صاحبہ ہیں انھوں نے میری رہنمائی فرمائی کے میں اپنی تحقیق جاری رکھ سکی۔ان کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کی بدولت میرا مقالہ پایہ تکمیل پہنچا۔انھوں نے ہمیشہ بڑی خندہ پیشانی، شفقت اور خوش اسلوبی سے میری حوصلہ افزائی فرمائی۔اپنے اتنے مصروف وقت میں سے ہمیشہ مجھے وقت دیا۔کبھی بھی مجھے وقت دینے سے عذر نہیں کیا۔اللہ پاک انھیں سلامت اور شاد آباد رکھے۔اس کے بعد اپنی جامع کی سابق صدر ڈاکٹر نجیبہ عاف صاحبہ کی جنہوں نے ایم۔ایس میں داخلے کا موقع فراہم فرمایا۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کی موجودہ صدر نشین ڈاکٹر حمیرا اشفاق صاحبہ کی بے حد ممنون ہوں جنہوں نے ایم۔ایس کے انٹرویو سے لے کے مقالے کی تکمیل تک میری حوصلہ افزائی اور قدم قدم پر رہنمائی فرمائی۔جنہوں نے قدم قدم پر میری ہمت کو بڑھایا۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی،اسلام آباد کے شعبہ اردو کے تمام معزز اساتذہ اکرام ڈاکٹرہ سائرہ بتول صاحبہ ،ڈاکٹر صباحت مشتاق صاحبہ،ڈاکٹر سعدیہ طاہر صاحبہ،ڈاکٹر گوہر نوشاہی،ڈاکٹر غلام فریدہ صاحبہ،ڈاکٹر انعام الحق غازی (صدر نشین شعبۂ لسانیات، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔اسلام آباد) اور دیگر اساتذہ اکرام کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کے لئے بے حد ممنون ہوں۔

مواد کی فراہمی اور قدم قدم پر میری رہنمائی فرمانے والے دنیائے ادب کی اہم شخصیت ڈاکٹر افتخار کھوکھر صاحب، (سابق صدر شعبہ بچوں کا ادب، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی۔اسلام آباد) شعیب مرزا صاحب،(ایڈیٹر نوائے وقت،لاہور) خورشید ربانی صاحب(سب ایڈیٹر نوائے وقت،اسلام آباد) بے حد ممنون ہوں۔

مواد، معلومات اور کتب کی فراہمی کے لئے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد، نیشنل لائبریری،اسلام آباد ،اکادمی ادبیات ۔اسلام آباد،ادارہ فروغ اردو (مقتدرہ) ،اسلام آباد، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اولڈ کیمپس،اسلام آباد، سنٹرل لائبریری بہاولپور اور جملہ ارکان عملہ کے بھرپور تعاون کی مشکور ہوں۔

رسائل و جرائد کے لئے نیشنل لائبریری،اسلام آباد سے بہت مواد حاصل کیا۔فوٹو کاپی کی بھی سہولت میسر کی۔تمام ارکان کی مدد کی حوصلہ افزائی کرتی ہوں۔

میں بلخصوص اپنے اہل خانہ کی شکر گزار ہوں جنہوں نے ہر لحہ میری مدد کی۔کبھی وقت کی عدم دستیابی کا گلہ نہیں کیا۔اپنے شریک حیات چوہدری علی شان،اپنے عزیز ترین بھائی عنائت حسین،اپنی جان سے عزیز بھابھی ریحانہ

صاحبہ جن کی کوششوں سے میں اس مقام تک پہنچی۔ اپنے عزیز ترین دیور چوہدری شاہد اقبال جنہوں نے میرے مقالے کی کمپوزنگ بھی کی اور میرے ساتھ لائبریریوں کی خاک بھی چھانی اور میری ہر قدم پر حوصلہ افزائی کی اور ڈھارس بندھائی۔ اپنے پیارے فرزند سلمان حیدر، عمران حیدر اور اپنی پیاری دختر زینب شان کی مشکور ہوں۔ جن کا قیمتی وقت میں نے اپنی پڑھائی میں صرف کیا اور بچوں نے ہر لمحہ دوستوں کی طرح تعاون کیا۔

اس کے ساتھ اپنے والد محترم نزیر احمد اپنی والدہ محترمہ زینت بیگم کی جن کی پر خلوص دعائیں میری کامیابی کے لئے تھی۔ اللہ ان کا سایہ میرے سر پر سلامت رکھے۔ اپنے رب تعالی کی شکر گزار ہوں اور دنیا اور آخرت میں بھلائی اور عفو در گزر اور مغفرت کی طلب گار ہوں۔

اس بات کا مجھے شدت سے احساس ہے کے میں پھول میگزین کا مکمل احاطہ کرنے سے قاصر رہی۔ مگر محدود وقت میں میں نے اپنی تمام تر کوششوں کو آزمایا۔ امید کرتی ہوں آنے والے محققین کے لئے میری تحقیق مفید ثابت ہو گی۔

گلناز احمد

۷ جولائی ۲۰۲۰ء

فہرست موضوعات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
	پیش لفظ	
۱۔	**باب اوّل:**	
	اردو ادب میں بچوں کے ادب کی روایت	۱
۲۔	**باب دوم:**	
	ماہنامہ پھول میں افسانوی نثر کا جائزہ	۲۹
۳۔	**باب سوم:**	
	ماہنامہ پھول میں غیر افسانوی نثر کا جائزہ	۶۴
۴۔	**باب چہارم:**	
	شاعری اور متفرقات	۸۴
	ماحصل	۱۰۶
	کتابیات	۱۰۹

باب اوّل

اردو ادب میں بچوں کے ادب کی روایت

باب اوّل:

اردو ادب میں بچوں کے ادب کی روایت

ادب:

ادب کے اصطلاحی معنی شائستگی، تمیز، لحاظ ، تہذیب و تمدن اور علم بیان کے ہیں۔اس کے لغوی معنی عزت، احترام کسی منتخب موضوع پر پسندیدہ تحریر، بیان خواہ نظم و نثر، تحقیق و تنقید پر مبنی آراء انشایئے ادب کے دائرہ کار میں شامل ہیں۔ میتھو آرنلڈ کے نزدیک:

> وہ تمام علم جو کتب کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے، ادب کہلاتا ہے۔[۱]

کارڈینل نیومین کے مطابق:

> انسانی افکار، خیالات اور احساسات کا اظہار زبان اور الفاظ کے زریعے ادب کہلاتا ہے۔[۲]

بچوں کا ادب کیا ہے؟ بچوں کی طرح ان کے ادب کی بھی بہت اہمیت ہے۔ بچوں کا ادب ان کی ذات کی تعمیر و تشکیل میں اضافے اور مثبت رجحان کا باعث ہے۔ بچوں کے ادب کی تعریف کرتے ہوئے ہنری اسٹیل کو میگر کہتے ہیں کہ

> ہم بچوں کے ادب کو کیا سمجھتے ہیں؟ کیا یہ وہی ادب ہے جو خاص بچوں کے لیےء لکھا گیا ہو جیسے پریوں کی دور دراز ملکوں کی داستانیں یہ سب یقیناً یہی ہیں لیکن یہ ادب بڑوں کا وہ سرمایہ ہے جسے انہوں نے قبول کر لیا اور بلا شرکت غیر اس پر قابض ہو گئے ہیں۔۔۔۔۔اور فی الحقیقت یہی ان کا اپنا ادب ہے کیونکہ نہ والدین، نہ معلم، نہ مبلغ، نہ مصنف بلکہ خود بچے یہ تعین کرتے ہیں کہ ان کا ادب کیا ہے۔[۳]

بچوں کے ادب کی تعریف مختلف ماہرین نے مختلف انداز میں کی ہے۔پروفیسر اکبر رحمانی نے بچوں کے ادب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

> وہ ادب جس کے زریعے بچوں کی دلچسپی اور شوق کی تسکین ہو، اور جو مختلف عمر کے بچوں کی نفسیات، ضرورتوں، دلچسپیوں، میلانات اور ان کے فہم و ادراک کی قوت کے پیش نظر رکھ کر تخلیق

کیا گیا ہو۔ درست معنوں میں بچوں کا ادب کہلانے کا مستحق ہے۔[۳]

للین اسمتھ بچوں کا ادب اور بچوں کے لئے لکھی جانے والی کتابوں کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ للین اسمتھ کے مطابق وہ تمام کتابیں جو بطور بچوں کے لئے لکھی گئی ہیں بچوں کے ادب میں شمار نہیں ہو سکتی، جن کتابوں میں بڑوں کے مضامین کو سہل انداز میں بیان کر دیا گیا ہو اور اس کو بچوں کا ادب مان لیا گیا ہو۔ یہ نقطہ نظر بڑوں کو بچوں کی ایک تہائی قرار دیتا ہے۔ اس کا مطلب بچوں کی فطرت سے انجان ہونا ہے۔ جبکہ بچوں کی دنیا بڑوں سے قدرے الگ ہے اور بچے بڑوں جیسے تجربات نہیں رکھتے۔ ادب کا زمانے سے ہم آہنگ ہونا بہت ضروری ہے ورنہ ادب بے رنگ رو رہتی ہو کر رہ جائے گا۔

بچوں کی اپنی پسند ہوتی ہے۔ جب وہ سکول جاتے ہیں تو جنوں اور پریوں کی کہانیاں شوق سے سنتے ہیں۔ بچپن سے آگے بڑھ کے نوعمری میں وہ حقیقت پسند بن جاتے ہیں۔ اس عمر میں بہادر جنگجو اور جوانمردوں کی کہانیاں سننا پسند کرتے ہیں۔ ڈاکٹر محمود الرحمن کے مطابق بچوں کے ادب کی طرف سب سے پہلے نظیر اکبر آبادی نے توجہ دی۔ جب ہم کلیات میں اعلی پائے کی نظموں کے ساتھ ریچھ کا بچہ، گلہری کا بچہ، بلبلوں کی لڑائی، ہنس، طفلی نامہ، پتنگ سمجھ آجاتی ہیں کہ یہ سادہ اور آسان زبان صرف بچوں کے لئے ہے۔ نظیر اکبر آبادی وہ پہلے مصنف تھے جنہوں نے بچوں کی عام فہم نظموں میں سبق آموز اور مشکل تراکیب کو متعارف کروایا۔

ضرورت و اہمیت:

آنے والی نسل کی اہمیت سے کس کو انکار ہے کیونکہ بچے ہی ہمارا آنے والا کل ہیں آج کے بچے کل کے معمار ہیں اگر کسی بھی ملک یا معاشرے کا اندازہ لگانا ہو تو یہ دیکھ لینا کافی ہے کہ اس کے عمر رسیدہ افراد کا اپنے بچوں کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟ وہ نئی نسل کی تعلیم و تربیت پر کس حد تک توجہ دے رہے ہیں اور ان کی تعلیم و تربیت کو کس حد تک امانت داری سے نبھا رہے ہیں آج کے بہترین بچے ہی کل ملک کے بہترین نوجوان ثابت ہونگے یعنی جو بویا جائے گا وہ ہی کاٹا جائے گا۔ اخلاقی قدروں اور رویوں کو اہمیت دی جائے گی تو آنے والی نسل کو ہم مثبت اور کارآمد بنا سکیں گے اور ملک کو بہتر اور روشن مستقبل دے سکیں گے۔ تعصب، تنگ نظری، تشدد، اور غیر ذمہ داری کچے ذہنوں کو گرفت میں لے سکتی ہے اسی لئے ہمارے مدبرین ڈاکٹر ذاکر حسین، مہاتما گاندھی، رابیندر ناتھ ٹیگور، عابد حسین، غلام السیدین وغیرہ غیر اخلاقی تعلیم کے خلاف تھے۔

ماہرین اطفال کو احساس تھا کہ ادب زندگی کی رہنمائی کرتا ہے انسان معاشرتی جانور ہے اسی طرح انسان اور ادب کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور ادب معاشرے کا عکاس ہے۔ادب ہمارے روزمرہ کے رویوں، بول چال، رہن سہن، تہذیب، پسند ناپسند اور تاریخ کا آئینہ دار ہے۔ادب صرف دل بہلانے کا ذریعہ نہیں بلکہ انسان کو زندگی گزارنے اور مستقبل کی امید رکھنے کی طاقت بھی فراہم کرتا ہے۔وہی ادب سچا ادب کہلائے گا جو انسان کے ظاہر و باطن کو تسکین دے۔

بچوں کی طرح ان کا ادب بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ادب نا صرف بچوں کی مسرت میں اضافے کا باعث بنتا ہے بلکہ ان کے اعمال و اقدار میں بھی اضافہ کرتا ہے۔ان کے کردار کو متوازن بنانے میں ادب نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔یہ سچ ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ قدریں بدلتی ہیں پھر بھی بہت سی قدریں ایسی ہیں جن کو فراموش نہیں کیا جا سکتا جھوٹ کے مقابلے میں سچائی بے انصافی کے مقابلے میں انصاف نفرت کے مقابلے میں محبت اور بزدلی کے مقابلے میں بہادری بدامنی کے مقابلے میں امن دشمنی کے مقابلے میں دوستی کو کسی بھی زمانے میں نہیں بدلا جا سکتا۔

پہلے بچوں کے لئے ایسا ادب تخلیق کیا جاتا تھا جو نصیحت پر مبنی ہو لیکن ماہرین نفسیات کے مطابق بچوں کو وہی ادب دیا جائے جو ان کی پسند کے مطابق ہو جسے پڑھ کر وہ تفریح محسوس کریں اسی لئے ضروری ہے کہ بچوں کا ادب ان کی خوشی اور دل بستگی کے لئے لکھا جائے اور غیر محسوس طریقے سے ان کی قدروں کو سمو دیا جائے جو ان کے دل و دماغ میں اس طرح اتر جائے کہ اس کا اثر دیرپا ہے۔ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی کی رائے کے مطابق:

> بچوں کی اصلاح و تربیت کو ادب اطفال کا اہم مقصد اور ذمہ داری قرار دیا ہے نیز انہوں نے ادب اطفال کو اخلاقی تربیت کا موثر ذریعہ گردانا ہے اور تہذیبی اور اخلاقی قدروں سے صرف نظر اور چشم پوشی کو قوم و وطن کے لئے نقصان دہ اور خطرناک قرار دیا ہے۔[۵]

اسلام میں بھی بچوں کی تعلیم پر خاصا زور دیا گیا ہے۔قران حکیم میں بھی ایسے اصول و قواعد بیان کیے گئے ہیں جن سے بچوں کی زندگی کو تحفظ ملتا ہے اور ان کی راہنمائی ہوتی ہے حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ترجمہ: وہ شخص ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور بڑوں کے ساتھ عزت و اکرام کا معاملہ نہ کرتا ہو۔[۶]

بہترین تعلیم ہے حق کا لفظ قرآن حکیم ۲۷۳ مرتبہ آیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ارشد اپنے مضمون "بچے کا حق اختیار" میں سید شریف جرجانی کے حوالے سے حق کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

ترجمہ: "لغت میں حق کا معنی یہ ہے کہ ایسی ثابت چیز جس کا انکار ممکن نہ ہو اور اہل معانی کی اصطلاح میں ایسا حکم جو واقع کے مطابق ہو۔[۷]

ایک حق وہ مفاد ہے جسے قانون کا کوئی اصول تسلیم کرتا ہو اور اس کی حفاظت کرتا ہو۔ یہ ایسا مفاد ہے جس کا احترام فرض ہے اور اس کی پامالی غلط اور ناجائز ہے۔ حق اور فرض کا آپس میں گہرا تعلق ہے اس وقت تک کوئی حق نہیں پایا جاسکتا۔ جب تک کوئی ایسا شخص موجود نہ ہو جس کا کوئی فرض نہ ہو اسی طرح کوئی فرض نہیں پایا۔

دنیا کی تمام اقوام کا قیمتی سرمایہ بچے ہوتے ہیں۔ آج کے بچے کل کے معمار ہیں۔ ماں بچے کی درس اول ہے۔ جو ماں سکھاتی ہے بچہ وہ ہی سیکھتا ہے۔ اس عظیم درسگاہ سے بچہ فرمانبرداری، محبت، اطاعت، شفقت، حسن سلوک، دانائی و دانش مندی اور ضابطہ حیات کے ساتھ ساتھ عاقبت کو سنوارنا بھی سیکھتا ہے۔

ایک لحاظ سے یہ ماں کی بھی ذمہ داری ہے کہ بچے کی اس طرز پر تربیت کرے کہ اس کو نا صرف ایک اچھا شہری بلکہ بہترین مسلمان اور ملک و ملت کا بھی وفادار بنائے۔ ایک حدیث ہے کہ

> سب سے اچھا انسان وہ ہے جس سے لوگوں کو فائدہ پہنچے۔[۸]

وکی پیڈیا کے مطابق:

> دنیا کے آدھے ممالک میں ۳ سال سے کم عمر بچوں کی تعلیم کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ جنوبی ایشیا اور مغربی ایشیا میں ناخواندہ افراد کی شرح ۵۹ فیصد ہے۔ سب صحارا افریقہ ۶۱ فیصد، عرب ممالک ۲۲ فیصد دنیا میں ۲۰۳ میں ۱۹۲ ممالک میں لازمی تعلیم کے قوانین موجود ہیں۔ اس کے باوجود ۱۰ ممالک ایسے ہیں جن میں ہر ایک میں الگ الگ ۱۰ ملین سے زیادہ بالغ ان پڑھ موجود ہیں۔ جن میں صرف آدھے ممالک میں ۱۹۹۰ء سے ان پڑھ افراد کی تعداد میں خاطر خواہ کمی لائی جاسکے۔[۹]

دو کروڑ سے زائد بچے تعلیم حاصل کرنے کے بنیادی حق سے محروم ہیں۔ ایک کروڑ سے زائد تعلیم غربت کی وجہ سے حاصل نہیں کر سکتے۔ ملک و قوم کی ترقی کے لئے بچوں کا خواندہ ہونا ایک ضروری امر ہے۔ تعلیم و تربیت پر سکون ماحول اور آسودہ حالات میں ہی ممکن ہے۔ حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ

> ہر نومولود فطرت سلیم لے کر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے والدین اس کو یہودی عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ [11]

ان احادیث میں بچے کی تعلیم و تربیت پر توجہ دینے کی خاص ہدایت ہے بچے کی اعلیٰ تربیت کے لئے ماضی سے جڑی روایات حال کے رسم و رواج اور مستقبل میں آنے والے چیلنجز کا مد نظر رکھنا بہت ضروری ہے۔اور بچوں کی نفسیات سے واقف ہونا بھی ضروری ہے نفسیات کردار کا سائنسی مطالعہ ہے۔کردار سے مراد انسان کی ایسی سرگرمیاں ہیں جن کا مشاہدہ کر کے نتائج اخذ کئے جاتے ہیں۔چوتھی صدی قبل مسیح میں افلاطون اور ارسطو نے تعلیمی نظام مرتب کیا اور تعلیم و نفسیات کو جوڑا۔ارسطو اور افلاطون نے تعلیم کا کردار، تدریس تعلیم کی نوعیت، تعلیم کا پیشہ، تعلیم پر گھریلو ماحول کے اثرات وغیرہ پر لکھا۔

روسو نے تعلیم کی بنیاد انسانی نشو و نما کے اصولوں پر رکھی۔اس نے اپنی شہرہ آفاق کتاب (ایمل) میں بچوں کی تعلیم پر سکیم پیش کی۔روسو نے اپنے تمام نظریات کا ذکر ایمل میں کیا۔ ضمنی عنوان "تعلیم کے بارے میں ہے اور یہ تعلیم پر لکھی جانے والی کی مستند کتابوں میں سے ایک ہے۔یہ کتاب ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی۔اس میں بچوں کے جذبات اور خواہشات سے پابندی اٹھانے کی رائے دی گئی ہے۔کیونکہ والدین ہر صورت بچوں کو فرمانبردار بنانا چاہتے ہیں ان کی مرضی اور منشاء کو اہم نہں گردانا جاتا اس مقصد کو سرانجام دینے کے لئے بچوں کی فطری صلاحیتوں کو بلند کیا۔

روسو اور اس کے "پیسولائزی" کی تحریکوں سے لوگوں کا بچوں کی شخصیت کو پرکھنے کا شوق بڑھا۔ ایمل کا نظریہ ہے کہ

> بچوں کے دیکھنے سوچنے اور محسوس کرنے کے اپنے انداز ہوتے ہیں لہذا اس سے زیادہ کوئی احمقانہ بات نہیں کہ ان کے ذہن کو دبا کر ہم بالغ اپنی ذہنیت کو ان پر نافذ کریں۔ [12]

ایمل میں روسو رقمطراز ہیں:

> فلسفی ہمیشہ انسان کو بچے میں تلاش کرتے ہیں اور اس امر پر دھیان نہیں دیتے کے انسان ہونے سے پہلے وہ کیا تھا۔ [13]

ایک اور جگہ لکھتا ہے کہ

"Correct education dispose the child to take the path

that will lead him to truth when he was reached the age to understand it, and to goodness when he was acquired the faculty recognizing and loving it.[۱۴]

جان ڈیوی ماہر تعلیم نہیں ہے لیکن اس کے نظریات نے تعلیمی عمل کو بہت متاثر کیا۔ بقول جان:

Analyzing both “traditional” and “progressive” education.I insist that neither the old nor the new education is adequate and that each is miss educative because neither of them applies. The principles of carefully developed philosophy experience. [۱۵]

جان ڈیوی کا نظریہ ہے کہ بچوں کا نصاب بھی ان کی پسند کے مطابق ہونا چاہئے۔

“Childrens should be allowed to explore their environments.” [۱۶]

دورِ جدید کے تصور کے مطابق تعلیم کا مرکز بچہ ہے۔ لہٰذا بچے کی پسند ناپسند اور ضروریات کو مدِ نظر رکھ کر ہی نصاب بنایا جاتا ہے۔ اس امر میں بچے کی کو مد نظر رکھنا ضروری ہے۔ بچے پر انفرادی توجہ دے کر اس کی شخصیت کی مکمل نشوونما کی جائے۔ کسی بھی شخصیت کی جذباتی، معاشرتی اور اخلاقی نشوونما میں ادب اہم کردار ادا کرتا ہے اور بچوں کا ادب یہ ہی فریضہ سر انجام دیتا ہے۔ نینسی اینڈرسن (Nancy Anderson) نے بچوں کے ادب کی تعریف یوں کی ہے۔

“ All books written for children , encluding works such as comic books, joke books, cartoons books,dictionaries and other refrence materials.”[۱۷]

بچوں کے ادب میں ایلس اور ونڈر لینڈ اور کے نظریات کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اسماعیل میرٹھی کی درسی کتاب کو بھی بچوں میں بہت پسند کیا جاتا ہے۔ بچوں کے ادب کی ضرورت کیونکر ہے ایسا لگتا ہے کہ بچوں کا ادب تخلیق کرنا آسان کام ہے جب کہ یہ ایک مشکل اور پیچیدہ کام ہے کیونکہ بچوں کے تخیل کے مطابق لکھنا ایک مشکل کام ہے

ان کے تصورات کو سمجھ کر الفاظ میں ڈھالنا۔ بچوں کے ادب کو ایسا ہونا چاہے جو نا صرف ان کے لئے دلچسپی کا باعث بنے بلکہ معلوماتی مواد بھی ہو اور تفریح کے ساتھ کردار سازی کا کام بھی سر انجام دے۔

ڈونا نورٹن نے اپنی کتاب میں نوجوان نسل کے لئے ادب کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ادب ہی کے ذریعے ہمارے اباءواجداد کے کارنامے تاریخ اور حال میں موجودہ رائج نظام کا پتہ چلتا ہے۔ اس طرح ادب ایک نسل سے دوسری نسل میں منتقل کیا جاتا ہے۔ اس ادب کی منتقلی کے ذریعے آنے والی نسل گذشتہ نسل کے کارناموں اور شاندار ماضی سے واقف ہوتی ہے۔ بہترین ادب وہ ہے جو قاری کو خود قوت فیصلہ کا اختیار دے نہ کہ اپنا نقطہ نظر اس کے ذہن پر صادر کرے۔

ادب ہی کے ذریعے اطفال بیرونی ثقافت، تہذیب، کارناموں، ملکی خلفشاروں، اور تاریخ کو جانتے ہیں۔ اور دوسری اقوام کی اقدار سے واقفیت حاصل کرتے ہیں۔ اس طرح ان کے اذہان میں دوسری ثقافت کے بارے میں مثبت یا منفی رجحانات جنم لیتے ہیں۔ س امر میں تہذیب و ثقافت کو خاصی احتیاط کے ساتھ اطفال کے سامنے پیش کرنا پڑتا ہے تاکہ ان کے ذہنوں پر اچھا اثر پڑے اور صورت حال ان کے سامنے آئینے کی طرح صاف شفاف ہو۔ اس سلسلے میں ذاتی پسند ناپسند کو آڑے نہ آنے دیا جائے۔

ادب بچوں کے ذہنوں اور جذباتی کیفیت پر بھی اثر انداز ہوتا ہے۔ بچوں کو نصیحت یا ڈانٹ ڈپٹ سے وہ چیزیں نہیں سکھائی جا سکتی جو سبق آموز کہانیاں اس سلسلے میں کردار ادا کرتی ہیں۔ بچوں میں ادب نئی تخلیقات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ ادب ہی کے باعث بچوں میں مثبت اور نئے رجحانات جنم لیتے ہیں۔ اس طرح انہیں خود سے جڑے مسائل کا حل بھی مل جاتا ہے۔ نظموں یا ادب پاروں کے کرداروں سے وہ خود کو منسوب کرتے ہیں۔ ایسا نہ صرف بچوں کی دنیا میں ہوتا ہے بلکہ بڑے بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ کیونکہ یہ انسان کی نفسیات میں شامل ہے انہیں وہی چیزیں پر کشش لگتی ہیں جو ان کے مزاج سے مطابقت رکھتی ہوں یا ان کے جذبات کی ترجمان ہوں۔

بچوں کا ادب کارٹونز، تصویروں، تاریخی کتب، طلسماتی کہانیوں، جنوں پریوں کی کہانیوں، مافوق الفطرت کرداروں، سوانحی کتب، آپ بیتی اور معلوماتی کتب پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ ادب اور کہانیاں نا صرف بچوں کے لئے تفریح کا سامان مہیا کرتی ہیں بلکہ انہیں ماضی، حال اور مستقبل کے زمانوں سے روشناس کرواتی ہیں۔ آج دنیا میں بچوں کے ادب کو جو شہرت حاصل ہے وہ صرف ادیبوں اور شاعروں کے قلم کا کارنامہ نہیں بلکہ اس میں بچوں کی طرف سے مثبت رد عمل کا بھی کردار ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ بچوں کے ادب کی ضرورت و اہمیت کو عالمی سطح پر پزیرائی ملی۔

بچوں کے ادب میں خود اعتمادی، نڈر پن، جملوں کی ترکیب، کھیل کھیل میں سکھانے کی صلاحیت وغیرہ شامل ہیں۔

بچوں کا ادب ہمیشہ ایسا ہونا چاہیے جو ان کے کردار میں مثبت تبدیلیاں رونما کرے نہ کہ منفی اثرات مرتب کرے۔ ادب ایسا ہو جو کردار سازی میں کار آمد ثابت ہو۔ بچے سچ، جھوٹ، اچھائی، برائی، درست اور غلط کے فرق کو جان تو جاتے ہیں لیکن عملی طور پر اپنا نہیں سکتے۔ اس میں بڑوں کو اپنا کردار ادا کرنا پڑتا ہے۔ اکثر کہا جاتا ہے بچپن کے واقعات اہمیت کے حامل نہیں ہوتے لیکن دراصل بچپن ہی کا زمانہ انسان کے بگڑنے اور سنورنے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

ماہر نفسیات فرائڈ کے مطابق زندگی کے ابتدائی چھ سال بچے کی شخصیات پر بہت اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگر بچے بچپن میں فضول کتابوں کا مطالعہ کر لیں گے تو بے شک وہ بڑے ہو کر اچھی کتب کا مطالعہ کر بھی لیں لیکن ان کے ذہن سے منفی اثرات زائل نہ ہوں گے۔ اس لئے انسان کی تعمیر کا بہترین دور ابتدائی دور ہی ہوتا ہے۔ لہذا اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ بچے بچپن سے ہی بہترین ادب سے روشناس ہوں۔ تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ بچوں اور بڑوں کے ادب میں قدریں مشترک ہیں۔ سی-ایل-لیو کا کہنا ہے:

> وہ ادب معیاری نہیں ہے جس سے ہم دس سال کی عمر میں تو لطف اندوز ہو سکیں۔ مگر پچاس سال کی عمر میں نہ ہوں ادب کے معیاری ہونے کا ثبوت یہی ہے کہ ہر عمر اور زمانے لوگ اس سے لطف اندوز ہوں۔ [۱۸]

بچوں کے ادب کا بیان ایک فن لطیف ہے جس کو صرف شہرت اور دولت کا ذریعہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ با مقصد ہونا چاہئے کتابیں صرف واقعات پر مبنی نہیں ہونی چاہئے بلکہ معلومات کے حصول کا بھی ذریعہ ہونی چاہئے۔ یہ تحریر صرف سادہ دلچسپ اور موزوں الفاظ پر مبنی ہونی چاہئے اور اتنی دلکش اور دلچسپ کہ بچہ آگے پڑھنے کے لئے متجسس ہو۔

بچپن کا دور مختصر دور ہوتا ہے۔ اس لئے اس دور میں نایاب ادب بچوں کو مہیا کرنا چاہئے ان کے کچے ذہن اس وقت تعمیر و تخریب کو جلد قبول کر لیتے ہیں۔ ادب ایسا ہونا چاہئے جو شخصیت سازی میں مدومعاں ثابت ہو ان مسائل کے پیش نظر بچوں کے لئے اعلی اور معیاری ادب کی ضرورت بڑھ جاتی ہے۔ اس سلسلے میں نا صرف اپنی زبان بلکہ دوسری زبانوں سے روشناس ہونا از حد ضروری ہے۔

بچوں کی ادب میں دلچسپی تاریخ سے آگاہی ہی کے ذریعے ممکن ہے۔ اباوءاجداد کے کارناموں سے واقفیت صرف ادب کی ہی بدولت ممکن ہے۔ بہترین ادب نا صرف اپنی مثال آپ ہے بلکہ قاری کو بھی بے مثال بناتا ہے۔اس طرح بچوں کے ادب میں شاعری لازمی جز ہے۔ ہمیں آج بھی بچپن میں سنائی گئی نظمیں ازبریاد ہیں انسانی نفسیات ہے کہ نثر کے بجائے نظم اس کے دل پر زیادہ گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ نظمیں زبان کی ترویج، ذہنی نشوونمااور جسمانی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ گائی جانے کی وجہ سے زیادہ خوش نما لگتی ہیں اور کانوں کو سر کی آواز بھاتی ہے۔بچوں کے لئے بہترین معمول بناتی ہیں۔ انھیں پڑھنے اور یاد کرنے میں بچوں کو آسانی ہوتی ہے۔اس سے بچوں کو نئے الفاظ اور ہم آواز الفاظ سیکھنے میں مدد ملتی ہے۔الفاظ کے اتار چڑھاؤ کی سمجھ آتی ہے اگرچہ کچھ الفاظ انہیں سمجھ میں نہیں آتے لیکن صرف سر کے پیش نظر یاد رہ جاتے ہیں اس کی مثال قومی ترانہ "اور" لب پہ آتی ہے دعا بن کے تمنا میری" ہیں۔جو بچپن میں صرف سن کر زبانی یاد ہو جاتے ہیں یہ بچوں کی تنہائی کی دوست بن جاتی ہیں جب یہ اکیلے ہوتے ہیں تو انہیں گنگنا کر اپنے اکیلے پن کا سامان کرتے ہیں۔اور محفل میں گا کر داد حاصل کرتے ہیں یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ نظمیں اور بچوں کے گیت ان کے بہترین دوست ہیں۔ موجودہ دور میں تمام نصاب میں نظمیں اور کہانیاں ریکارڈ فارم میں موجود ہیں۔جو بچوں کو باآسانی یاد ہو جاتی ہیں اور انھیں لطف اندوز ہونے کے لئے بھی سنتے ہیں اس کے علاوہ دین سے متعلق معلومات اور انبیاء کے قصے بھی خوبصورت آوازوں میں ریکارڈ ہیں۔ عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ بچوں کی ان کہانیوں اور نظموں کو پڑھنے کے ساتھ ساتھ مطالعے کا رجحان بھی بڑھتا ہے۔

> Experts and literary and child development have discovered, that if children know eight nursery rhymes by heart by the time They are four years old , they are usually among the best readers. By the time they are eight.[۱۹]

اردو زبان کی ابتدا کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اردو زبان نے نظم اور نثر میں ہی ترقی کی۔ بچوں کی نصابی کتابیں بھی بچوں کے ادب میں شمار ہوتی ہیں۔ کیونکہ ان کی عمر کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے نصاب کا تعین کیا جاتا ہے۔ انہیں حمد، نعت، سبق آموز کہانیاں، اسلام سے روشناس کرانے اور حساب کے سوالات جو ابتدائی حساب سکھانے میں مدد کریں شامل کئے جاتے ہیں۔

ابتدا میں بچوں کا نصاب فارسی میں تھا۔ سرکاری زبان چونکہ فارسی تھی اس لئے سکولوں میں بھی فارسی زبان میں تعلیم دی جاتی تھی۔ اردو ادب پر کوئی توجہ نہ دی گئی۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریز برصغیر پر قابض ہوا تو انہیں اپنی حکومت اور مقاصد کے حصول کے لئے اردو زبان کی ضرورت پیش آئی۔ فورٹ ولیم کالج اس سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ جس سے اردو زبان کو ترویج ملی یہاں بہت سے تاریخ پر مبنی کتب کے ترجمے کئے گئے۔

اس سلسلے میں مولانا محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی، منشی پیارے لال، پنڈت حسن پھول اور مرزا ارشد گورگانی جیسے صاحب علم لوگوں کی بدولت ہالرائیڈ کی تجویز کامیاب ہوئی۔ دور حاضر کی ضرورت کے مطابق تراجم کئے گئے۔

بچوں کی نصابی ضرورت کے مطابق بھی کتابیں تیار ہوئی۔ طویل قصے کہانیوں داستانوں مافوق الفطرت کرداروں پر مبنی کہانیوں نیز شاعری کا جائزہ لے کر ان میں اصلاح کی گئی۔ غیر درسی کتب بھی ترتیب دی گئی۔ درسی کتب کے سلسلے میں مولانا آزاد کا نام سرفہرست ہے۔ مولوی عبدالحق کی زیر نگرانی انجمن ترقی اردو خاص اہمیت کی حامل ہے۔ اس سلسلے میں اقبال، حالی، شبلی، آزاد، اسماعیل میرٹھی نے بچوں کے اخلاق و عادات اور ذہنی نشوونما کے لئے مفید ادب فراہم کیا۔ اخبارات اور رسائل میں بچوں کے ادب کو خاص جگہ دی گئی۔

لاہور سے شائع ہونے والا رسالہ پھول کی مقبولیت بھی اسی دور میں ہوئی۔ بعد میں یہ رجحان غالب آگیا۔ بچوں کے ادب کی ضرورت کے پیش نظر اس کی اہمیت میں اضافہ ہونے لگا۔ اس سلسلے میں پیش رفت تو انیسویں صدی میں ہو چکی تھی لیکن اصل پزیرائی بیسوی صدی میں ملی۔ بچوں کے ادب کی وجہ سے کئی ادارے اور اشاعت گھر چل پڑے مثال کے طور پر " پنجاب، فیروز اینڈ سنز، دارلاشاعت، نسیم بکڈپو، الہ آباد، انڈین پریس، عبدالحق اکادمی، حیدر آباد وغیرہ۔ اس سلسلے میں اگر ہر ایک نام کو گنا جائے تو ان کی تعداد سینکڑوں کے حساب سے ہے جس میں درجنوں افراد تو ایسے ہیں جن کے نام تاریخ میں آتے ہی نہیں۔

وہ لوگ جنہوں نے خون دے کر اس چمن کو زینت بخشی ہے

دو چار سے دنیا واقف ہے گمنام نا جانے کتنے ہیں

وہ لوگ جن کی تخلیقات نے نمایاں اور منفرد مقام حاصل کیا اور ان کے ادب کی افادیت سے کسی دور میں

بھی انکار ممکن نہیں ان لوگوں کو امتیازی مقام حاصل ہے۔ منشی سورج نارائن میر، مولانا محمد حسین آزاد، خواجہ الطاف حسین حالی، ڈاکٹر علامہ اقبال، مولوی محمد اسماعیل میرٹھی، حفیظ جالندھری، چکبست لکھنوی، حامد اللہ افسر، منشی تلوک چند محروم، مائل خیر آبادی، لطیف فاروقی، شفیع الدین وغیرہ اور نظم نگاروں میں خواجہ حسن نظامی، ڈاکٹر ذاکر حسین، منشی پریم چند، کرشن چندر، صالحہ عابد حسین، ڈاکٹر اطہر پرویز، عادل رشید کے نام قابل ذکر ہیں۔

اردو ادب میں بچوں کے ادب کے بارے میں ابتدا ہی سے آثار ملتے ہیں۔ میر تقی میر نے چند نظمیں لکھیں۔ نظیر اکبر آبادی چونکہ عوامی شاعر ہیں انھوں نے بھی بچوں کے لئے بہت لکھا۔ پھر محمد حسین آزاد، حالی، شبلی، اسماعیل میرٹھی وغیرہ نے بچوں کے ادب کے سلسلے میں بہترین لکھا۔ بچوں کے ادب پر تحقیق کرنے والے ممتاز اسکالر ڈاکٹر محمود الرحمن کی رائے میں:

> اردو میں بچوں کے ادب کا آغاز اورنگزیب عالم گیر کے عہد سے ہوتا ہے۔ اس زمانے میں نو عمر افراد کے لیے متعدد کتابیں تصنیف کی گئیں جو زیادہ تر لغت پر مشتمل تھی۔ مثلاً خالق باری، ایزد باری، اللہ باری وغیرہ۔ بچوں کے ادب میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ برصغیر پاک وہند میں اس ناکام انقلاب نے جہاں زندگی کی قدروں کہ بدل ڈالا وہاں اردو زبان وادب پر بھی خاصا اثر انداز ہوا۔ ان بدلتے ہوئے حالات نے بچوں کے ادب کو بھی متاثر کیا۔ محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی، اسماعیل میرٹھی، ڈپٹی نزیر احمد، علامہ راشد الخیری اور دیگر ممتاز علمی وادبی شخصیات نے نظم ونثر کے ذریعے بچوں کے ادب کو زینت بخشی۔ اس کے اگلے مرحلے میں علامہ اقبال، تاجور نجیب آبادی، اختر شیرانی، منشی پریم چند، حفیظ جالندھری، غلام عباس اور دیگر اہل قلم نے بچوں کے ادب کو پروان چڑھایا۔[۲۰]

بچوں کے ادب کو ۱۸۵۷ء اور ۱۹۴۷ء سے آج تک دو ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ برصغیر میں جب انگریز حکومت قائم ہوئی۔ مسلمانوں کو اپنے سماجی، معاشی و معاشرتی حالات بہتر کرنے کے لئے اپنے اباؤاجداد کے تہذیب وتمدن کو زندہ رکھنے کے لئے ادب کو ہی وسیلہ بنانا پڑا تا کہ بچوں کی آنے والی نسل کو اباؤاجداد کے کارناموں سے روشناس کرایا جاسکے تا کہ وہ اپنے بزرگوں کے کارناموں اور سنہری دور کو جان سکیں نہ کہ خود کو مغلوب قوم تصور کر بیٹھیں اور اس لیے بھی ضروری تھا کہ ان پر فرنگ کا رنگ نہ غالب آجائے بلکہ اپنی تہذیب و تمدن، شناخت کو اور تشخص کو پہچان سکیں۔

پاکستان میں بچوں کے ادب میں سب سے پہلے ڈاکٹر اسد ادیب نے پی۔ایچ۔ڈی کی۔ بچوں کے ادب کے

آغاز وارتقاء کے بارے میں رقمطراز ہیں کہ:

اردو میں بچوں کے ادب کی بنیاد شمالی ہند اور پنجاب میں پڑی۔ یہ ادب مدرسوں کے، اخلاقی نصاب کا حصہ تھا جو بچوں کو مظاہر فطرت سے محبت دلاتا ہے، اشیائے صرف کے ناموں کی تعلیم دیتا، پرندوں، پھولوں، رنگوں، چاند، ستاروں کے قریب لانا۔ ہمارے اردو ادب میں امیر خسرو بچوں میں پہلے ادیب ہیں۔ جنہوں نے اردو شاعری اور منظوم نثر کے ذریعے تعلیم و تفریح کو یکجا کیا۔ اس کے بعد نزیر احمد، محمد حسین آزاد نے بچوں اور خواتین کے لئے قصے اور کہانی کو معاشرتی اور قومی مقاصد کی تکمیل کے لئے استعمال کیا۔[۱۲]

بچوں کے ادب کے سلسلے میں نظم میں اسماعیل میرٹھی اور نثر پاروں میں مولانا محمد حسین آزاد کا نام قابل ذکر ہے۔ لیکن مرزا غالب کے قادر نامہ کے اشعار میں بچوں کے لئے بیش قیمت سرمایہ موجود ہے۔ اسی طرح علامہ اقبال نے بے حد عمدہ، سبق آموز، اور خوبصورت نظمیں لکھیں۔ اردو کی تاریخ طویل ہے جب کہ بچوں کے ادب کی تاریخ مختصر ہے۔ اردو ادب کا آغاز انیسویں صدی میں ہوا لیکن بچوں کے ادب پر بعد میں توجہ دی گئی۔

۱۹۵۷ء کی جنگ آزادی کے بعد جب سیاسی صورت حال بدلی اور رجحانات بدلے تو بچوں کے ادب کی طرف توجہ مبذول ہوئی دہلی اور پنجاب میں اردو کو پذیرائی ملی۔ بچوں کے ادب کا آغاز انیسویں صدی کے نصف آخر میں ہو چکا تھا لیکن بیسویں صدی میں اس پر تیزی سے کام ہوا۔

محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی، ڈپٹی نذیر احمد جیسے ادیبوں اور شاعروں نے کتابیں تصنیف کیں۔ اس سلسلے میں دہلی، لاہور، حیدر آباد، دکن، لکھنؤ، دارالاشاعت، پنجاب، فیروز سنز، انڈین پریس، الہ آباد، نسیم بک ڈپو، عبدالحق اکادمی حیدر آباد اور مکتبہ جامعہ نئی دہلی ان میں میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد بچوں کے ادب کی صورت حال کو اسد ادیب نے اپنی کتاب بچوں کے ادب : تجزیے اور تجاویز میں لکھا ہے:

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو آزادی کی رات کے بعد جب طلوع ہوئی۔ ہم ایک نئے عزم اور امنگ کے ساتھ اٹھے۔ ہمارے دل دماغ، طرح طرح کے خیالات سے روشن تھے۔ معیشت سیاست، تعلیم، حکمت اور حکومت کے ہر شعبے میں ہمارا ذہن تبدیلیوں پر آمادہ تھا۔ خاص طور پر ترقی پسندانہ خیالات کے پرجوش حامیوں کا کہنا تھا کہ ادب کو زندگی کے قریب تر رکھا جائے۔ یہ پکار ان اہل قلم کے کانوں تک پہنچی۔ جو بچوں کے لئے دنیا ادب لکھنا چاہتے تھے۔ گو کہ تجزیہ بتلاتا ہے کہ ان اداروں قومی نقطہ نظر کی

نسبت اپنے ذاتی مفادات کی خاطر بھی یہ کام کیا۔ لیکن یہ بات ماننے والی ہے کہ بچوں کے رسالوں سے پاکستان میں بچوں کے ادب کی ایک مظبوط روائت قائم ہوئی۔ پاکستان کی نظریاتی اساس کا پہلو بچوں کے لئے ان رسالوں میں نمایاں ہو کر ابھرا۔ جو برصغیر کی تقسیم کے ابتدائی برسوں میں نکلے۔ ان رسالوں نے بچوں کے ادب کو نئے تفریحی اور معلومات ادب سے مالا مال کر دیا۔ تقسیم ہند کے بعد اپنی رسالوں کے ذریعے پاکستان میں بچوں کے ادب کی تشکیل ہوئی۔ [۲۲]

قیام پاکستان کے بعد ایسی کتابیں ضبط تحریر میں لائی گئی جن کو پڑھ کر بچوں کو قیام پاکستان کے اسباب اور اغراض و مقاصد کا پتہ چل سکے۔ اس لحاظ سے معلوماتی کتابیں بھی لکھی گئی ایسی کتب بھی تحریر کی گئی جن میں رہنماؤں کے کارنامے برصغیر کے مسلمانوں کی قربانیاں اور تقسیم کے اسباب، مقاصد اور مسائل کے متعلق لکھا گیا۔ عظیم مسلمانوں کے حالات زندگی بھی قلم بند کئے گئے۔ ڈاکٹر محمود الرحمن کے مطابق:

> قیام پاکستان کے بعد بچوں کے ادب کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں مایوسی نہیں ہوتی۔ اس مختصر عرصے میں ادب اطفال نے جو غیر معمولی ترقی کی ہے۔ اس کی مثال ماضی کی تاریخ میں نہیں ملتی۔ ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ ان تصانیف سے قیام پاکستان کے بعد بچوں کے ادب میں خوش آئین اضافے ہوئے۔ [۲۳]

اس بارے میں ڈاکٹر تبسم کاشمیری نے ماہنامہ کتاب "لاہور" میں اپنے مضمون، پاکستان میں بچوں کا ادب، میں لکھا۔

> قیام پاکستان کے بعد بچوں کے ادب کے نام پر جو کچھ شائع ہو رہا ہے۔ اس کا کثیر حصہ قطعاً غیر معیاری ہے۔ میں اگر یہ کہوں کہ ناشرین نے مجرمانہ غفلت سے کام لیا ہے تو کسی بھی صورت غلط نہ ہو گا۔ قیام پاکستان کے بعد جو کتابیں شائع ہوتی رہی ہیں۔ ان پر مواد کی پروڈکشن کا جائزہ ثابت کرتا ہے کہ پاکستان میں بچوں کا ادب ابھی یورپ کی انیسوی صدی کے دور سے بھی نہیں نکل پایا۔ [۲۴]

کسی بھی ملک میں ادب تب فروغ پاتا ہے جب شرح خواندگی بہتر ہو۔ قیام پاکستان کے وقت بارہ یا تیرہ فیصد خواندہ افراد کی تعداد تھی جب کہ اب ۳۵ فیصد ہے۔ معیار میں بہتری کتب ممکن ہے کہ قاری کے ذوق کی تسکین کا معیار ہو جب عوام ہی پڑھی لکھی نہ ہو گی تو فن پاروں کی جانچ پڑتال کیونکر ہو گی۔ بچوں کے ادب پر نصف عرصے سے زیادہ سر گرم ماہنامہ ہمدرد نونہال کراچی کے مدیر مسعود احمد برکاتی کہتے ہیں:

> پاکستان بننے کے بعد مسائل زیست کے ہنگاموں اور معاش و اقتصاد کے فوری تقاضوں کی وجہ سے

کتابوں کی رفتار اشاعت بہت کم تھی۔ قدرتی طور پر بچوں کے لئے کتابوں کی تالیف واشاعت بھی محدود تھی۔ لیکن سیاسی عدم واستحکام کے باوجود معاشرتی استحکام اور صنعتی سرگرمیوں میں اضافہ کے ساتھ علمی وادبی مشاغل میں بھی اضافہ ہوا۔اس کے زیر اثر بچوں کی کتابوں اور رسالوں کی اشاعت میں بھی اضافہ ہوا۔ پاکستان کی پہلی دہائی میں بچوں کے گنتی کے چند رسالے شائع ہوئے تھے۔آج ان کی تعداد کم از کم چالیس کے قریب ہے۔اس تعداد کو حوصلہ افزا کہا جاسکتا ہے۔[۲۵]

قیام پاکستان کے بعد سرکاری اور نجی، سرکاری اور عالمی سطح پر تحقیقی اداروں کے بھی بچوں کے ادب کے فروغ میں حصہ لیا۔ تمام اداروں نے ادب کی ترویج میں حصہ ضرور لیا۔ان میں کچھ ادارے آج تک اس سلسلے میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔آج کے بچے کل کے نوجوان ہوتے ہیں اور ملک و قوم کے معمار ہوتے ہیں۔جو پودا ہم آج لگائیں گے وہ کل تناآور درخت بنے گا۔اس سلسلے میں والدین،اساتذہ نمایاں کردار ادا کرتے ہیں۔

حضرت محمد ﷺ کا ارشاد ہے کہ

"ہر بچہ فطرت سلیم لے کر پیدا ہوتا ہے بعد میں اس کا ماحول اسے یہودی، نصرانی و مجوسی یا مسلمان بناتا ہے۔اس کی ماں کی گود، گھر کا ماحول اور ارد گرد کا ماحول اس کی ذات کی تعمیر میں کردار ادا کرتے ہیں۔[۲۶]

کہانی سننے کا شوق انسان کی فطرت میں شامل ہے پہلے پہل جب میڈیا موجود نہیں تھا۔بچے نانیوں، دادیوں سے کہانی یا پرانے قصے سن کر دل لبھاتے تھے۔جو بعض اوقات وہ سینہ در سینہ واقعات، داستانوں اور کہانیوں کی صورت میں سناتیں تھیں اور بعض اوقات فرضی واقعات خود سے جوڑ کے سناتیں۔اس کے بعد بچوں کی تفریح کے لئے اشعار کی کتابیں، جاسوسی ناول، اقوال زریں اور مختلف چھوٹی چھوٹی کہانیاں کتابی شکل میں سامنے آئیں۔جو بچوں کے شوق کی تسکین کے لئے کافی تھا پھر آہستہ آہستہ میڈیا اور انٹرنیٹ نے اس کی جگہ لے لی۔تاروں کی چھاؤں میں کہانیاں سنانے والی نانیاں، دادیاں تو نہ رہی اور نہ ہی بچوں کو غیر فطری کرداروں میں دلچسپی۔لیکن گھر گھر میں ٹی وی اور انٹرنیٹ نے انہیں کئی دوسری کہانیوں اور کرداروں سے متعارف کروایا۔جو ان کے لئے نیا مشغلہ بھی تھا اور دلچسپ بھی۔

آج کے تیز رفتار دور میں انسان اس قدر مصروف ہو گیا کہ اسے خاندان اور مشغلے یا شوق کا ہوش نہ رہا۔

زندگی اس قدر تیز رفتار ہو گئی کہ ماضی کا سکون کہیں دفن ہو کر رہ گیا اور اس کی جگہ حال کی گہما گہمی نے لے لی آج کے

دور کی چکا چوند روشنیوں نے انسان کی نظر کو دھندلا ڈالا۔

اس سلسلے میں سکول بھی صرف مشین کا کام سرانجام دے رہے ہیں جو صرف اور صرف کتابوں سے درسی مواد بچوں کے ذہنوں میں ٹھونسنے اور چھاپنے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں زندگی میں عملی طور پر کچھ نہیں سکھایا جارہا۔ تعلیمی نظام بھی رٹا بازی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

ان حالات میں بچوں کا ادب بھی ان کی اخلاقی تربیت کا ایک مؤثر ذریعہ بن سکتا ہے بچوں کے اخبارات اور رسائل بھی اپنا کردار ادا کر سکتے ہیں کچھ رسائل تو مالکان نے معاشرے میں مقام حاصل کرنے اور چند نے اپنے نجی اغراض و مقاصد کے تحت نکالے ہوئے ہیں البتہ چند ایک رسائل غیر جانبدار بھی ہیں جن کا مقصد صرف بچوں کی تعلیم و تربیت کو بہتر بنانا ہے ان کی تحریریں بچوں کی تعلیم و تربیت کو پیش نظر رکھ کر ہی وجود میں لائی جاتی ہیں۔ معاشرے میں تمام رسائل کا اپنا حلقہء قارئین بن چکا ہے لیکن رسائل کی افادیت کا تعلیم و تربیت کے سلسلے میں انکار نہیں کیا جاسکتا۔ لیکن رسائل کو اپنی تحریروں کو بچوں کی نفسیات کے مطابق لکھنا چاہیے تاکہ وہ بہترین شہری اور سچے مسلمان بن سکیں اور آنے والے وقت میں ملک و قوم کو نفع دے سکیں۔ غیر محسوس طریقے سے ان کی اخلاقی اور روحانی تعلیم و تربیت ضروری ہے۔ دنیا گلوبل ولج بن چکی ہے۔ ذرائع ابلاغ میں دلچسپی کے اتنے ذریعے ہیں جن کی وجہ سے بچوں کو اس سے دور رکھنا ناممکن ہے۔ اس دور میں بچوں کے ادب میں زیادہ مہارت کی ضرورت ہے۔ ورنہ اس رنگا رنگی میں بچوں کو کتابوں کا مطالعہ اور نصیحت کی باتیں پھیکی لگیں گی۔ رسائل کے ذمہ داران کو مزید چاک و چوبند ہونا پڑے گا کہ ذرائع ابلاغ کا مقابلہ کر سکیں اگرچہ ذرائع ابلاغ کے فوائد سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن اس کے چند نقصانات بھی ہیں جن سے آنے والی نسل کو بچانا ہوگا۔ نوزائدہ نسل اپنے اچھے برے سے زیادہ واقفیت کی حامل نہیں ہے اس لئے نہیں جانتی کیا مواد ان کی ذات کی تعمیر میں ممد و معاون ثابت ہوگا اور کیا تخریب میں۔

بیسویں صدی کے آغاز میں بچوں کے ہفت وار اخبار نکلتے تھے۔ جن میں اہم شخصیات کے حالات زندگی اور کارنامے وغیرہ درج ہوتے تھے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ ماہنامہ کی صورت اختیار کر گیا اور کتاب و طباعت کی شکل میں آگیا۔ لاہور سے منشی محبوب عالم کا سب سے پہلا رسالہ "بچوں کا اخبار" شروع کیا۔ اس میں اخلاقیات اور معلومات سے متعلق مضامین، بچوں کے لئے شاعری اور نصیحت پر مبنی کہانیاں ہوتیں۔

۱۹۰۹ء میں لاہور ہی سے سید امتیاز علی تاج کے والد سید ممتاز علی نے رسالہ پھول جاری کیا۔ والد کے

انتقال کے بعد امتیاز علی تاج نے اس کی ادارت سنبھالی۔ یہ نہایت دلچسپ رسالہ تھا۔ اس کی زبان سادہ اور سلیس تھی اور کا معیار بھی بلند تھا۔ اس کے مستقل لکھاری اور ادیب مولانا عبدالمجید سالک، پطرس بخاری، اسماعیل پانی پتی، غلام بیگ چغتائی، صوفی غلام مصطفٰی تبسم، حفیظ جالندھری، احمد ندیم قاسمی، شوکت تھانوی اور حجاب امتیاز علی شامل تھیں۔ بجنور سے بچوں کے لئے ہفت روزہ "غنچہ" شروع ہوا۔ یہ کم عمر بچوں میں مقبول ہوا لیکن زیادہ نہ چل سکا۔ مولانا تاجور نجیب آبادی نے بچوں کے لئے "پریم" کے نام سے ہفت روزہ شروع کیا۔ یہ اخلاقی نوعیت کے لحاظ سے بچوں کی تربیت میں اثرانداز ہوتا ہے۔

۱۹۲۳ء میں دیال سنگھ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر گوناتھ نے "گلدستہ" کے نام سے ہفت روزہ شروع کیا۔ جامعہ ملیہ اسلامیہ نے "پیام تعلیم" کے نام سے پندرہ روزہ رسالہ شروع کیا۔ ۱۹۲۰ء میں "بچوں کی دنیا" شروع ہوا۔ قومی کتب خانہ لاہور کے زیر اہتمام ۱۹۳۷ء "ہدایت" شروع ہوا۔ اس کی ادارت میں نمایاں ادبی شخصیات شامل رہی۔ جن میں شہداء کشمیر، الطاف پرواز، عنایت اللہ بانی روزنامہ مشرق، لاہور اور سید نظر زیدی شامل ہیں۔ قیام پاکستان کے بعد کچھ رسالے بند ہو گئے اور کچھ نئے کا آغاز ہو گیا۔

۱۹۴۱ء میں مولوی فیروزالدین سے ماہنامہ "تعلیم و تربیت" کا آغاز کیا۔ یہ رسالہ ابھی بھی جاری ہے۔ ۱۹۵۲ء میں کراچی سے ماہنامہ "کھلونا" شروع ہوا۔ ۱۹۵۳ء میں حکیم محمد سعید نے "نونہال" کراچی سے نکالا۔ جو اب تک جاری وساری ہے اس کا مواد معلوماتی، تفریحاتی، سائنسی اور اخلاقی تحریروں پر مبنی ہوتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد سب سے پہلے شائع ہونے والا ماہنامہ "بچوں کی دنیا" ہے۔ اس کا آغاز مولوی محمد امین شرقپوری نے ۱۹۴۸ء میں کیا۔ "تعلیم و تربیت" کی طرح یہ رسالہ ابھی تک جاری ہے اور تیسری نسل کو منتقل ہو چکا ہے۔ اول سے حال تک اس کا مزاج نہیں بدلا۔ اس میں جنوں پریوں کی کہانیاں شائع ہوتی ہیں۔ ۲۷ سال سے باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے۔ جدید رسائل میں ماہنامہ، چائلڈ سٹار، نوعمر، خزانہ انکل سرگم، بچوں کا گلشن، بچپن، فاختہ، بھائی جان، مجاہد، بچوں کا دوست، تاروں کی دنیا، ادھر نکلے ادھر ڈوبے، ادھر ڈوبے ادھر نکلے کے مصدق شائع اور بند ہو رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید اسرار الحق سبیلی نے بھی بچوں کے ادب پر نا صرف پی۔ایچ۔ڈی کی بلکہ مزید تحقیقات سے ہمیں روشناس/کرایا۔ پاکستان اور ہندوستان میں مسعود احمد برکاتی، اشتیاق احمد، پروفیسر مجیب ظفر، انور حمیدی، کمال رضوی، سید نظر زیدی اور دیگر نام قابل ذکر ہیں۔ ڈاکٹر اسد اریب نے بچوں کے ادب پر تحقیقات کی ہیں۔

ا۔ اردو میں بچوں کا ادب

۲۔ نئے رجحانات

۳۔ الف سے یے تک

۴۔ تذکرے تبصرے بچوں کے ادب میں

ادب اطفال کے دوسرے پی۔ایچ۔ڈی ڈاکٹر مجیب ظفر انوار حمیدی ہیں۔ جن کی تحقیقات میں آزادی کے بعد ۱۹۴۷ء سے ۲۰۰۳ء مرزا غالب سے مسعود احمد برکاتی تک بچوں کا ادب۔ اس کے علاوہ دلاور علی قلمی نام مرزا ادیب نے بچوں کے لئے لکھنے کے ساتھ ساتھ ایک کتاب "بچوں کا ادب" بھی تحریر کی لیکن ایک نامکمل تزکرہ ہے۔ جس میں قلم کاروں کے مکمل حوالہ جات شامل نہیں کئے۔ کراچی یونیورسٹی کے ڈاکٹر ظفر مجیب انوار حمیدی کا ہے جنھوں نے بہت عرق ریزی سے بچوں پر کتابیں اور کہانیاں لکھی۔

اس سلسلے میں نجی و سرکاری ادارے خاموش رہے۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن، دعوت اکادمی اور اکادمی ادبیات نے بچوں کے ادیبوں کو سول اعزازات دینے سے انکار دیا۔ بچوں کے ادب کو دوسرے ادب میں شمار نہیں کیا گیا یہ ایک المیہ ہے کہ بچوں کے ادب کو "ادب" نہیں گردانا جاتا۔

بچوں کے دوسو سے زائد رسائل و جرائد شائع ہو رہے ہیں لیکن بچوں کی سوچ سے بالا تر تحریریں ہیں۔ جس کی وجہ سے ادب اطفال کا حق ادا نہیں ہو رہا۔ دور حاضر میں بچوں کے معروف پرچوں میں تعلیم و تربیت نونہال، انوکھی کہانیاں پہلے گروپ میں پھول، بزم قرآن، بزم منزل اور دوسری درجہ بندی میں اور گوگو، جگنو، بچوں کی دنیا، بچوں کا باغ تیسری درجہ بندی میں شامل ہیں۔

آزادی کے بعد اردو ادب میں چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج محمدی بیگم نے ڈالا اور جب ماہنامہ پھـــــول کی ادارت کر رہی تھیں انھوں نے اپنے سرتاج سید امتیاز علی تاج کے ساتھ ساتھ مل کر اس کا آغاز کیا۔ پھـــــول آج تک مقبول رسالہ ہے جبکہ پھول نے غلام عباس اور اختر عباس کا زمانہ دیکھا۔

ڈاکٹر محمد افتخار نے دعوۃ اکادمی کے ۲۵ سال پورے کئے۔ نوائے وقت بچوں کا صفحہ پھول اور کلیاں بھی بچوں میں پسندیدہ ہے۔ مرزا شعیب پھول کے ایڈیٹر ہیں۔ حکیم محمد سعید نے ۱۹۵۳ء میں نونہال سیاست سے پاک رہتے ہوئے بچوں کے بہترین ادب کی فراہمی کے لئے جاری کیا۔ ہندوستان میں بچوں کا ادب، امنگ اور پیام تعلیم نے جاری

کیا۔ وکی پیڈیا پر تحقیقات سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ پوری دنیا میں ریکنگ کے لحاظ سے بچوں کا ادب کتنے فیصد ہے جو درج ذیل ہے۔

پاکستان میں بچوں کا ادب ۲۵٪

ہندوستان میں ۳۵٪

امریکہ میں ۷۷٪

ہالینڈ ۸۰٪

برطانیہ میں ۹۸٪

ایران میں ۱۹٪

ترکی میں ۵۶٪

لندن میں ۱۰۰٪

جاپان میں ۷۹٪

چین میں ۵۵٪

ہمدرد فاؤنڈیشن نے اپنے قیام کے ساتھ ہی اہل علم وفضل کے تجربات سے لوگوں کو مستفید کیا۔ "شام ہمدرد "کا آغاز کیا۔

"شام ہمدرد ایک ایسا ادارہ ہے جو پاکستان میں پورے تسلسل کے ساتھ تعمیر اذہان میں مصروف ہے۔ شاید یہ پاکستان میں واحد ادارہ ہے جسے چالیس سال سے دوام حاصل ہے ۔ اس ادارہ کے فکرو ذہن میں پاکستان کی عظیم المرتبت شخصیات نے حصہ لیا اور محبت وخلوص کا مسلسل کیا ہے۔ اب یہی صاحبان فہم ودانش "شوری ہمدرد" کے رکن ہیں۔ [۲۷]

شوری ہمدرد ایک تحریک ہے جس کے اجلاس ہر مہینے لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد اور پشاور میں منعقد ہوتے ہیں اس شوری کا اولین مقصد اذہان کی تعمیر ہے۔ اس مجلس میں اہم قومی وملکی مسائل پر بات چیت ہوتی ہے۔ ہمدرد فاؤنڈیشن نے نوجوان نسل کے لئے اتنی جدوجہد نہیں کی جتنی کاوش بچوں کے لئے کی۔

۱۹۳۵ء میں "ہمدرد نونہال "کا آغاز کیا۔ جو ساٹھ سال سے شائع ہو رہا ہے۔ اس وقت پاکستان کی چوتھی نسل اس سے مستفید ہو رہی ہے۔ مسعود احمد برکاتی ہی اس کے مدیر رہے۔ ۱۹۸۵ء کراچی میں "بزم ہمدرد نونہال "کا آغاز

ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۸۶ء میں لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد اور پشاور میں اس کی سر گرمیوں کا آغاز ہوا- ۱۹۹۵ء میں اس کا نام "ہمدرد نونہال اسمبلی" کر دیا گیا۔ یہ رسالہ ابھی تک جاری وساری ہے جو بچوں کی تقریبات وغیرہ کا اہتمام کرتا ہے۔

حکیم محمد سعید کی بچوں کے لئے لاتعداد کتابیں سفر نامے اور بچوں کے ادب پر مبنی اخلاقی کتب کے علاوہ ہمدرد نونہال رسالہ اور رسالہ، ہمدرد نونہال اسمبلی، نونہال اخبار یادگار کارنامے ہیں۔

"بچوں کی تربیت، رہنمائی اور علم کا فروغ حکیم محمد سعید نے "ہمدرد پبلک سکول" کا آغاز کیا۔ جس میں صبح کے وقت کراچی شہر کے پانچ ہزار بچے زیور تعلیم سے آراستہ ہوتے ہیں۔ جب کہ بعد دوپہر قریبی گوٹھوں کے غریب اور نادار بچے علم کی دولت سے اپنے دامن بھرتے ہیں۔ "ہمدرد مطبوعات" میں بچوں کے ادب کی تعداد چار سو سے زیادہ ہے۔ اس میں آپ کی بے شمار کتابیں موجود ہیں۔

نقوش سیرت (حصہ اول تا پنجم)، نور کے پھول، اقوال زریں، سچ بولو، کہکشاں، نماز پڑھیے، قرینہ حیات، صراط مستقیم، نونہال دینیات (حصہ اول تا پنجم)، جاگو جگاؤ، عروس القرآن---- سورۃ الرحمن، کتاب دوستان چند مشہور اور سائنسدان، ایک واقعہ جو مجھے پسند ہے، بچوں کے حکیم محمد سعید، آپا صحت کی فکر کریں۔ غرض یہ کہ انہوں نے دینی ودنیاوی ہر لحاظ سے بچوں کی اصلاح کے لئے قلم اٹھایا۔ ان کی تعلیم وتربیت، صحت اور کار آمد شہری بنانے کی خاطر خواہ کوشش کی۔ انہیں بچوں سے بے حد پیار تھا۔ انھوں نے اسے جنوں کی حد تک ثابت کیا اور شب وروز ان تصانیف پر محنت کی۔

ثاقبہ رحیم الدین صاحبہ:

بچوں کے ادب میں اضافہ کرنے والی ایک اہم شخصیت ثاقبہ رحیم الدین کی ہے بچوں سے بے انتہا پیار کرنے والی خاتون ہیں انہیں شروع ہی سے کہانی لکھنے کا شوق تھا۔ بچپن ہی کے زمانے میں انھوں نے کہانی لکھ ڈالی جو محفوظ نہ رہ سکی۔ آپ نے بچوں سے بے حد پیار کیا خواہ وہ بچے ان کے خاندان کے ہوں یا پھر باہر کے ہوں۔ وہ ایک سماجی رکن ہوتے ہوئے بھی بچوں کے قریب تر ہیں۔ ثاقبہ نے بچوں کو معاشرے کا اہم ترین حصہ قرار دیا۔ انھوں نے بچوں کے حوالے سے لمبی چوڑی کہانیاں تو نہ لکھی بلکہ مختصر اور موئثر ادب تخلیق کیا۔ جاوید منظر لکھتے ہیں

اردو زبان کی یہ خوش قسمتی ہے اس کو ثاقبہ رحیم الدین جیسی لکھنے والی میسر آئی۔ [۲۸]

ثاقبہ صاحبہ کا سب سے بڑا موضوع "محبت" سامنے آتا ہے وہ اپنی کہانی "سونی اور مونی" میں لکھتی ہیں کہ

میرے بچو، میرے دوستو پیار کرنے، پیار بانٹنے اور پیار نبھانے میں سچی خوشیاں ہیں تم بھی یہی کرنا۔[۲۹]

ثاقبہ صاحبہ نے جہاں جہاں بچوں کے لئے ضرورت محسوس کی وہاں وہاں قلم اٹھایا اسی کوشش کا نتیجہ ان کا رسالہ "روشنی" ہے جو بلوچستان سے شائع ہوتا ہے۔ بلوچستان میں رسالہ شائع کرنے کے لئے پاکستان چلڈرنز اکیڈمی ثاقبہ صاحبہ کی مددگار ہے۔

ستمبر ۱۹۴۹ء کو کوئٹہ میں رسالہ "روشنی" کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ثاقبہ صاحبہ کہتی ہیں کہ:

جناب محترم گورنر بلوچستان اور معزز حاضرین ہمارے صوبے میں بچوں کے لئے ادبی اور معیاری رسالہ نکالتے رہنا بے حد مشکل کام ہے۔ ہمیں اساتذہ، والدین اور ماہر تعلیم یافتہ شہری کے تعاون کی ضرورت ہے۔ بچے تو ہمارے دوست ہیں اور ہر جگہ ساتھ ساتھ رہتے ہیں۔ بچوں کو عالمی برادری سے منسلک رکھنا، سچا مسلمان اور اچھا پاکستانی بنانا کوئی سہل اور عام نہیں ہے۔ مطالعہ کی عادت اور اچھی کتابوں اور رسالوں سے اس مقصد کے حصول میں مدد ملتی ہے۔[۳۰]

ثاقبہ ایسی شخصیات میں سے ہیں جنہیں کہانی لکھنے کا نہیں بلکہ کہانی کو زندہ رکھنے کا شوق ہے۔ انھوں نے مؤثر اور دیرپا ادب تخلیق کیا۔ بہت سے عام اور روائتی موضوعات میں بھی جان ڈال دیتی ہیں۔ وہ بچوں کی ذہنی سطح کے مطابق کہانی لکھتی ہیں۔ اشفاق احمد نے لکھا ہے کہ

کہانی لکھنا کچھ ایسا مشکل نہیں ہے لیکن کہانی کہنے کا فن بڑا مشکل فن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں آپ کو افسانہ نگار تو بہت ملیں گے لیکن داستان گو ایک بھی مشکل مل سکے گا۔ بچوں کے لئے کہانیاں لکھنا دراصل کہانیاں کہنا ہے۔ اس لئے افسانہ نگار ادھر رجوع نہیں کر سکے اور ہمارے ہاں یہ صنف خالی کی خالی ہی رہی۔ ثاقبہ رحیم الدین مبارک کی مستحق ہیں کہ انھوں نے اس خالی پن کو شدت سے محسوس کیا ہے۔[۳۱]

وہ اپنی کہانیوں میں اخوت، بھائی چارے کا سبق دیتی ہیں۔ وہ معاشرے میں محبت، امن، سکون اور بھائی چارے کا بول بالا چاہتی ہیں۔ بچوں کی ذہنی تربیت کے لحاظ وہ اپنی تحریریں میں اردو کے علاوہ انگریزی اور فارسی کے الفاظ بھی استعمال کرتی ہیں تاکہ بچوں کو دوسری زبانوں سے متعارف کروا سکیں اور ذخیرہ الفاظ مہیا کر سکیں۔

برفانی چیتاSnow Leopard نوہزار سے اٹھارہ ہزار فٹ کی بلندی پر برف پوش چٹانوں میں ملتا ہے۔[۳۲]

اسی علاقے میں بھیڑیا کثرت سے پایا جاتا ہے۔[۳۳]

مارخور یاSheep روش ایسا نایاب جانور ہے کہ دنیا بھر میں صرف پاکستان، چین اور کابل میں پایا جاتا ہے۔[۳۴]

ان سے معصوم بچوں کو نا صرف جانوروں کے ناموں سے پہچان ہوتی ہے بلکہ انگریزی ناموں سے بھی آشنائی ہوتی ہے۔

ہاں بھئی بچو تم نے مارخور کا ذکر ضرور سنا ہوگا مارخور فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں "سانپ کھانے والا۔[۳۵]

منشایاد اس سلسلے میں کہتے ہیں کہ

بیگم ثاقبہ رحیم الدین کی کہانیوں کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ چپکے چپکے بچوں کی و کیبلری میں بھی اضافہ کرتی رہتی ہیں اس لئے بعض اشیاء اور پرندوں کے متبادل مقامی اور انگریزی نام بھی بتاتی ہیں مثلاً جگنو کو انگریزی میں " فائر فلائی "اور مرجان کو "کورل" کہتے ہیں۔ پھر وہ محض و کیبلری تک محدود نہیں رکھتیں متعلقہ چیزوں کے بارے میں پوری اور تازہ سائنسی اور جغرافیائی معلومات فراہم کرتی رہتی ہیں مگر فنکارانہ انداز میں۔[۳۶]

اللہ سے محبت اصل میں انسان سے محبت ہے ثاقبہ کے روح و قلب میں کوٹ کوٹ کر انسانیت سے پیار کا جزبہ بھرا ہے وہ خدا کے بندوں سے محبت کرتی ہیں۔

ثاقبہ صاحبہ نہایت مشکلات سے گزر کر قوم کے معماروں کا مستقبل سنوارنے کی کوشش کر رہی ہیں ان کی اس کاوش کو نہ سراہنا سراسر غلط ہوگا ان کی کوششوں سے مستقبل میں مزید بہتری کے امکانات ہیں یہ ان کی مسلسل محنت کا نتیجہ ہے کہ بچے ان کی نصیحت پر خوشی سے عمل کرتے ہیں ممتاز مفتی لکھتے ہیں

بچوں کے مطالعے میں ثاقبہ Pied piper "پاکستان کیا سای دنیا کے بچے اس کی بانسری کی آواز سننے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔[۳۷]

بطور ادیب بچوں کو کہانیوں میں وطن سے محبت کا درس دیتی ہیں وہ قوم کے مجاہدوں اور جانثاروں کو بھولتی نہیں نہ نظر انداز کرتی ہیں۔ مجموعہ کرنیں، میں شامل کہانی "چراغ" اس کی اہم مثال ہے۔ ان میں ان لوگوں کے احوال درج ہیں۔ جنہوں نے نشان حیدر حاصل کیئے اس معلومات کو فراہم کرنے کا مقصد جانثاروں کی قربانی کو زندہ رکھنا ہے۔ لفظ کی اصل حقیقت سے بھی متعارف کرواتی ہیں۔ مثال کے طور پر جہاد کے بارے میں بیان ہے کہ

> پیارے بچو! جہاد کے معنی کوشش اور جدوجہد کرنے کے ہیں ویسے تو بری باتوں اور بری عادتوں کو مٹانا اور اچھے اخلاق اور علم کو پھیلانا بھی جہاد ہے مگر عام طور سے جہاد کا لفظ اس جنگ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جو خدا کی راہ میں جان و مال کی بازی لگا کر کی جائے۔ جو جنگ ذاتی فائدے، دولت، دشمنی، انتقام اور بے جا اقتدار کے لئے کی جاتی ہے جہاد نہیں کہلائی جا سکتی۔ [۳۸]

ثاقبہ صاحبہ کی کہانیوں کا پہلا مجموعہ "جاگو جاگو" ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد "دوستو چلے چلو" ۱۹۹۰ء "سورج ڈھلے" ۱۹۹۲ء "کرنیں" ۱۹۹۵ء "چاند نکلا" ۱۹۹۶ء "بادل جھومے" ۲۰۰۱ء "نیند آئی" ۲۰۰۴ء شائع ہوئے۔ وہ نہایت آسان اور سادہ زبان استعمال کرتی ہیں۔ اور اس سے بچوں کو اس اتنی بڑی دنیا سے متعارف کرواتی ہیں۔

اکادمی ادبیات:

۱۹۷۶ء میں اکادمی ادبیات قائم کی گئی۔ جس کے دفاتر اسلام آباد، کراچی، لاہور، کوئٹہ اور پشاور میں ہیں۔ پہلے ڈائریکٹر احمد فراز تھے پھر اسی عہدے کو چیئرمین کا عہدہ کہلانے لگا۔ ۱۹۸۰ء میں ایوارڈ دیئے گئے۔ مستحق ادیبوں اور شاعروں کی مالی معاونت بھی کی جاتی۔ "پاکستانی ادب کے معمار" کے نام سے کتب شائع ہوئی۔

یہاں پر تمام ادیبوں شاعروں کو پزیرائی ملی لیکن بچوں کے ادب پر کام کرنے والے ادیبوں شاعروں کو نہیں سراہا گیا جبکہ چیئرمین صاحبان کی طرف سے بہت توجہ مبذول کروائی گئی۔

بچوں کا ادب (جلد اول):

ادب میں ایک نمایاں اضافہ بہت سی غیر ملکی کہانیوں کے اردو میں تراجم بھی ہیں۔ اس سے بچوں کی معلومات میں وسعت کا امکان پیدا ہوتا ہے اور بیرونی ثقافت سے پہچان کا بھی۔

> بچوں کے ادب کے حوالے سے پاکستانی اور بین الاقوامی زبانوں میں بلاشبہ گراں قدر اثاثہ موجود ہے

لیکن اردو میں اس انتخاب کو یکجا صورت میں پیش کرنے کی ضرورت مدت سے محسوس کی جا رہی تھی۔ سہ ماہی ادبیات کا بچوں کا نمبر اسی ضرورت کو پورا کرنے کی ایک کوشش ہے۔ نہ صرف اس میں بین الاقوامی ادب سے محتاط انتخاب کو اردو کے قالب میں ڈھالا گیا ہے بلکہ اردو سمیت سبھی پاکستانی زبانوں میں بچوں کے لیئے لکھے گئے ادب کا انتخاب بھی کیا ہے۔[۳۹]

بچوں کا ادب (جلد دوم قومی ادب، حصہ نظم):

اس جلد میں پاکستانی بچوں کے لئے لکھی نظموں کو شامل کیا گیا۔ اس جلد میں حمد، نعت، ملی نغموں، تمثیلی کہانیوں کے نام سے موضوعات بنائے گئے۔ جن میں ایک ہی موضوع کو لے کر مختلف شاعروں کی نظمیں پیش کی گئی۔

بچوں کا ادب (جلد سوم قومی ادب، نثر):

اس جلد میں بچوں کے لئے کہانیوں کو شامل کیا گیا۔

موجودہ خصوصی شمارے میں پاکستانی زبانوں میں بچوں کے لئے کہانیاں لکھی گئی۔ کہانیوں، ڈراموں اور مضامین سے انتخاب کے ساتھ پاکستان کے مختلف علاقوں کی لوک کہانیاں بھی شامل کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں حسب سابق براہوی، بلوچی، پشتو، سندھی، ہندکو، پنجابی، سرائیکی، پوٹھوہاری، پہاڑی، شنا اور کشمیری زبانوں میں بچوں کے لئے لکھی گئی۔ کہانیوں کے اردو تراجم بھی شامل کئے گئے ہیں۔ ماضی میں بچوں کے لئے لکھے گئے ادب سے انتخاب کے ساتھ ساتھ عصر حاضر کے ممتاز اہل قلم سے بھی خصوصی طور بچوں کے لئے نگارشات حاصل کی گئی ہیں۔[۴۰]

یہ بہت بڑا کام تھا جس کو جتنا سراہا جائے کم ہے بچوں کے ادب پر مکمل اور غیر ملکی زبانوں میں ترجمے کرنا اور اس سب مواد کو اکٹھا کرنا بہت مشکل اور عرق ریزی کا کام ہے۔ جو بچوں کے ادب کے حوالے سے بہت بڑا کارنامہ ہے۔ شعبہ بچوں کا ادب، دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد، وفاقی دارلحکومت میں دعوۃ اکیڈمی، بین الاقوامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں شعبہ ادب ۲۵ مئی ۱۹۲۷ء کو قائم ہوا۔ محمد افتخار کھوکھر اس شعبہ کے انچارج رہے۔ محمد شاہد رفیع اور عبدلعزیز خالد کو معاونین شعبہ کے فرائض سونپے گئے۔

"شعبہ بچوں کا ادب کے تحت گزشتہ پچیس برسوں سے تسلسل کے ساتھ بچوں کے لئے لکھنے والے نوجوان

اہل قلم کے لئے سالانہ قومی وصوبائی تربیتی کیمپوں کا انعقاد، سکول کالج کے ذہین طلبہ کے لئے لیڈر شپ کیمپوں کا انعقاد، کالج سطح کے سکاؤٹ لیڈرز کے لئے تربیتی کیمپوں کا سلسلہ ملک بھر سے شائع ہونے والے بچوں کے رسائل کی ہر سال کسی خاص موضوع پر اشاعت، بچوں کے لئے میگزین کی صورت میں گلدستہ خط و کتابت کورس کا اجراء بچوں کے لئے اردو، انگریزی، سندھی اور پشتو زبانوں میں انعامی تحریری مقابلوں کا سلسلہ بچوں کے ادیبوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ان کے مسودات پر انعامات کے لئے دعوۃ ادبی ایوارڈ کا اجراء اور اس کے تحت قابل اشاعت مسودات کی دعوۃ اکیڈمی سے اشاعت کا اہتمام، پاکستان کی سب سے بڑی ایڈورٹائزنگ ایجنسی، اورئینٹ ایڈورٹائزنگ لمیٹڈ پاکستان کے مالی تعاون سے اورئینٹ دعوۃ ایوارڈ برائے بچوں کا ادب کا ہر سال باقاعدگی سے انعقاد اور ئینٹ دعوۃ ایوارڈ کے تحت بچوں کے ادب کی پانچ اصناف، نظم، کہانی، ڈراما، مزاح اور ناول پر دس دس ہزار مالیت کے اسماعیل میرٹھی ایوارڈ سید نظر زیدی ایوارڈ، میرزا ادیب ایوارڈ، سید امتیاز علی تاج ایوارڈ، عزیز اثری ایوارڈ اور سرٹیفیکیٹ دیئے جاتے ہیں۔"[۱۳]

مندرجہ بالا بحث سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ قدیم زمانے سے بچوں کی تعلیم و تربیت پر خاصی توجہ مبذول رہی ہے۔ اس سلسلے میں مشرق اور مغرب نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ بچوں کا ادب بھی بچوں کی ہی طرح بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔

ادب نا صرف بچوں کے لئے مسرت اور تفریح کا سامان بنتا ہے بلکہ ان کے اخلاق و کردار میں بھی مثبت رجحانات کو جنم دیتا ہے۔ ان کے کردار کو متوازن بنانے میں ادب نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔ اسلام میں بھی بچوں کی تعلیم پر خاصا زور دیا گیا ہے۔

ادب بچوں کے ذہنوں اور جذباتی کیفیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بچوں کا ادب ایسا فن لطیف ہے جو ان کے جذبات کا آئینہ اور عکاس ہے۔ ابتداء میں بچوں کا ادب فارسی میں تھا لیکن فورٹ ولیم کے قیام کے بعد متعدد کتابوں کے اردو میں ترجمے ہوئے۔ بچوں کی نفسیاتی ضرورت کے پیش نظر بہت سی کتب لکھی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر درسی کتب بھی ترتیب دی گئیں۔ نصابی کتب بھی تحریر کی گئیں۔

اس سلسلے میں مولوی عبدالحق، مولانا آزاد، شبلی نعمانی، اقبال، حالی، اسماعیل میرٹھی نے قابل قدر خدمات سرانجام دی۔ اخبارات اور رسائل میں بچوں کے ادب کو خاص جگہ دی گئی۔ بچوں کے ادب کے لئے کئی ادارے اور

اشاعت گھر چل پڑے۔ بچوں کے ادب کو ۱۸۵۷ء اور ۱۹۴۷ء سے اب تک دو ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ قیام پاکستان کے بعد ایسی کتابیں ضبط تحریر میں لائی گئی جن کو پڑھ کر بچوں کو قیام پاکستان کے اسباب اور اغراض و مقاصد کا پتہ چل سکے۔ اس لحاظ سے معلوماتی کتابیں بھی لکھی گئی ایسی کتب بھی تحریر کی گئی جن میں رہنماؤں کے کارنامے برصغیر کے مسلمانوں کی قربانیاں اور تقسیم کے اسباب، مقاصد اور مسائل کے متعلق لکھا گیا۔

بیسویں صدی کے آغاز میں بچوں کے ہفت وار اخبار نکلتے تھے۔ جن میں اہم شخصیات کے حالات زندگی اور کارنامے وغیرہ درج ہوتے تھے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ ماہنامہ کی صورت اختیار کر گیا اور کتاب وطباعت کی شکل میں آگیا۔ لاہور سے منشی محبوب عالم کا سب سے پہلا رسالہ "بچوں کا اخبار" شروع کیا۔ اس میں اخلاقیات اور معلومات سے متعلق مضامین، بچوں کے لئے شاعری اور نصیحت پر مبنی کہانیاں ہوتیں۔

۱۹۰۹ء میں لاہور ہی سے سید امتیاز علی تاج کے والد سید ممتاز علی نے رسالہ پھول جاری کیا۔ والد کے انتقال کے بعد امتیاز علی تاج نے اس کی ادارت سنبھالی۔ یہ نہایت دلچسپ رسالہ تھا۔ اس کی زبان سادہ اور سلیس تھی اور کا معیار بھی بلند تھا۔ اس کے مستقل لکھاری اور ادیب مولانا عبد المجید سالک، پطرس بخاری، اسماعیل پانی پتی، غلام بیگ چغتائی، صوفی غلام مصطفٰی تبسم، حفیظ جالندھری، احمد ندیم قاسمی، شوکت تھانوی اور حجاب امتیاز علی شامل تھیں۔ بجنور سے بچوں کے لئے ہفت روزہ "غنچہ" شروع ہوا۔ یہ کم عمر بچوں میں مقبول ہوا لیکن زیادہ نہ چل سکا۔ مولانا تاجور نجیب آبادی نے بچوں کے لئے "پریم" کے نام سے ہفت روزہ شروع کیا۔ یہ اخلاقی نوعیت کے لحاظ سے بچوں کی تربیت میں اثر انداز ہوتا ہے۔ آزادی کے بعد اردو ادب میں چھوٹی چھوٹی کہانیوں کا رواج محمدی بیگم نے ڈالا اور جب ماہنامہ پھول کی ادارت کر رہی تھیں انھوں نے اپنے سرتاج سید امتیاز علی تاج کے ساتھ ساتھ مل کر اس کا آغاز کیا۔ پھول آج تک مقبول رسالہ ہے جبکہ پھول نے غلام عباس اور اختر عباس کا زمانہ دیکھا۔

حوالہ جات

۱۔ میتھو آرنلڈ(Methew Arnald)، http://ur.m.wikipedia.org/adab ki tareef ، بتاریخ ۱۲ مارچ ۲۰۱۸ء بروز سوموار، وقت ۳:۳۰ بجے۔

۲۔ ایضاً۔

۳۔ ہنری سٹیل کومیگر(Heny Steel Komager)، *A Critical History of Children,s Literture* (لندن: دی میک ملن کمپنی، ۱۹۵۳ء)، ص ۷۔

۴۔ محمود الرحمن، اردو میں بچوں کا ادب (کراچی: نیشنل پبلشنگ ہاوس لمیٹڈ، ۱۹۷۰ء)، ص ۱۱۔

۵۔ سید اسرار الحق سبیلی، بچوں کا ادب اور اخلاق: ایک تجزیہ، ص ۴۰۔

۶۔ جامع ترمذی، ابواب البر والعلبۃ، باب رحمۃ العیان، حدیث نمبر ۱۹۱۹، (لاہور: مکتبۃ لعلم، اردو بازار جلد ۴)، ص ۳۲۱۔

۷۔ محمد ارشد، بچے کا حق اختیار (فقہی مسالک اور مروجہ قوانین کا تقابل) غیر مطبوعہ، ذاتی مخزونہ۔

۸۔ کنز العمال، حدیث نمبر ۴۴۱۵۴، (جلد ۱۶)، ص ۱۲۸۔

۹۔ طفل/Ur.m.wikipedia.org/wiki، بتاریخ ۲۰ جون ۲۰۱۸ء بروز بدھ، وقت ۲:۴۰ بجے۔

۱۰۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الم، غلبت الروم، حدیث نمبر ۴۴۹۷، (جلد ۴)، ص ۷۹۶۔

۱۱۔ قاضی جاوید، تعلیم و تربیت: روسو یورپی روشن خیالی کا نمائندہ (لاہور: مشعل بکس، اشاعت اول، ۲۰۰۱ء)، ص ۸۴۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۸۔

۱۳۔ ایضاً، ص ۸۵۔

۱۴۔ کین سٹیون (Cahn Steven) *The Philosophical Foundations of Education* (نیویارک: ہارپن اینڈ راپبلشرز، ۱۹۷۰ء)۔

۱۵۔ ڈیوی جان(Dewey John)، *Experience and Education* (نیویارک: کیپا ڈیلٹا پبلشرز، ۱۹۳۸ء)۔

۱۶۔ ایضاً۔

۱۷۔ ایضاً۔

۱۸۔ زیب النساء بیگم،بچوں کے ادب کی ضرورت :اقبال اور بچوں کا ادب ،(نئی دہلی: قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو، ۲۰۰۰ء)ص ۲۷۔

۱۹۔ walesonline.co.uk. *(How Nursery Rhymes can help children learn)*

۲۰۔ محمود الرحمن، اردو میں بچوں کا ادب،اشاعت اول(کراچی: نیشنل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ، ۱۹۷۰ء)۔

۲۱۔ اسد اریب، بچوں کے ادب میں نئے رجحانات (ملتان: مکتبہ کتاب گھر، ۱۹۹۴ء)۔

۲۲۔ اسد اریب،بچوں کا ادب ، تجزیے اور تجاویز (ملتان: مکتبہ کتاب گھر، ۲۰۲۰ء)۔

۲۳۔ محمود الرحمن،پاکستان میں بچوں کا ادب ،اشاعت اول(کراچی: نیشنل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ، ۱۹۷۰ء)۔

۲۴۔ تبسم کاشمیری، "پاکستان میں بچوں کا ادب"،ماہنامہ کتاب، جلد ۱۳، شمارہ ۴ ،(لاہور: جنوری ۱۹۷۹ء)۔

۲۵۔ مسعود احمد برکاتی، پاکستان میں بچوں کا ادب،انسائیکلوپیڈیا(کراچی: شاہکار بک فاؤنڈیشن، ۱۹۹۸ء)۔

۲۶۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ الم،غلبت الروم، حدیث نمبر ۴۴۹۷، جلد ۴، ص ۷۹۶۔

۲۷۔ صادق حسن طارق، پرویز(تالیف)،حکیم محمد سعید (شخصیت اور فن)،اشاعت اول، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۱۹۹۰ء)، ص ۸۵۔

۲۸۔ جاوید منظر، "معاشرے میں بچوں کے ادب کی اہمیت"مشمولہ سہ ماہی قلم قبیلہ،(شمارہ جنوری تا مارچ ۲۰۰۲ء)، ص ۱۰۹۔

۲۹۔ ثاقبہ رحیم الدین، "سونی اور مونی"مشمولہ گلاب (راولپنڈی: پیپ بورڈ پرنٹرز، ۱۹۹۸ء)، ص ۲۹۔

۳۰۔ ثاقبہ رحیم الدین"خطاب ستمبر ۱۹۸۹ء کوئٹہ، رسالہ روشنی کی افتتاحی تقریب"مشمولہ اجالا، ص ۴۶۷۔

۳۱۔ اشفاق احمد "ثاقبہ اور بچوں کی سی معصومیت"مشمولہ صبح کا تارا، ص ۱۱۔

۳۲۔ ثاقبہ رحیم الدین، "اللہ جی تم سچ مچ پیارے ہو"مشمولہ کرنیں، ص ۲۲۔

۳۳۔ ایضاً۔

۳۴۔ ایضاً۔

۳۵۔ ایضاً۔

۳۶۔ ممتاز مفتی، "تہذیب کے زخم اور ثاقبہ" مشمولہ ممتا ہی ممتا، ص ۴۴۔

۳۷۔ منشا یاد، "دوستو چلے چلو کے بارے میں" مشمولہ دوستو چلے چلو، ثاقبہ رحیم الدین، (راولپنڈی: پیپ بورڈ پرنٹرز، ۱۹۹۰ء)، ص ۴۔

۳۸۔ ثاقبہ رحیم الدین، "چراغ" مشمولہ کرنیں، ص ۳۲۔

۳۹۔ فخر زمان (مدیر)، "بچوں کا ادب" (جلد اول): عالمی ادب سے انتخاب، شمارہ ۹۲۔۹۳، (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۱ء)، ص ا۔

۴۰۔ محمد عاصم بٹ (مدیر)، "بچوں کا ادب" (جلد سوم) قومی ادب، حصہ نثر، شمارہ ۹۹ (اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، اپریل تا جون ۲۰۱۳ء)، ص ا۔

۴۱۔ ضیاء الحسن، "کسی کو کیا معلوم" مشمولہ ہمدرد نونہال، مسعود احمد برکاتی (مدیر)، (کراچی: شمارہ ۲، جلد ۶۳، فروری ۲۰۱۵ء)۔

باب دوم

ماہنامہ پھول میں افسانوی نثر کا جائزہ

باب دوم:

ماہنامہ پھول میں افسانوی نثر کا جائزہ

امتیاز علی تاج کا تعارف:

امتیاز علی تاج پاکستان سے تعلق رکھنے والے اردو کے معروف مصنف اور ڈرامہ نگار تھے۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ممتاز علی تاج پاکستان سے تعلق سید ممتاز علی تاج دیوبند ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے۔ جو خود بھی ایک بلند پایہ مصنف اور مجلہ حقوق نسواں کے بانی مدیر تھے۔ سید امتیاز علی تاج کی والدہ محمدی بیگم بھی مضمون نگار تھیں۔

انھوں نے ابتدائی تعلیم لاہور سے حاصل کی۔ سینٹرل ماڈل سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کو بچپن ہی سے علم وادب اور ڈرامہ سے گہرا شغف رہا در اصل یہ ان دلچسپی انھیں ورثے میں ملی تھی۔ زمانہ ءطالب علمی ہی میں ایک ادبی رسالہ (کہکشاں) نکالنا شروع کیا۔ ڈرامہ نگاری کا شوق کالج میں پیدا ہوا۔ گورنمنٹ کالج لاہور کی ڈرامیٹک کلب کے سرگرم رکن تھے۔

ڈرامے کے فن میں اتنی ترقی کی کہ بائیس برس کی عمر میں ڈرامہ کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد بچوں کے لئے کتابیں تحریر کیں۔ انھوں نے بہت سے اسٹیج ڈرامے، فلم اور ریڈیو کے تصنیف کیں۔ انھیں بہت سی زبانوں پر عبور تھا۔ وہ ایک اچھے مترجم بھی تھے۔ اس لئے انھوں نے بہت سے انگریزی اور فرانسیسی زبان کے ڈراموں کا ترجمہ کیا اور یہاں کے ماحول کے مطابق ڈھال لیا۔

آپ نے محاصرہ، غرناطہ ناول (ناول) اور ہیبت ناک افسانے بھی شروع ہوئے۔ ان کے دیگر کامیاب ڈراموں میں، آخری رات، پرتھوی راج، گونگی، بازار حسن اور نکاح ثانی بھی شامل ہیں۔

اعزاز:

انہیں حکومت پاکستان نے ستارہ امتیاز اور ڈرامہ کے صدارتی اعزاز سے نوازا۔ امتیاز علی تاج عمر کے آخری حصے میں مجلس ترقی ادب لاہور سے بھی منسلک رہے۔ آپ کے زیر نگرانی مجلس نے بیسیوں کتابیں نہایت خوب

صورت انداز میں شائع کیں۔ آپ نے متعدد ڈراموں کو بھی ترتیب دیا۔

وفات:

۱۹اپریل ۱۹۷۰ء میں آپ کی وفات ہوئی۔ دو نقاب پوشوں نے آپ کو قتل کیا اور آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

ماہنامہ پھول کا تعارف و پس منظر:

بچوں کے اخبار کا ذکر آئے تو پھول کا نام سب سے پہلے ذہن میں آتا ہے۔ پھول ۱۹۰۹ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ بحوالہ "بچوں کے رسائل" از نثار فاطمہ زیدی پھول کی مختصر تاریخ یوں ہے کہ دار الاشاعت پنجاب بیسویں صدی کے آغاز میں قائم کیا گیا۔

مشہور معروف مصنف مولوی ممتاز علی تاج اس ادارے کے بانی تھے۔ ان کی اہلیہ محمدی بیگم نے تعلیم نسواں کے لئے تحریک چلائی۔ محمدی بیگم کے ایک فرزند تھے جن کا نام امتیاز علی تاج تھا جن کی عمر صرف آٹھ برس تھی۔ انھیں کہانیاں سننے کا بہت شوق تھا۔ والدہ کو ادب سے گہری رغبت تھی۔ وہ خاص الفاظ کے چناؤ سے مولوی امتیاز علی تاج کو ایسی کہانیاں سناتیں۔ جن کی بچوں تک باآسانی رسائی تھی اور اس کے ساتھ باآسانی بچوں کے اخبار کی زینت بن سکتی تھیں۔ اسی دور میں انہوں نے بچوں کا رسالہ نکالنے کا فیصلہ کیا ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۸ء میں اسے نکالنا چاہتی تھیں۔ اس تاریخ کے تعین کی وجہ یہ تھی کہ یہ مولوی تاج کی پیدائش کی تاریخ تھی لیکن انھیں صحت نے اجازت نہ دی اس دوران وہ سخت علیل ہو گئیں اور انھوں نے بستر پر لیٹے لیٹے چند کہانیاں لکھ ڈالیں۔ آپ ۲ نومبر ۱۹۰۸ء کو وفات پا گئیں۔ چنانچہ پہلا رسالہ ۱۹۰۹ء کو مولوی ممتاز علی تاج نے نکالا اور باقاعدگی سے نکلتا رہا۔ مولوی ممتاز علی تاج کے بعد امتیاز علی تاج نے اس کی ادارت سنبھالی۔ ۱۹۵۷ء میں یہ رسالہ بند ہو گیا۔ ڈاکٹر محمود الرحمن لکھتے ہیں کہ

> اردو صحافت میں اتنی عمر غالباً کسی اور اخبار کو نصیب نہ ہوئی۔[1]

پھول ہفت روزہ تھا اس کے کل ۱۶ صفحات ہوا کرتے تھے ہر صفحہ دو کالم پر منقسم ہوتا تھا۔ سرورق بچوں کی تصاویر ہوا کرتی تھی۔

رسالے کے آخری صفحے پر بچوں کے لئے قومی یا بین الاقوامی خبریں دی جاتی تھیں۔ ہر خبر سے پہلے نام درج

ہوتا تھا۔

کراچی ۲۵ دسمبر آج پاکستان کے طول و عرض میں قائد اعظم کا یوم پیدائش منایا گیا۔[۲]

سٹیٹ بینک نے قائد اعظم کے سو روپے والے نوٹ جاری کر دیئے۔[۳]

ڈاکٹر افتخار کھوکھر رقمطراز ہیں کہ

> پھول بچوں کے لئے معیاری اور دلچسپ رسالہ تھا اسکی زبان سادہ اور سلیس تھی پھول نے نئی نسل میں لکھنے پڑھنے کی لگن اور شوق پیدا کیا۔[۴]

پھول رسالے کی ادارت میں بہت سی معروف شخصیات شامل تھیں جن میں مولانا عبد المجید سالک، چراغ حسن حسرت، ندیم قاسمی، حفیظ ہوشیار پوری، ہری چند اختر، شوکت تھانوی، امتیاز علی تاج، اور حجاب امتیاز علی تاج شامل تھے۔ جن لکھنے والوں کا پھول کو تعاون حاصل تھا ان میں خواجہ حسن نظامی، اختر شیرانی، حامد حسن قادری، راجندر سنگھ بیدی، مجید لاہوری، قرۃ العین حیدر، حامد اللہ افسر، قیوم نظر اور سراج نظامی جیسی معروف ہستیاں شمار تھیں۔

> پھول صرف ایک اخبار نہیں، ایک ایسا ادارہ بھی تھا جس نے کم و بیش پچاس برس تک ملک کے ادیبوں کو دعوت فکر اور نئے لکھنے والوں کی ذہنی تربیت کا فریضہ سرانجام دیا۔ ۱۹۳۵ء میں جب سید ممتاز علی تاج کا انتقال ہوا تو ان کے بیٹے امتیاز علی تاج نے رسالے کی اشاعت کو سنبھال لیا۔[۵]

پاکستان بننے کے بعد ۱۹۹۰ء میں اس کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ پھول ایک اخبار ہی نہیں تھا۔ ایک ادارہ تھا۔ جو ایک طرف تو ملک کے نونہالوں کے دلوں میں علم کی لگن لگاتا۔ ان کے اخلاق کی تعمیر کرتا۔ انہیں ادب سے روشناس کراتا۔ ان کو سادہ اور آسان زبان سکھاتا۔ اگر کوئی ایڈیٹر مقرر ہوتا اور اس میں کوئی کمی بیشی ہوتی تو اس کی اصلاح کی جاتی اگر وہ پختہ ہوتا تو اسے نئے سرے سے اردو کے قواعد و ضوابط سکھائے جاتے۔ اس درسگاہ کے معلم شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی تاج مرحوم تھے۔

آپ بہت روشن خیال انسان تھے۔ عربی اور فارسی کے بہت بڑے عالم تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ انھوں نے بہت سی دینی و علمی کتابیں تحریر کیں۔ آسان اور سادہ زبان استعمال کرتے لیکن ان کی تحریر کا وقار قائم رہتا۔

انہوں نے اردو کو آسان بنانے کے لئے حروف کی املاء کے کچھ قاعدے مقرر کئے تھے انھوں نے ہی عبارت میں وقف لگانے کا طریقہ بھی رائج کیا۔ اس طرح طویل جملہ مختصر ہو جاتا اور بچوں کو با آسانی سمجھ آ جاتا اور پھول کے ایڈیٹر سختی سے ان اصول وضوابط کے پابند ہوتے۔

ذیل میں مولوی صاحب کا ایک اقتباس درج کیا جاتا ہے جو انھوں نے مضمون نگاروں کی ہدایت کے لئے چھاپا تھا اس سے زبان کو سادہ اور آسان بنانے کے لئے ان کے خیالات کا اظہار ہوتا ہے۔

> پھول میں وہ مضمون نہیں چھاپے جاتے۔ جن مشکل الفاظ یا مشکل خیالات ہوں یا بے جا مبالغہ ہو۔ بہت سے مضمون آسان لفظ تو لکھ دیتے ہیں۔ مگر یہ خیال ذرا نہیں کرتے کہ جو باتیں انھوں نے لکھی ہیں۔ یا جو خیالات انھوں نے ظاہر کئے ہیں۔ ویسے خیالات بچوں کے دماغ میں کبھی آتے۔ اور ویسے لفظ ان کی زبان سے کبھی بولے بھی جاتے یا کوئی بچہ اپنی بول چال میں اتنا مبالغہ بھی کرتا ہے![۶]

ابتدا سے اب تک پھول میگزین کا یہ خاصا رہا اور پالیسی میں شامل رہا ہے کہ میگزین میں آسان، سادہ اور سلیس زبان کا استعمال کیا گیا تا کہ قارئین کے لیے آسانی ہو۔

> آج کل بہت سے لوگ لکھے پڑھے عالم فاضل ہو کر جاہل بنے جاتے ہیں۔ کسی کو اپنی زبان میں بے ضرورت عربی فارسی کے مشکل الفاظ بولنے کا شوق ہے۔ اور کسی کو اس میں خواہ مخواہ ہندی سنسکرت کی دھت ہے۔ دونوں فریق غلطی پر ہیں۔ اور ملک کو گمراہ کرتے ہیں۔[۷]

اس اقتباس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ لوگ مشکل زبان بولنا باعثِ عزت وافتخار سمجھتے ہیں اور اسے کامیابی کا معیار یا معاشرے میں منفرد مقام کا ذریعہ مانا جاتا ہے۔ انگریزی، عربی اور فارسی کو بے جا عبارت میں شامل کر کے عبارت یا گفتگو کو مشکل بنایا جاتا ہے۔ جب کہ بات جس قدر سادہ اور آسان ہو گی قاری کے دل میں اتنی جلدی اتر جائے گی اور دیر پا رہے گی۔

> زبان دریا کے بہاؤ کی طرح ہے۔ یہ کسی کے قابو کا۔ وہ کسی کے بس کی۔ دریا بھی اپنا راستہ آپ نکال لیتا ہے۔ زبان بھی اپنے قاعدے آپ بنا لیتی ہے۔ ہم ان قاعدوں کو نہیں گھڑ سکتے۔ بلکہ ہمیں وہ قاعدے جو زبان نے خود بنا لئے ہیں۔ زبردستی ماننے پڑتے ہیں۔[۸]

زبان پانی کی طرح اپنا راستہ بنا لیتی ہے اور اس کے لیے قاعدے قانون اتنی اہمیت نہیں رکھتے۔ یہ اپنے معیارات کا خود تعین کرتی ہے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔

پس اے مصنفو اور زبان کی دوستی چاہنے والو!

نہ فارسی عربی لفظ بولنے کا شوق کرو۔ نہ ہندی کی چندی نکالنے کی عادت ڈالو۔ تو وہ ہمیشہ وہ زبان بولو۔ اور لکھو۔ جو سب سے آسان ہو۔ جسے بچہ بچہ سیکھ سکتا ہے۔[9]

اس اقتباس سے پتہ چلتا ہے کہ مشکل تراکیب اور زبان کو بچوں کے لیے پسند نہیں کیا گیا بلکہ آسان زبان کو فوقیت دی گئی ہے۔

پھول کی یہ درسگاہ اور تربیت گاہ نصف صدی تک قائم رہی۔ پہلے اس کی ادارت مولوی ممتاز علی تاج نے بعد ازیں ان کے صاحبزادے امتیاز علی تاج نے سنبھالی۔ جو ملک کے معروف اور نامور ادیب اور ڈرامہ نگار تھے۔ ۱۹۳۵ء میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔ جس سکول میں آپ نے ایڈیٹری کی تعلیم حاصل کی وہاں بنت نذر الباقر (نذر سجاد حیدر)، سید وجاہت حسین جھنجھالوی، مولانا عبدالمجید سالک، نشتر جالندھری، ابوالاثر حفیظ، احمد ندیم قاسمی اور راجہ مہدی علی کے نام قابل ذکر ہیں۔

راقم الحروف بھی اسی سکول سے وابستہ رہے۔ انھوں نے ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۷ء میں پھول کی ادارت کی اور ان کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اپنے وقت کے معروف اور نامور ایڈیٹر رہے۔

ماہنامہ پھول:

رسالے کا نام	ماہنامہ پھول
مقام اشاعت	شاہراہ فاطمہ جناح—لاہور
امتیازی کلمہ	ہر عمر کے بچوں کے لئے یا پھول بچوں کے لئے
سن اشاعت اول	پہلا دور ۱۳اکتوبر ۱۹۰۹ء تا ۱۹۵۷ء دوسرا دور ۱۹۹۰ء سے شروع ہوا
صفحات کی کل تعداد:	تقریباً ۷۰۔ خاص صفحات کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔ ۲۳/۸ ۳۳
قیمت فی شمارہ	۳۰روپے خاص نمبر کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔
زر سالانہ	۳۶۰
بانی	مجید نظامی
مدیر	محمد شعیب مرزا
مدیر اعلی	حمید نظامی
مدیر فن	شعیب قادر

سب ایڈیٹر	تزئین فاطمہ
ڈیزائنر	صدرہ عنبرین
لے آؤٹ	شعیب قادر
کمپوزر	فیصل حق
انچارج کمپیوٹر سیکشن	قیصر ندیم
قسم	بچوں کا ادب
دورانیہ	ماہنامہ
ناشر	مجید نظامی
ادارہ	اردو نوائے وقت
مقاصد	بچوں کی ذہنی و فکری نشو نما کرنا، اخلاقی تربیت کرنا، ہر عمر کے بچوں کے لئے موزوں مواد مہیا کرنا، و کیبلری اور حالات حاضرہ کے تقاضوں سے آگاہ کرنااور جدید سائنسی اور ٹیکنالوجی کی دریافت سے روشناس کرانا، کار آمد شہری بنانا
کرنیں	عمومی یا ذہنی موضوعات پر دینی انشایئے
اداریہ	دینی، علمی، سماجی، معاشی، معاشرتی اور متاثر کن تحریریں

	ایڈیٹر کے ہاتھ سے
ویب سائٹ	http://phool.com.pk

افسانوی نثر:

نثر اس تحریر کو کہتے ہیں جس میں وزن کا اہتمام نہ ہو۔ نثر میں بات صاف طریقے سے کی جاتی ہے۔ حقیقت اور واقفیت نثر کا بنیادی مقصد ہیں۔ نثر کی زبان عام فہم اور سادہ ہوتی ہے۔ اس میں رعایت لفظی کا بیان بھی نہیں ہوتا۔ افسانوی نثر میں داستان، ڈرامہ، ناول، ناولٹ اور افسانہ وغیرہ شامل ہیں۔

افسانوی نثر حقیقت اور تخیل کے درمیان کی ایک کڑی ہے۔ جس میں حقیقی واقعات کو داستانوی رنگ میں ڈھال کر قارئین کو زندگی کی حقیقتوں سے متعارف کروایا جاتا ہے۔

اردو کی نثر اصناف میں افسانے اور کہانی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ افسانے کی ابتداء بھی کہانی سے ہوئی۔ انسان کو ہمیشہ سے اپنے حالات وواقعات دوسروں کو سنانا اور ان کی زندگی کے حالات سے واقفیت اور آگاہی حاصل کرنے میں دلچسپی رہی ہیں۔ بقول ڈاکٹر انور سدید:

> اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ افسانہ بنیادی طور کہانی کا فن ہے۔ [۱۰]

زندگی کے آغاز سے لے کر آج تک زندگی اور کہانی اور کہانی کا چولی دامن کا ساتھ ہے جو کبھی جدا نہیں ہو سکتے۔ قصہ انسان کے ان کارناموں کی روداد ہے جن میں زندگی کے کسی نہ کسی پہلو کا ذکر موجود ہے۔ قرآن پاک میں بھی مختلف پیغمبروں اور مختلف قوموں کی کہانیاں اور واقعات موجود ہیں۔ جو بعض اوقات عبرتناک ہیں اور بعض اوقات معلومات میں اضافے کا باعث۔

> ان کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ کسان کی اکلوتی گائے مری پڑی تھی، کسان اور اس کی بیوی اپنی گائے کے لیے رو رہی تھے جو ان کا کل اثاثہ تھی، اس کا دودھ بیچ کر ان کی گزر بسر ہوتی تھی۔ چھوٹے فرشتے کو یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔ آپ نے یہ سب کیوں ہونے دیا جب کہ آپ کو معلوم تھا یہی گائے ان کا کل اثاثہ تھی ۔۔۔؟ اس نے بزرگ فرشتے سے پوچھا۔ "حقیقت وہ نہیں جو نظر آتی ہے۔۔۔!" بزرگ نے صرف اتنا کہا اور وہاں سے نکل کر اپنی راہ پر چل پڑے۔ [۱۱]

کہانی ہر زمانے میں موجود رہی ہے۔ کہانی کا آغاز دنیا کے آغاز کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت آدمؑ اور اماں حوا کی کہانی قران مجید میں موجود ہے۔ جس میں سبق اور عبرت دونوں ہی موجود ہیں۔

کوئی بھی تحریر صفحہ قرطاس پر اتارنے سے پہلے اس کا موضوع منتخب کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ افسانہ ہو کہ کہانی یا

پھر مضمون۔ کہانی کا عنوان بھی کہانی میں موجود نصاب کے مطابق منتخب کیا جاتا ہے۔ کہانیوں کی بھی بہت سی اقسام ہیں۔ کہانیاں معلوماتی، سبق آموز، تفریحی اور اخلاقی موضوعات رکھتی ہیں۔ کسی بھی تحریر میں موضوع کا انتخاب ادیب کی دلچسپی کو ظاہر کرتا ہے۔ ہر ادیب اپنی دلچسپی کے پیش نظر موضوع کا انتخاب کرتا ہے۔

ہر عمر کے افراد کی دلچسپی اور رجحانات کو مد نظر رکھ کر کہانیاں کہی جاتی ہیں۔ نوجوانوں کے لئے لکھی جانے والی کہانیوں میں ان کے مطابق موضوعات اور رجحانات کو دیکھا جائے گا جبکہ بچوں کے لئے لکھی جانے والی کہانیوں میں ان کی عمر کے پیش نظر اصلاحی، معلوماتی اور تفریحی کہانیوں کا انتخاب کیا جائے گا۔

زیر تحریر مکالمہ ماہنامہ پھول پر لکھا جا رہا ہے جس میں بچوں کے لئے لکھی جانے والی کہانیوں کو زیر بحث لایا جائے گا۔ پھول میگزین میں مختلف مصنفین بچوں کے لئے مختلف موضوعات پر قلم اٹھایا۔ اور کہانی، کہانی میں بچوں کے لئے سبق آموز، معلوماتی اور تفریحی کہانیوں کو تحریر کیا۔

ماہنامہ پھول میں متعدد موضوعات پر بچوں کے لئے قلم اٹھایا گیا۔ جس میں ان گنت موضوعات میں بچوں کی اخلاقی، معاشی، معاشرتی، نظریاتی، ملکی، ذاتی، تعلیمی اور سماجی مسائل پر اصلاح کی گئی۔ سال بھر میں ہر ایک مہینے کی جو بھی خصوصیت ہوتی۔ ان تمام خصوصیات کو موضوع بحث بنایا گیا اور بنایا جا رہا ہے۔ جیسا کہ مارچ میں قومی نظریات اور قرارداد مقاصد، اپریل میں موسم بہار، مئی میں مزدور ڈے/مزدوروں کا عالمی دن، اگست میں جشن آزادی، ستمبر میں ۱۹۶۵ء کی جنگ، اسی طرح ماں کا عالمی دن، باپ کا عالمی دن، بصارت سے محروم لوگوں کا عالمی دن وغیرہ۔

> "اللہ تعالیٰ آپ کا نگہبان ہو، آپ کا سفر خیریت سے کٹے، آج میں کے لئے دعاؤں کا ایک انمول تحفہ لایا ہوں، دعائیں یاد کیجئے اور اللہ سے خوشنودی حاصل کیجئے، جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا کرتا ہے، دعاؤں کی اس کتاب کی قیمت صرف بیس روپے ہے، بیس روپے، بہت رعائتی قیمت، جس دوست، بھائی، کرم فرما کو کتاب چاہیے آواز دے کر بلا لے، قیمت صرف بیس روپے، دعاؤں کی بہترین کتاب۔ سمیر بولتا جا رہا تھا۔ [۱۲]

ماہنامہ پھول نے قیام پاکستان سے پہلے بچوں کے لئے ادب فراہم کرنے کا آغاز کیا۔ اور حسب روایت اپنی لگن اور جدوجہد میں کمی نہیں ہونے دی۔ ماہنامہ پھول نے مختلف انداز میں تربیت اطفال میں کردار ادا کیا۔ نظم ہو کے نثر اپنے قلم کے ذریعے بچوں کے اخلاق و کردار کو سنوارا۔ درج ذیل میں چیدہ چیدہ عنوانات اور ان کے مصنفین

کا ذکر کیا جائے گا جنھوں نے اپنے قلم کے کمالات کی مدد سے بچوں کو کھیل ہی کھیل میں آداب زندگی، قواعد و ضوابط اور کامیاب زندگی کے اصولوں سے روشناس کروایا۔

اسے بچپن ہی سے پڑھائی کا ذوق و شوق تھا۔ علم کی آرزو اور جستجو اس کی حیات ناپائیدار کا اولین مقصد و محور تھا۔ وہ سردی گرمی، بارش، آندھی کی پرواہ کیے بغیر شب و روز کے ایک ایک لمحہ و لحظہ کو حصول علم کے لئے وقف اور صرف کرتا تھا۔ [۱۳]

چند اہم موضوعات اور مصنفین کی فہرست درج ذیل ہے۔

کہانیوں کے عنوانات	مصنفین
بجلی کا شکار	سید ابو داؤد طاہر
ہیروں کا بادشاہ	اسماء
چوہے چوہیا کا بادشاہ	سید امتیاز علی تاج
راجکمار کنال	ثریا حمید علی
سائن بورڈ	حجاب امتیاز علی
مینڈک	خواجہ حسن نظامی
چاند سورج ہوا	دولت خانم
ننھا کانت	راجند سنگھ بیدی
پنجابی گائے	ساعت

دو مینڈک	سراج نظامی
کچھ نہیں شہزادہ	سورن لتا
بھائی کی محبت	سیفی سہواروی
مرغی اور بلی	شوکت تھانوی
بولتی مچھلی	آغا عبدالحمید
ایک ٹانگ کا بادشاہ	غلام عباس
بے چارہ سپاہی	غلام عباس
کنول کی شہزادی	غلام عباس
اپریل فول	قراۃالعین حیدر
پرستان کی سیر	قرۃالعین حیدر
جادو کی پانی	شیخ محمد اسماعیل
پاانداز کو مت بھولو	محمدی بیگم
چوری کھل گئی	نذر سجاد حیدر
مرزا نکھٹو	نسیم ممتاز

اقبال جرم	پروفیسر خالد پرویز
شجر بے ثمر	عائشہ حنا گیلانی
اے چاند یہاں نہ نکلا کر	کوکب سلیم چوہان
دوراستے	نورین قادر قریشی
الف چپے دی بوٹی	سدرہ محمود خان
مجھے ہے حکم اذان	فضیلت رسول
فن کی سرحد	ساجدہ غلام محمد
دعا کرنا	مسرت حبیب
مجسمہ	پروفیسر خالدہ پرویز
امن کی آشا	کوکب سلیم چوہان
تقدیر	علی اکمل تصور
مجھے لاڈ کرنا	ڈاکٹر ساجد محمود ساجد
سب کا فرض	سدرہ علی
نئی سائیکل کا خواب	محمد امتیاز عارف

ہمت نہ ہارنا	تنزیلہ انیس
وقولو للناس حسنا	سعدیہ عنایت
بدلہ	فاطمہ عارف
الف	محمد طاہر عمیر
تم کیسے بھائی ہو؟	فائزہ اعظم
قابل فخر زندگی	نور محمد جمالی
کیکر تے انگور چڑھایا	کوکب سلیم چوہان
ضرورت مند	پروفیسر خالد پرویز
مہندی	خالدہ ناز
زمین کا قرض	ریاض احمد جسٹس
حکمت	پروفیسر خالد پرویز
غلطی	علی اکمل تصور
خیز طوفان بلا	کوکب سلیم چوہان
کیا میں پاکستان میں ہوں؟	خالدہ ناز

اندر کی آواز	عمرانہ حنیف
سندھو میرا دوست	محمد طاہر عمیر
نیا سوٹ	انجینئر برہان محمود خالد
بارش	عاطر شاہین
سخاوت	خلیل جبار
جی بیٹا	کوکب سلیم چوہان
گستاخی	پروفیسر خالدہ پرویز
میاٹیکا	چراغ حسن حسرت
یہ بارش خوبصورت ہے	کوکب سلیم چوہان
ناکامی پر رنجیدہ مت ہونا	فارحہ
چوری اور ماں	سائرہ غفار
چنے والا	محمد توصیف ملک
تعمیر و ترقی	وفیسر خالد پرویز
دستار	فضیلت رسول

عزم	ش۔م۔دانش
ناقدری	حافظ مظفر محسن
شاہی حکم نامے کے پرزے	پروفیسر خالد پرویز
کھلونا	مشتاق اعظمیٰ
احساسِ بیداری	سعدیہ تقدیس
محبت کی خوشبو	خدیجہ شہباز
لاوارث	روبینہ ناز
دو ہاتھ آگے	حافظ مظفر حسین
۳روپے کی واپسی	رانا محمد شاھد
بچوں جیسے بوڑھے	پروفیسر خالد پرویز
ہاں جی	فرحین منیر
بنجر خواب	کوکب سلیم چوہان
دیا جلائے رکھنا	ریاض احمد جسٹس
امانت	تابندہ افتخار

مرغی کے چوزے	فرزانہ چیمہ
خواب اور حقیقت	مشتاق اعظمیٰ
بھیگی آنکھیں	کوکب سلیم چوہان
انوکھی کہانی	چراغ حسن حسرت
جہالت اور افلاس	فاخرہ سلطانہ
چند روپوں کا قرض	سمیرا ملک
بستہ	پروفیسر خالدہ پرویز
اے کاش	خورشید حسن گوہر
عقل مند بندر	صفیہ حسین
چھوٹی سی غلطی	غالیہ زینب
یک جان دو قالب	خورشید حسن گوہر
خواہش	محمد شعیب مرزا
راز	علی عمران ممتاز
جو ذوق یقین پیدا ہو۔	فضیلت بانو

انوکھی ہمدردی	سلمیٰ فاروق
سوچنے کی بات ہے ذرا آپ بھی سوچیئے	صفیہ ناز
قتل کا منصوبہ	رانا محمد شاھد
منزل مقصود	روبینہ ناز
نیک بخت	مشتاق اعظمی
اور میں نے راز فاش کر دیا	حافظ مظفر محسن
ٹڈو کو نہ مارو	میر محمد رحمان
مکمل انسان	فرزانہ ریاض
تبدیلی	نورین اختر
زندگی حقیقت	ڈاکٹر زاہدہ پروین
شریر کہیں کے	حسن عابدی
روشنی	سدرہ سحر عمران
گناہ گار	زیتون بانو
ہمت نہ ہارنا	سلمیٰ ناز

ننھا ریچھ	مشتاق اعظمی
سونی اور مونی	بیگم ثاقبہ الدین
نئی بات	فضیلت بانو
دیو کی بچی	رابعہ الرباء
اللہ ہے بس پیار ہی پیار	ابن آس محمد
گھنا سایہ	فروز فاطمہ
عزت کی ہمت مثال	فضیلت بانو
زمین کی طرف واپسی	فضیلت بانو
سیاہ سفید	عروسہ درانی
حسد کی آگ	محمد شریف
خواب سے خواب تک	عائشہ حنا گیلانی
دوسرا رخ	محمد طارق سمراء
میرا نصیب	ایس مصطفیٰ
کہانی کے پچھلے دس سال	نزیر انبالوی

دانستہ نادانستہ	محمد شعیب مرزا
"مکھی حلوہ، برساتی مینڈک اور ماجد کی گاڑی" (طنزومزاح)	حافظ مظفر محسن
اونٹنی والے	محمد عمیر طاہر
دیس ہوا پردیس	یم—اے کاظم
چھوٹی چھوٹی باتیں	روبینہ ناز
سبز گلدان	نزیر انبالوی
معتبر	سید عطرت بتول نقوی
کایہ پلٹ	نور عائشہ خان
بلی لوگ	پروفیسر عفت گل اعزاز
تین طلسمی چیزیں	غلام مصطفی سولنگی
حق گوئی پرتالے	حنا نرجس
ننھا	ذوالقرنین خان
فلاح کی راہ	عشرت جہاں

آگ	نزیرانبالوی
فلاح کی راہ	عشرت جہاں
مصنف: مولانا ادریس کہانی خریدنے والا آدمی	مترجم: ڈاکٹر خلیل وقار
جان کی بازی	شفاق احمد
بہادر چوہا	امتیاز علی تاج
چٹکی بھر مٹی	نزیرانبالوی
پیلی تانیہ	سلمیٰ جیلانی
بندہ تو گنہگار ہے تو رحمان ہے مولا	سلمیٰ سید
چار کی چوکڑی	نزیرانبالوی
پھیلی ہے خوشبو	اسد محمد خان
بندر چالباز کیسے بنا	سلمیٰ جیلانی
دوست کی تلاش	نزیرانبالوی
کہانی میں کہانی	فرزانہ روحی اسلم

مجھے سب آتا ہے	(سعودیہ عربیہ)
چاہئے کا چکر	ڈاکٹر زاہدہ پروین
مزے دار کراری دال	نزیر انبالوی
ننھا وکیل	ڈاکٹر عمران مشتاق-آسٹریلیا
میں لاواث۔۔۔ نہیں!!!	شاھد اقبال
ابو جی	اقصیٰ عبدالسنان ہاشمی
درد	ڈاکٹر زاہدہ پروین
"اور اگر میں۔۔۔"	صالحہ ارشد منہاس
گمنام سپاہی	سدرہ محمود خان
کہانی ایک لفظ کی	نزیر انبالوی
آگ	نزیر انبالوی
ایک سال کی کہانی	محمد عمیر طاہر
دل ہے۔۔۔ گرد آلود	علی اکمل تصور
راستہ	نزیر انبالوی

مخبری	علی اکمل تصور
قرض	نزیر انبالوی
اختیار	علی اکمل تصور
ایمنااور مینا	مرزاحامد بیگ
رفیق	علی اکمل تصور
وقت سے پہلے	نزیر انبالوی
جانشیں	علی اکمل تصور
رابطہ	حنانرجس
لکڑہارے کابیٹا	انتظار حسین
چوری کا جنون	ڈاکٹر محمدارشد-میڈیکل ڈائریکٹر انگلینڈ
ایک ماں کی کہانی	سید منور حسین
جنت میں واپسی	نزیر انبالوی
حقیقی مددگار	نزیر انبالوی
دکھ	علی اکمل تصور

ببلو کی نادانی	عشرت جہاں
نادان گھوڑا	سید وقار عظیم
قاضی جی کا اچار	رضا علی عابدی
کہانی جاری ہے نارو نجن کی کہانی	نزیر انبالوی
گھاس کی گڑیا	ترجمہ: جمشید مسرور
کہانیوں میں گم	نزیر انبالوی
بے شک	شاہد اقبال
کوشش	حرا الاشاری
نقش قدم	نزیر انبالوی
کیا یہ میری غلطی تھی؟	خالدہ قمر
جوہڑ کا مینڈک	خلیل جبار
ماموں مچھلی والے	نزیر انبالوی
حقوق	علی رحمٰن ہاشمی
سچا دوست	طیبہ حامد

کچھ نہیں ہوگا	نزیرانبالوی
غلطی میری تھی	شاہداقبال
انوکھے تحفے	شازیہ ستار نایاب
بیش قیمت مرغی	ڈاکٹر منصوراحمد
کہانیوں کا فیصلہ	نزیرانبالوی
عزم	دلشاد نسیم
آپ کا ہاتھ	نزیرانبالوی
شکریہ اسد	محمد عارف عثمان
ناک لمبی ہوگئی	مسرت کلانچوی
ستو بھائی	معظمہ تنویر
میں تم سے پوچھتا ہوں	محمد عارف عثمان
پکڑ	نزیرانبالوی
خاموش ہو جاؤ	محمد عارف عثمان
سب سے پہلے	ڈاکٹر زاہدہ پروین

واپسی کا سفر	مسرت کلانچوی
قربانی کا اصل مقصد	مائرہ بتول
میاں جی	خالدہ ناز
دروازہ	نزیر انبالوی
پھولوں بھرا رستہ	مسرت کلانچوی
سبز پری	عشرت جہاں
گل بابا کا مشن	شاہد انور شیرازی
طوطے کی جان	نزیر انبالوی
شکر گزاری	نفیسہ بیگم
آسکر وائلڈ کی کہانی دی سیلفش جینٹ خود غرض دیو	ترجمہ: سلمیٰ جیلانی
ستاروں بھرا آسمان	نزیر انبالوی
پرانی ڈائری کا ورق	بنت محمد صدیق
باپ جیسا	سارہ جاوید
وانی کے ثانی	نزیر انبالوی

شرارت ہی ہو سکتی ہے؟(طنز و مزاح)	حافظ مظفر محسن
آنکھوں میں اترا چاند	مسرت کلانچوی
ناصر	محمد عارف عثمان
جھوٹ	راحیلہ ناز
شکر گزار	راحیلہ صفی
گمشدہ موٹر کی کہانی	پروفیسر عفت گل اعزاز
جن کا ڈر	محمد وقار الحسن
اور عید ہو گئی	نزیر انبالوی
چاچا جی کی بیماری	نورین کنول
جھکے ہوئے شانے	بشریٰ عرفان
بے نام	محمد عارف عثمان
دادا کی عینک	صبا ناز
بی مانو اور سپاہی	محمد علیم نظامی
گڑیا	نزیر انبالوی

الفاظ کا مرہم	ڈاکٹر فضیلت بانو
بھوری کی کہانی	عشرت جہاں
نئی لڑکی	روبینہ ناز
آنکھیں خواب اور جاگتی رات	شیخ رشید
خواہشیں ناتمام	ثناء اکرام
ابا	بشریٰ رحمٰن
سنہری موقع	نزیر انبالوی
شیطان کی شکست	ماریہ افتخار
جادو کی ڈبیا	ڈاکٹر لڈ میلا دو سلیسیو
شہر کی واپسی	نزیر انبالوی
شاید	بن آس محمد
آنکھوں سے ٹپکتے آنسو	نزیر انبالوی
بڑھتے قدم	عشرت جہاں
نیا قدم	قرۃ العین ہاشمی

ننھے سراغ رساں	مسعود احمد برکاتی
کیسا احسان	عشرت جہاں
راز کی تلاش	مدیحہ ادریس مغل
بچہ نگر	جاوید اقبال
خزانہ	نزیر انبالوی
منحوس کون؟	مصباح فاطمہ
جگنو	محمد عارف عثمان
بابا کا لاڈلا	نزیر انبالوی
شرارتی مٹکو	عائشہ طارق
شاکا	محمد عارف عثمان
خون کے چھینٹے	مشتاق اعظمی
میں باپ ہوں	قرۃ العین ہاشمی
نادیا دیر کینیا	ظہیر اللہ خان
جادو کا قلم	تسنیم جعفری

برف کی لڑکی	مدیحہ ادریس مغل
ضرورت نہ رہی	نذیرانبالوی
سراغِ زندگی	رابیل بلوچ
بٹوٹکا	منزہ اکرم
چار باتیں	عبدالعزیز چشتی
پچھتاوا	پروفیسر عفت گل اعزاز
عقل مند بکری	ذونیرا بخاری
بے حد شکریہ بے حد شکریہ	نذیزانبالوی
میں سمجھ گیا ہوں	نذیزانبالوی
نایاب	قرۃ العین خرم ہاشمی
جی،نہ،ہائے	منزہ اکرم
حسن سلوک	پروفیسر عفت گل اعزاز
آزاد ہاتھ	نذیرانبالوی
چینی لوک کہانی	ترجمہ: ندا فاطمہ، تسنیم جعفری

حق	ڈاکٹر عبد الغنی شکیل
بالی کی بالیاں	نذیر انبالوی
سب سے بڑا راز	محمد عارف عثمان
تبدیلی	قرۃ العین ہاشمی
وہ دن	نذیر انبالوی
ڈاک بنگلہ	ڈاکٹر شیما ربانی
عزم	شیخ فرید
روشنی ہی روشنی	نذیر انبالوی
عقل مند کسان	آمنہ افضل
گھر کی آگ	صفور ایثار
بدگمانی	بینش توصیف خان
ریشمی اور شیرو	پرویز شہریار، نئی دہلی
اصل روائت	حسن اختر
علم کی روشنی	ام نسبیہ

ناقدری	گل افشاں رانا
اجلی خوشی	شاہد اقبال
سچی عید	خان حسنین عاقب
راہگیر	بینش توصیف خان
میٹھی عید	مریم اعجاز
عزم نو	مسرت کلانچوی
تایاناتواں نے کی ویکنگ	محمد شعیب مرزا
کہانیاں ناراض نہیں ہوتی	نذیر انبالوی
امید کی کرن	فاطمہ شیر وانی
اینٹ کی واپسی	نذیر انبالوی
خطرناک شرارت	تسنیم جعفری
سچی خوشی	انعم توصیف
ہندی سے ترجمہ مصنف:۔ شکتی سنگ تناور مکڑی، چیونٹی اور جالا	مترجم:۔ محمد حامد رانا

پشتو لوک کہانی خون کا بدلہ	اقصیٰ جبیں
احساس	رانا محمد شاہد
احساس پدر	عائشہ مہک (ماخوذ)
پرہیز علاج سے بہتر ہے	عفت خالد

بھیگی آنکھیں، محبت کی خوشبو، دستار، چوری اور ماں، جی بیٹا وغیرہ ہیں۔ان موضوعات میں والدین کی عزت اور عظمت کی کہانی ہے ان کے انمول پیار کی۔ والدین کے بے لوث پیار سے کون سی قوم واقف نہیں۔ازل سے ابد تک اس رشتے کو آنچ نہیں ہے اور نہ ہی اس کا کوئی بدل ہے۔انسان تو انسان جانور بھی اس سلسلے میں انسانوں ہی کی صفت رکھتے ہیں۔ماں باپ بچوں کے لئے ایک ڈھال اور معاشرے میں ایک محافظ کا کردار ادا کرتے ہیں۔اس کے باوجود بچوں کو اس کی اہمیت اور قربانی کے بارے میں سمجھانا پڑتا ہے۔تاکہ ان کے دلوں میں والدین کی عزت و تکریم کے جذبے کو اجاگر کیا جاسکے۔

محنت کی عظمت اور محنت کے ثمرات سے آنے والی نسل کو آگاہ کیا جارہا ہے۔تاکہ آنے والی نسل ملک کی تعمیر نو میں حصہ لے کے اپنا مخصوص اور منفرد کردار ادا کرسکے۔ جیسے کہ تعمیر و ترقی، عزم، احساس بیداری، خواب اور حقیقت، انوکھی کہانی، منزل مقصود، کوشش، ہمت نہ ہارنا، روشنی، خواب سے خواب تک، فلاح کی راہ، راستہ، حقیقی مددگار، سچا دوست، انوکھے تحفے، شکریہ اسد، آنکھوں میں اترا چاند، شکر گزاری، پھولوں بھرا راستہ، سنہری موقع، جادو کی ڈبیا، بڑھتے قدم،

راز کی تلاش، جگنو، سراغ زندگی، میں سمجھ گیا ہوں، تبدیلی، علم کی روشنی وغیرہ۔یہ وہ چند عنوانات ہیں جن کو موضوع بحث بنا کے بچوں کی محنت اور جدوجہد کی تلقین کی گئی۔ان تمام کہانیوں کے موضوعات سے ظاہر ہے کہ ان میں بچوں کو تعمیری سوچ کا حامل بننے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہیں۔

"اینٹ کی واپسی" امید کی کرن، بد گمانی، گھر کی آگ، نیا قدم، تعمیر و ترقی ایسی کہانیاں ہیں جن میں ہمارے ملک سیاست دانوں کے لیے سبق بھی ہے اور پیغام بھی۔

جہاں ماہنامہ پھول میں اخلاقی، سماجی، معاشی، سیاسی، تعمیری، تنقیدی، ترقیاتی، تحقیقی اور دیگر موضوعات کو زیر بحث لایا گیا وہاں دینی اور اصلاحی موضوعات کو بھی قلم بند کیا گیا تا کہ آنے والی نسل ملک و قوم کے لئے نا صرف ایک بہترین شہری بلکہ امت مسلمہ کے لئے بھی بہترین اضافے کا باعث بن سکتا ہے۔ اس سلسلے میں مجھے ہے حکم آذاں، دعا کرنا، شکر گزار، سب کا فرض، امانت، نیک بخت، اللہ ہے بس پیار ہی پیار، معتبر، فلاح کی راہ، بندہ تو گنہگار ہے، تو رحمن ہے مولا، منحوس کون؟، قرض، خون کا بدلہ، الف، چنبے دی بوٹی، قربانی کا اصل مقصد، میاں جی، شکر گزاری، و قوللناس حسنا، کیسا احساں، خزانہ، اجلی روشنی کے علاوہ بھی ان گنت عنوانات سے ایسی دینی اور اصلاحی کہانیاں بچوں کو مثبت رجحانات کی طرف راغب کرنے کے لئے لکھی گئی۔ کہا جاتا ہے کہ بچے اور درخت بچپن میں ہی سیدھے ہو سکتے ہیں اس لئے ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتے کے اس قسم کی اصلاحی کہانیوں سے بچوں کے کردار کی تعمیر و ترقی ممکن ہے۔ اس طرح کی دینی اور سبق آموز کہانیوں سے بچے چھوٹے چھوٹے مسائل کو حل کرنا سیکھ جاتے ہیں۔ اور اپنے تمام امور میں انھیں دنیا اور آخرت کو مد نظر رکھنے میں بھی مدد ملتی ہے۔ اس طرح اللہ کا خوف اور دین سے رغبت بھی حاصل ہوتی ہے۔ ہم اس حقیقت سے ہرگز انکار نہیں کر سکتے کے اس قسم کی اصلاحی کہانیوں کا آغاز ہماری ماں کی گود سے ہو جاتا ہے کیونکہ پہلی درسگاہ جو ہمیں اچھائی اور برائی میں فرق سکھاتی ہے وہ ماں کی گود ہوتی ہے۔ ماں بھی بچے کو چھوٹی چھوٹی کہانیوں اور قصوں کی مدد سے ہی بچے کو اچھائی کی طرف مائل کرتی ہے۔ اسی طرح ان کہانیوں کی افادیت اور ثمرات سے انکار ممکن نہیں اور نہ اس سے کہ جو ماہنامہ پھول کردار ادا کر رہا ہے۔

پھـــــول میگزین میں منشیات جیسی لعنت کے خلاف بھی لکھا گیا۔ کیونکہ یہ ایک ناسور ہے اس سے آنے والی نسل تباہ و برباد ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس سے بچاؤ کرنے کے لئے مختلف طریقے اپنائے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں ملک بہت سے قوانین موجود ہیں اس کے ساتھ ساتھ ملک بھر میں بہت سی تنظیمیں بھی کام کر رہی ہیں۔ ہمارے بہت سے نوجوان اس لعنت کا شکار ہو کر اپنی زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں۔ جو ملک کا بہترین اثاثہ تھے۔ نوجوان ہی ملک کا سرمایہ ہوا کرتے ہیں جن سے کوئی قوم بھی دنیا میں اپنا نام اور مقام بناتی ہے۔

اس لئے بچوں کو نشے جیسی لعنت سے بچانا اور اس سلسلے میں آگاہی فراہم کرنا ایک ذمہ دار رسالے کی پالیسی میں شامل ہونا از حد ضروری ہے۔ چند عنوانات کے نام درج ذیل ہیں۔ تم کیسے بھائی ہو؟، اقبال جرم، راہگیر، پچھتاوا،

خون کے چھینٹے، شاقا، آنکھوں سے ٹپکتے آنسو، شاید، دروازہ، پکڑ، دکھ، چوری کا جنون، دل ہے۔۔ گرد آلود، کہانی میں کہانی، دیس ہوا پردیس، دوسرا رخ، سیاہ سفید، گناہ گار وغیرہ۔ان نصیحتی کہانیوں سے بچوں اور نو عمر نوجوانوں کو نشے جیسی لعنت کے خلاف ذہنی طور پر آمادہ کیا جاسکتا ہے۔اور باآسانی سمجھایا جاسکتا ہے کہ برائی کا انجام برائی کے سوا کچھ بھی نہیں۔اس سلسلے میں ماہنامہ پھول بچوں اور آنے والی نسل میں یہ شعور اجاگر کر رہا ہے۔وہ پاکستان کو صحت مند اور نشے سے پاک نئی نسل فراہم کرنے میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔

۲۰۲۰ء میں تمام دنیا پر ہونے والے کرونا وائرس کے تاثرات سے کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔پھول میگزین نے اس سلسلے میں بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔بات میڈیکل سٹاف کی پزیرائی کی ہو یا شہریوں اور اطفال کی رہنمائی کی ماہنامہ پھول کسی بھی معاملے میں پیچھے نہ رہا۔

بچوں کو معاشرتی مسائل سے آگاہ کرنے کے سلسلے میں بھی ماہنامہ پھول نے مثبت کردار ادا کیا کے بچوں کو کس قسم کے مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔لوگ معصوم بچوں کو کس کس طرح اپنی حوس کا نشانہ بناتے ہیں۔بچہ نگر اس سلسلے کی ایک بہترین کہانی ہے۔اس قسم کی کہانیوں سے والدین اور بچوں میں یہ شعور پیدا ہوتا ہے کہ اس نازک وقت میں کس طرح بچوں کی حفاظت کرنی ہے۔ہمارے آس پاس ہونے والے جرائم، ظلم اور معصوم بچوں کے اغوا برائے تاوان اور دیگر مسائل کے انسداد کے پیش نظر ہم ان کالمز یا کہانیوں کی اہمیت سے ہر گز انکار نہیں کر سکتے۔

مذکورہ بالا بحث سے یہ بات سامنے آئی ہے کے پھول رسالے کے آغاز سے اب تک رسالے کی انفرادیت اور معیار میں کمی واقع نہیں ہوئی۔اس باب میں میگزین کے افسانوی نثر کا جائزہ پیش کیا گیا ہے۔آغاز میں رسالے کی ابتداء اور ارتقاء پر بات ہوئی ہے۔پھول کی یہ درسگاہ اور تربیت گاہ نصف صدی تک قائم رہی۔پہلے اس کی ادارت مولوی ممتاز علی تاج نے بعد ازیں ان کے صاحبزادے امتیاز علی تاج نے سنبھالی۔جو ملک کے معروف اور نامور ادیب اور ڈرامہ نگار تھے۔۱۹۳۵ء میں مولوی صاحب کا انتقال ہوا۔جس سکول میں آپ نے ایڈیٹری کی تعلیم حاصل کی وہاں بنت نذر الباقر (نذر سجاد حیدر)، سید وجاہت حسین جھنجھالوی، مولانا عبدالمجید سالک، نشتر جالندھری، ابوالاثر حفیظ، احمد ندیم قاسمی اور راجہ مہدی علی کے نام قابل ذکر ہیں۔

اس کے بعد رسالے میں تحریر کردہ عنوانات اور مصنفین کو شامل کیا گیا ہے۔اردو کی نثر اصناف میں افسانے اور کہانی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔افسانے کی ابتداء بھی کہانی سے ہوئی۔انسان کو ہمیشہ سے اپنے حالات

وواقعات دوسروں کوسنانااوران کی زندگی کے حالات سے واقفیت اور آگاہی حاصل کرنے میں دلچسپی رہی ہے۔

دینی،اصلاحی، تعلیمی، محنت کی عظمت،اخلاقی،سیاسی،سماجی، تعمیری، ترقیاتی، تحقیقی، تنقیدی،منشیات جیسی لعنت کی روک تھام،حب الوطنی، معاشی، معاشرتی،ملک کودرپیش مسائل اور دیگر موضوعات کو قلم بند کیا جاتا ہے۔

پھول میگزین نے اپنی نثری خدمات سے اطفال کو بہت مستفید کیا۔یہ چھوٹی چھوٹی کہانیاں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بچے اسے صرف وقت گزاری کا ذریعہ سمجھتے ہیں لیکن ان کو پڑھ کر وہ جو سبق سیکھتے ہیں یہ ان کی زندگی میں بہت ہی کارآمد ثابت ہوتا ہے۔

بچے ہوں یا بڑے وہ اپنی زندگی میں استاد کی عظمت اور بڑائی سے ہرگز انکار نہیں کر سکتے اور نہ دوست کے بغیر زندگی کا تصور ممکن ہے اور یہ بات مسلمہ حقیقت ہے کہ کتاب انسان کی بہترین استاد اور بہترین دوست ہے۔جب مشکل وقت پڑے سب آپ کو چھوڑ سکتے ہیں لیکن کتاب آپ کو نہیں چھوڑتی کتاب میں ایک دنیا بند ہے۔علم ہی کے ذریعے انسان نے اپنی زندگی کی بہت سی الجھنیں حل کی ہیں اور یہ علم ہمیں کتابوں کی بدولت ملا ہے۔

ہم اس کتاب کے ہی ذریعے ایک ملک میں رہ کر دوسرے ممالک سے واقف ہوتے ہیں۔اسی طرح بچے بھی ان کتابوں کے ذریعے دنیا بھر کے ممالک کی سیر کرتے ہیں۔ان کی مصنوعات سے واقفیت حاصل کرتے ہیں اور سبق آموز کہانیوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔اپنے اسلاف کے ماضی کو جاننے کا موقع میسر آتا ہے۔اس سلسلے میں ماہنامہ پھول نے معیاری اور سبق آموز کہانیوں کو قارئین کے سامنے پیش کیا ہے۔اور شعبہ کوئی بھی ہو بچوں کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا۔اپنی دوستانہ تخلیقات کی وجہ سے بچوں کے دل میں گھر کر لیا۔بہترین دوست کی حیثیت اختیار کر لی۔

ان کہانیوں کی بدولت بچوں کو معلومات حاصل ہوتی ہیں ۔لطف اندوز ہوتے ہیں ۔رہنمائی ملتی ہے۔ اخلاقیات اور دوسروں کا خیال رکھنے عزت کرنے ہمدردی اور حسن سلوک کا سبق ملتا ہے۔ اس قسم کی اخلاقی کہانیوں کی بدولت بچوں کے کردار کی تعمیر و ترقی ممکن ہے۔دینی کہانیوں کی مدد سے وہ اپنے چھوٹے چھوٹے مسائل کو خود ہی حل کرنا سیکھ جاتے ہیں۔ اس طرح نیکی اور بدی کا تصور بھی ان کے دل میں رہتا ہے۔اللہ کا ڈر اور دین سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔نیکی اور بدی کی تمیز پیدا ہوتی ہے زندگی گزارنے کے سنہری اصول سمجھ میں آتے ہیں۔وقت کی قدر و قیمت سمجھ میں آتی ہے۔پھول میگزین نے نا صرف ایک اخبار کی حیثیت سے کام کیا بلکہ ایک ایسے ادارے کی حیثیت سے

کام کیا جو ایک طرف ملک کے نونہالوں کے دل میں ملک سے محبت کا بیج بوتا ہے اور دوسری طرف انھیں ہر برائی سے بچاتا ہے۔ سبق آموز کہانیوں کی مدد سے انھیں روشن خیالی کا نمائندہ بھی بناتا ہے اور انھیں مشکل وقت میں سمجھداری اور راست بازی سے چلنے کے گر بھی سکھاتا ہے۔

کہانی کہنے اور سننے کا شوق انسان کو ہمیشہ سے رہا ہے جو باتیں ہمیں سننے میں دلچسپ یا سبق آموز معلوم نہیں ہوتی وہ ہی اگر قصہ کہانی کی صورت میں ہم تک پہنچیں یا ڈرامائی انداز میں تو ہمیں بھلی معلوم ہوتی ہیں اور ہمارے حافظے میں دیر پا محفوظ رہتی ہیں اسی لئے وقت گزرنے کے ساتھ تحقیق کے بعد بچوں کی بہت سی تدریسی سرگرمیوں کو بصری انداز میں پیش کیا جانے لگا ہے۔ اسی طرح جو چیزیں بچوں کو سننے میں دقت ہوتی ہے انھیں پڑھ کے قبول کرنا اور ان پر عمل کرنا قدرے سہل معلوم ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ بچے اور درخت بچپن میں ہی سیدھے کئے جا سکتے ہیں اسی لئے بچپن کے ابتدائی سال بچے کی زندگی میں نہائت اہم ہوتے ہیں۔ اس میں بچوں کی زندگی کی داغ بیل پڑتی ہے اس لئے انہیں مثبت ماحول میسر کرنا بے حد ضروری ہے۔ بچوں کو جو بات نصیحت اور والدین کی ڈانٹ ڈپٹ نہیں سمجھا پاتی انھیں بہت ہی آسانی سی ایک چھوٹی سی کہانی سمجھا لیتی ہے۔ جن نصیحتوں سے بچے پیچھا چھڑاتے ہیں انھیں ہی غیر محسوس انداز میں بچوں کے ذہنوں پر نقش کرنا قدرے آسان لگتا ہے یوں وہ کھیل ہی کھیل میں زندگی کے مشکل ترین سبق باآسانی سمجھ جاتے ہیں۔ میگزین کا مقصد ہی بچوں کے ذہنوں کی تشکیل و تعمیر مثبت انداز میں کرنا تھا۔ خاص کر رسالے میں ایسے ہی موضوعات کو منتخب کیا جاتا ہے جن کی مدد سے معاشرے میں ہونے والے مشکل اور پیچیدہ حالات سے انھیں بچایا جاسکے۔ اور ہر کٹھن حالات کے مقابلے کے لئے انھیں تیار کیا جائے۔ دیکھنے میں بچوں کا ادب تخلیق کرنا آسان لگتا ہے لیکن کسی بھی انسان کو سمجھانے کے لئے اس کی نفسیات کو سمجھنا بہت ضروری ہے اسی طرح بچوں کی اصلاح اور درستگی کے لئے ان کے تخیل کے مطابق دنیا بنانا پڑتی ہے جو ایک اچھا ادیب اپنی تخلیق کے ذریعے ممکن بناتا ہے۔ بچوں کو سمجھانے کے لئے ان کے ذہنی معیار تک جانا ضروری ہے۔ بچوں کی اپنی دنیا ہوتی ہے جو ہم لوگوں سے قدرے مختلف ہوتی ہے۔ بہت رنگین اور معصوم جس میں لالچ یا غرض نہیں ہوتی۔ انھیں زندگی کے اتار چڑھاءو سے متعارف کروانا پڑتا ہے جو آسان کام نہیں ہے۔ انھیں دین و دنیا کی سوجھ بوجھ علم ہی عطا کرتا ہے۔ جو کتابوں کے ذریعے ان تک پہنچتا ہے اور یہ تخلیقات ایک خالق ہی تخلیق کرتا ہے۔ بچوں کے تخیل اور تصورات زندگی کو مد نظر رکھتے ہوئے کو

ہوئے۔

آج کے اس تیز رفتار دور میں سوشل میڈیا اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ بچے اپنے گھر بیٹھے والدین سے زیادہ میڈیا سے سیکھ رہے ہیں۔ کیوں کہ وقت کی دقت اور تیز رفتار زندگی نے انسان کو جہاں بہت سی سہولیات زندگی سے متعارف کروایا ہے وہاں اسے اپنے خاندان سے بھی دور کر دیا ہے۔ اس لئے بچوں اور بڑوں کا بہت سا وقت موبائلز فون اور انٹرنیٹ کی نظر ہو جاتا ہے۔ جہاں بچوں کے لئے تعمیر اور تخریب دونوں کا سامان موجود ہے اس نازک وقت میں بچوں کو تعمیراتی رویوں کی طرف لے کے جانا ضروری ہے ۔ ہم سائنس کے ثمرات اور فوائد سے ہر گز انکار نہیں کر سکتے لیکن موبائلز فون، کمپیوٹرز اور انٹرنیٹ پر تعمیری اور تخریبی دونوں مواد موجود ہیں اور یہ بچوں کی انٹرٹیمنٹ کا سب سے اہم ذریعہ ہے۔ بچے یہ بھی نہیں جانتے کہ اس وقت میں ان کے لئے کیا درست ہے؟ ایسے وقت میں رسالے کی ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ بچوں کو مطالعے کی طرف راغب کرنا اور ایسے پلیٹ فورم کی طرف لانا کے جہاں سے انھیں صرف تعمیری مواد ملے۔ مطالعے کے شوق کو فروغ دینا۔ انھیں سوشل میڈیا کی سکرین سے ہٹا کے کتاب کے صفحات کی طرف مائل کرنا اور ایسی دلچسپ کہانیاں/مواد دستیاب کرنا جو انھیں اپنا مداح اور شائق بنا سکے اور ان کی ذات کی تعمیر و ترقی میں مددگار ثابت ہو سکے۔

ان ہی چیزوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم میگزین کی خدمات سے ہر گز بھی انکار نہیں کر سکتے کیوں مقابلہ سخت ہے۔ اس ترقی یافتہ دور میں میڈیا ایک بہت بڑی طاقت ہے جس کا مقابلہ ہمارا ادب بخوبی کر رہا ہے۔

رسالے کی ترتیب اور ڈیزائنگ میں تبدیلی بھی بچوں کی پسند، رجحانات اور بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر عمل میں لائی جاتی ہے میگزین کی خدمات سے کسی بھی دور میں انکار ممکن نہیں ہے کیوں کے رسالے کا آغاز قبل از پاکستان ہوا لیکن تاحال اپنے معیار اور ساکھ کو پوری آب تاب سے قائم رکھے ہوئے ہے۔ آغاز میں رسالے کی ادارت حمید نظامی نے کی۔ آپ کے بعد آپ کے بھائی مجید نظامی نے۔ اس وقت مرزا شعیب اس کام کو با احسن طریقے سے نبھا رہے ہیں۔ چیف ایڈیٹر رمیزہ ہاشمی صاحبہ ہیں۔ تمام ممبرز شب و روز کی مسلسل محنت اور لگن سے رسالے کے معیار اور مقصد کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ مرزاادیب ۔بچوں کا ادب (لاہور: مقبول اکیڈمی،۱۹۸۸ء)۔

۲۔ مسعوداحمد برکاتی۔پاکستان میں بچوں کا ادب انسا ئیکلو پیڈیا (کراچی: سائنٹیفک فاؤنڈیشن،۱۹۹۸ء)۔

۳۔ ایضاً۔

۴۔ غلام عباس(مرتبہ)،پھول(کراچی: پی۔ای۔سی۔ہاؤسنگ سوسائٹی،مارچ ۱۹۶۳ء)۔

۵۔ ایضاً۔

۶۔ ایضاً۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ ایضاً۔

۹۔ ایضاً۔

۱۰۔ تسنیم جعفری،"حقیقت،، مشمولہ پھول (جنوری ۲۰۲۰ء)،ص ۱۴۔

۱۱۔ نزیرانبالوی،"قرض،، مشمولہ پھول (مارچ ۲۰۱۵ء)،ص ۱۰۔

۱۲۔ خالدپرویز،"بستہ،، مشمولہ پھول (ستمبر ۲۰۱۱ء)،ص ۸۔

۱۳۔ خالدپرویز، "زندہ کہانی"مشمولہ پھول (ستمبر ۲۰۱۱ء)ص 14۔

باب سوم

ماہنامہ پھول میں غیر افسانوی نثر کا جائزہ

باب سوم:

ماہنامہ پھول میں غیر افسانوی نثر کا جائزہ

زندگی کے حقائق، مسائل، مشاہدات اور تجربات کو بغیر قصہ پن کے بیان کرنا غیر افسانوی ادب کے زمرے میں آتا ہے۔ غیر افسانوی ادب میں ادیب اپنے احساسات اور مشاہدات کو لفاظی اور بناوٹ کے بغیر قارئین کی نظر کرتا ہے۔اس میں تخیل کی کار فرمائی زیادہ نہیں ہوتی۔ اس طررح کی کاوش میں معلوماتی مواد پر زیاددہ توجہ دی جاتی ہے۔احساسات، مشاہدات کی قارئین تک منتقلی۔ معلوماتی، علمی، مذہبی، ثقافتی، تہذیبی اور قومی اور بین الاقوامی مسائل، اور ادبی وسیاسی شخصیات پر بھی بحث اس میں شامل ہے۔

اداریہ:

عام طور پر یہ کالم اخبار یا ادب میں مصنف یا ادیب اپنے نقطہ نظر کے مطابق یا آنکھوں دیکھے واقعات، احساسات اور تجربات کو اپنے مشاہدے کی نظر سے قلم بند کرتا ہے۔

> اداریہ کے لغوی معنی ہیں "مدیر کا مدیر کی طرح کا" اس سے مراد ایسی تحریر ہے جس کا انداز بیاں اداریہ نگار یا مدیر (اداریہ لکھنے والا) کی سوچ کی عکاسی کرتا ہو۔ یہ اس دن کے سب سے اہم واقعہ یا مسئلے کے متعلق عوام کو معلومات فراہم کرنے کے لئے لکھا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسے اخبار کی رائے بھی تصور کیا جا سکتا ہے۔ یہ انگریزی لفظ کا مترادف ہے۔ عام مفہوم میں اداریے سے مراد ایسی تحریر ہے جو اخبار کے نام کی تختی کے نیچے ادارتی صفحے پر شائع کی جاتی ہے۔[1]

اکثر اوقات اداریوں میں حالات حاضرہ کے موضوعات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اداریوں میں کئی مربوط واقعات کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ کئی موضوعات کو باریک بینی سے چھانا جاتا ہے۔ کسی حد تک اداریہ اخبار کی پالیسی اور مقاصد کو بیان کرنے کا ذریعہ بھی مانا جاتا ہے۔

عام طور پر یہ کالم اخبار کے درمیان میں دیا جاتا ہے، ہاں اگر کئی بار موضوع زیادہ اہم ہو تو صفحہ اول پر بھی دیا جاتا ہے۔ زیر بحث موضوع میگزین ماہنامہ پھـــــول کے اداریوں کا تجزیہ کرنا ہے۔ جس کا سرسری جائزہ لیا جائے گا۔ ماہنامہ پھول کے مدیر محمد شعیب مرزا ہیں اور ماہنامہ پھول میں اداریہ نگار بھی محمد شعیب مرزا ہی ہیں۔

ماہنامہ پھول میں اداریہ کے لیے مخصوص صفحہ ہے جس پر ہر شمارے میں اداریہ دیا جاتا ہے۔ جس میں دینی ،اخلاقی سماجی اور سیاسی موضوعات پر متاثر کن تحریریں پیش کی جاتی ہیں جو تسلسل کے ساتھ مدیر محمد شعیب مرزا کے قلم کی مرہون منت ہیں۔

> پاکستانی قوم ۵ فروری کو یوم یکجہتی کشمیر مناتی ہے۔اس کا مقصد کشمیریوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرنا ہے۔ بھارت نے مقبوضہ کشمیر پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا ہے اور اب تو کئی ماہ سے وہاں کرفیو لگا ہے جس کی وجہ سے کشمیری سخت مشکلات کا شکار ہیں ہم سب کو بھارت کے مظالم کے خلاف آواز اٹھانی چاہئے ۔ ۵ فروری کو بھرپور طریقے سے کشمیریوں کے حق میں آواز بلند کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کامیابی سے ہمکنار ہوگی اور بہت جلد "کشمیر بنے گا پاکستان۔[۲]

نئی نسل کی عمدہ تربیت کے لئے جہاں بہترین نصاب کی ضرورت ہوتی ہے وہاں بہترین ادب بھی ضروری ہے۔ بچوں کے رسائل ،بچوں کی کتابیں، کہانیاں، نظمیں، غیر محسوس انداز میں بچوں کی کردار سازی کرتی ہے۔ بچے نصاب تو مجبوراپڑھتے ہیں لیکن رسائل و کہانیوں کی کتابیں شوق سے پڑھتے ہیں۔ حکومت اگر اس پہلو کو پیش نظر رکھے تو بہترین نصاب کے ساتھ ساتھ بہترین ادب کے فروغ پر بھی توجہ دے۔ پاکستان میں چار کروڑ بچوں کے لئے صرف چالیس رسائل شائع ہو رہے ہیں۔ بہت سے رسائل ووسائل کی کمی کے باعث بند ہو چکے ہیں اور بہت سے آخری سانسیں لے رہے ہیں۔[۳]

اداریوں میں ناصرف قومی و بین الاقوامی مسائل کو زیر بحث لایا جاتا ہے بلکہ بچوں کے نصابی ضروریات، سرگرمیوں اور مشاغل کو بھی موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح امت مسلمہ کو در پیش مسائل کو بھی دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔

خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

> اس نشست میں شرکت کرنے والے صحافیوں اور کالم نگاروں کا تعلق مختلف اخبارات اور چینلز سے تھا۔ان اخبارات اور چینلز کا مزاج، نظریات یا پالیسی مختلف ہو سکتی ہے لیکن یہ اجتماع گواہی دے رہا تھا کہ ناموس رسالت ﷺ کی حفاظت کے لئے۔۔۔۔۔۔ہم سب ایک ہیں۔[۴]

مرزا شعیب نے جہاں بہت سے اہم موضوعات جیسے دینی ،اخلاقی ،سیاسی اور سماجی موضوعات کو زیر بحث لایا۔اس کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ پر ہونے والے مظالم جیسے ۱۵ مارچ ۲۰۱۹ء کو نیوزی لینڈ میں وقوع پزیر ہونے

والے واقعے کو بھی بچوں کے علم میں لایا۔

سیاسی صورت حال، انتخابات، نئے سال کی مبارکباد بے شمار سبق آموز کہانیوں، اخلاقی اسباق سے بچوں کو روشناس کروایا۔ اپنے رسالے کی پالیسی کے بارے میں قارئین کو گاہے بگاہے آگاہ کیا۔ بہت سی اہم ادبی اور تعمیری کام کرنے والی شخصیات سے متعارف کروایا۔ رمضان کی برکات، عید کی خوشیوں، رفائے عامہ کے لئے اپیل کو بھی اپنے اداریوں میں شامل کیا۔

حرمین شریفین عظمت شیخ، ندیم صاحب محمدی آئی ٹرسٹ کے مالک، ڈاکٹر نسیم الدین خواجہ، چوہدری ظفر اللہ خان صاحب، مسعود اختر شیخ، میاں محمد نعیم شیخ، حاجی محمد حسین گوہر صاحب کے زریں کارناموں کے بارے میں بتایا۔ یہ وہ شخصیات ہیں جنہوں نے فلاحی کاموں کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دی۔

> پھــول کی ادارت نے جہاں مجھے بے شمار ننھے منے اور نوجوان دوست دیئے ہیں وہیں یہ قابل احترام اور قابل فخر بزرگ دوست بھی ملے ہیں۔ میں ان کی صحت و تندرستی اور درازی عمر کے لئے دعا گو رہتا ہوں۔ ان دعاؤں میں آپ بھی میرے ساتھ شریک ہوں گے۔[۵]

غرض یہ کہ پھــــول کے اداریے میں دینی، اخلاقی، سماجی، سیاسی موضوعات کو توجہ طلب بنایا گیا۔ رمضان، تہوار، قومی، بین الاقوامی، حصول پاکستان، نظریہ پاکستان، قرارداد پاکستان، انبیاء کے قصائص، شہرہ آفاق شخصیات سے متعارف کروانا، حالات حاضرہ سے متعلق موضوعات، عوام سے اپیل، ناگہانی آفات، ملکی مسائل، پاکستان کے غور طلب مسائل وغیرہ جیسے موضوعات پر قلم اٹھایا جس سے نا صرف بچوں کی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ انھیں ملکی امور میں دلچسپی غیر ملکی حالات سے آگاہی کے ساتھ ساتھ ان کی عمر کے مطابق اسلامی تعلیمات سے متعلق معلومات بھی دی جاتی ہیں۔ جو بچوں کے لئے آنے والے وقت میں فائدہ مند ثابت ہوتی ہیں۔

> کل ایک دعوت پر جانے کا موقع ملا۔ بہت محترم میاں بیوی کالم نگار ہیں۔ انہوں نے بہت محبت سے رات کے کھانے کی دعوت دی کہ دسمبر کی سردی بھری رات کو مد نظر رکھتے ہوئے بھی انکار نہ ہو سکا۔ گھر ان کا میرے گھر سے تقریباً تیس سے پینتیس کلو میٹر دور ہے۔ نئی نئی سوسائٹیاں بن رہی ہیں ۔ پطرس بخاری کی دور بین نگاہوں نے بہت پہلے دیکھ لیا تھا اس لئے "لاہور کا جغرافیہ" میں لکھتے ہیں کہ لاہور جس تیزی سے پھیل رہا ہے ایک وقت آئے گا کہ پنجاب اس کا دار لخلافہ ہو گا۔ بس ایسی ہی صورتحال تھی۔ اتنی دور سفر پر کم ہی جاتا ہوں۔ لگتا ہے دوسرے شہر جا رہے ہیں۔ شدید سردی اور

دھند جبکہ سارا دن ہلکی بارش بھی ہوتی ہی اور ہاں اسی دن ۶۵ درجے کا شدید زلزلہ بھی آیا۔[۶]

جنوری ۲۰۲۰ء ایسا آفات سے بھرا ثابت ہوا نا صرف پاکستان کے لئے بلکہ تمام دنیا کو اس وائرس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔پھــول میگزین نے اس سلسلے میں بچوں اور بڑوں کو مکمل شعور اور آگاہی دی۔تا کہ لوگوں کو اس خطر ناک بیماری سے حتی الامکان حد تک دور رکھ سکیں۔ایک اداریہ کا اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔

> پاکستان میں بھی کرونا سے متاثرہ افراد کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔اگر ہم بھی چین کی طرح ایک متحد قوم بن کر اس کے خلاف اقدام کریں تو ہم بھی اس سے چھٹکارہ حاصل کر سکتے ہیں۔اس لئے صرف احتیاطی تدبیر کی ضرورت ہے۔حکومت نے آپ کی حفاظت کے لئے آپ کو تعلیمی اداروں سے چھٹیاں دے دی ہیں۔اپنے گھر سے باہر نہ نکلیں،اچھی خوراک کھائیں، نیند پوری کریں، کھیل خود کو نہ تھکائیں البتہ ہلکی ورزش کی جاسکتی ہے۔اپنے بزرگوں کا خاص خیال رکھیں انہیں باہر نہ نکلنے دیں۔[۷]

مضامین:

کسی بھی عنوان پر معلومات یکجا کر کے اس کے ذیلی موضوعات پر روشنی ڈالتے ہوئے دلچسپ اور جامعہ مواد کو ترتیب، تسلسل اور روانی کے ساتھ پیش کرنا یا کسی موضوع پر ترتیب کے ساتھ اظہار خیال کرنا "مضمون" کہلاتا ہے۔[۸]

ماہنامہ پھــول نے جہاں بچوں کے اخلاق واطوار کو سنوارنے کے لئے کہانیوں، شاعری اور مختلف تحریروں کو اپنی کاوش کا حصہ بنایا وہاں بہت سے مضامین کو بھی شامل کر کے بچوں کی معلومات میں اضافہ کرنے کی خوبصورت سعی کی گئی ہے جن میں چیدہ چیدہ موضوعات کے عنوانات فہرست میں شامل کئے ہیں۔

موضوعات	مصنفین
روح کا روزہ	حسن اختر
لندن کے سپاہی	سید احمد شاہ بخاری پطرس
لندن کی ٹیوب	سید احمد شاہ بخاری پطرس

نانی بڑھیا مر گئی	خواجہ حسن نظامی
نواب بندگا	رفیق احمد خاں
ہماری بولی	مولانا عبدالمجید سالک
ولیئم شیکسپئر	سلیم جعفر
کریم بخش اردلی	مرزا عظیم بیگ چغتائی
موہن جودڑو کی سیر	عمیق ملک
عرب بچے	غلام عباس
خراٹے کس طرح بند کئے گئے	محمد حنیف
خوشیوں بھری عید	فرید گوہر
آسٹریلین طوطے	زیب النساء
رمضان کی اہمیت	شاہ بہرام انصاری
مزدور ادیب	محمد وقار الحسن
اپنائے اچھی عادات	بینش توصیف خان
علم کی روشنی	ام نسیبہ

وارث	نوریہ مدثر
علامہ اقبال کی ظرافت	ملک محمد احسن
تھیلیسیمیا سے کیسے بچا جا سکتا ہے؟	ڈاکٹر فوزیہ سعید
اچھا اخلاق	بشریٰ مظہر
یوم تجدید عہد	زیب النساء
کشمیر بنے گا پاکستان	ڈاکٹر فوزیہ سعید
ننھی پری ارفع کری	انیلا طالب
ہماری پہچان	عائشہ جمشید
آب حیات	سنیلہ شہرین
حجر اسود	زمرد سلطانہ
میرے رہنما	ندا آفاقی برنی
پاکستان کیسا ہو؟	چودھری اسد اللہ خان
ولادت مصطفی ﷺ	فریدہ گوہر
معراج النبی ﷺ ایک معجزہ	زمرد سلطانہ

رحمت اللعالمین ﷺ کی بچوں سے محبت	محمد عباد اکرم
پاکستان	ڈاکٹر محمد اعظم رضا تبسم
غیر مسلم شعراء کی نعت گوئی	شاہد انور شیرازی
لیاقت علی خان	سحرش یاسین فریدی
"بہادر سرخلیہ"	سلمی صفی
ہرا پرچم	سمیہ نجیب
مٹی کی محبت	عائشہ الیاس
روشن دیئے	سیدہ نرجس فاطمہ
فخر پاکستان	ردا بتول
بچوں کے ادب کی تخلیق ایک مشکل کام	ڈاکٹر عبدالعزیز چشتی
آخر کیوں؟	سعدیہ عباس
محمد حنیف شاہد مرحوم	محمد سعید جاوید
علامہ اقبال اور سپر مین	فریدہ گوہر
بڑی منزل کے مسافر	قاسم علی شاہ

حضرت بلال	شازیہ ہاشم میواتی
غصہ حرام ہے	ابن نیاز
واہ! قائداعظم محمد علی جناح	نازیہ شوکت
میں نے پاکستان بنتے دیکھا	بشیر احمد ویثر
خوابوں کی سرزمین	عشرت جہاں
علامہ اقبال ہمارے محسن	تنزیلہ یوسف
اقبال اور اس کا شاہین	ضیاءاللہ مروت
عزم وہمت کا نشان بانی پاکستان	چوھدری اسداللہ خان
عیدالضحی	نورین طلعت عروبہ
یوم دفاع پاکستان ۶ ستمبر ۱۹۶۵ء اور جزبہ قوم	تہزین طاہر
تربیت کی ضرورت واہمیت	محمد اسلم ترین
ایک عظیم رہنما و مدبر قائداعظم	شیخ عبدالحمید عابد
سورج کہانی سورج زبانی	ڈاکٹر چوہدری تنویر سرور
موسم بہار	یاسمین کنول

مگروہ علم کے موتی کتابیں اپنے آبا کی	محمد عبداللہ گل
مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح	ساجدہ حنیف
علم کی روشنی	حافظہ حفصہ مقبول
اندر کی آواز	عمرانہ حنیف
قائداعظم حضرت محمد علی جناح	اقبال حسین نجمی
ہزار خوبیوں کا مالک میرا قائد	ساجدہ حنیف
حضرت محمد ﷺ غیر مسلموں کی نظر میں	محمد نورین اختر
رہبر انسانیت	غلام مصطفی عطاری
قائداعظم کی اہلیہ رتی جناح	ساجدہ حنیف
محبت رسول ﷺ	علامہ منیر احمد یوسفی
"لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلمان ہونا"	وقار قریشی
بھائیوں کی تاریخی جوڑیاں	چوہدری اسداللہ خان
قائداعظم کا پاکستان	ڈاکٹر سلمی سید
اقبال منزل	حرا جاوید

مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح	شاہد رشید
مادر ملت کا پیغام نوجوانوں کے نام	ایضاً
صوفی جمال الدین	صاحبزادہ پیر مختار احمد جمال تونسوی
پاکستان کی کہانی پاکستان کی زبانی	عبدالعزیز چشتی
جشن آزادی	شکیلہ منظور
فرمودات قائداعظم	ساجدہ حنیف
تشکیل و تعمیر پاکستان قائد ملت لیاقت علی خان	حافظ سید عبدالقادر شاہ شیرازی
ترک ہمارے بھائی ہیں	اسلم بھٹی
خودی	رابعہ الرباء
لا پھر اقبال وہی	عنیزہ طارق
مکاتیب اقبال	ساجدہ حنیف عباسی
مجید نظامی سے ڈاکٹر مجید نظامی تک	مرزا شعیب
کشمیر بنے گا پاکستان	عائشہ طارق
نگہ بلند، سخن دلنواز، جاں پر سوز	میاں ساجد علی

شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال	فوزیہ سعید
شہید ملت خان لیاقت علی خان	ڈاکٹر عبدالعزیز چشتی
اصل قربانی	نعیم اللہ
میری پہچان پاکستان	آسیہ سہیل
اے مادر ملت تجھے سلام	اے ایس چوہدری
عالمی خواتین کے دائمی اعزاز	چوھدری اسد اللہ خان
رمضان کی اہمیت	شاہ بہرام انصاری
علامہ اقبال کی ظرافت	ملک محمد احسن
کشمیر جنت نظیر۔ کشمیر بنے گا پاکستان	شیخ عبد الحمید عابد
کشمیر کے پرچم	رانا محمد شاہد
دختر پاکستان ارفع کریم رندھاوا	انیلا طالب
قائداعظم کے اصول	ظفر اللہ خان
میرا باپ، عظیم باپ	چوہدری اسد اللہ خان
اقبال کی روبرو	ملک جواد نواز قریشی

شاعر مشرق	شیخ عبدالحمید عابد
۱۴اگست ۱۹۴۷ء	ڈاکٹر عبدالعزیز چشتی
اے جذبہء دل	سدرہ محمود خان
یہ وطن ھمارا ہے	مدیحہ ادریس
قائداعظم تو ایسا پاکستان چاہتے ہیں	چوہدری اسد اللہ خان
اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر	آسیہ مجید
رحمتوں اور برکتوں والا مہینہ رمضان	سدرہ امبرین یونس
یوم مئی اور بندہ مزدور	اختر رسول جنجوعہ
علامہ اقبال کے افکار	محمد اجمل شاھین انصاری
اقبال کا شاھین	سعدیہ عثمان
"سبزہ نور رستہ اس گھر کی نگہبانی کرے"	وقار قریشی
علی حضرت امام احمد رضا بریلوی	سمیرا فاطمہ قادری
کشمیر اور کشمیر کے قومی پرچم	رانا محمد شاہد
کشمیر ہے جنت	عائشہ جمشید

۲۳مارچ تجدید عہد کا دن	یاسمین کنول
عہد سعید	ڈاکٹر امجد ثاقب
تجدید عہد	ابوالنعیم اقبال حسین نجمی
قائداعظم کا مارچ	چوھدری اسداللہ خان
۲۳مارچ کیوں اہم ہے؟	سعدیہ عثمان
۲۲ضروری اسکاؤٹنگ کا عالمی دن	عبدالعزیز چشتی
عہد نو	یاسر محمود گل
ملالہ کا ملال	عائشہ صدیق انجم
لا پھر اقبال وہی	عنیزہ طارق
آہ! عطاءالحق قاسمی	عطاءالحق قاسمی
سرسید احمد خان	وقار قریشی
علامہ اقبال کی نظر میں اسلامی شعائر کا احترام	ساجدہ حنیف
علامہ اقبال کی شگفتہ مزاجی	چوھدری اسداللہ خان
حمید نظامی	ڈاکٹر انور سدید

حق گوئی، بے باکی اور خودداری کا رجل عظیم	
۶ ستمبر ہماری فتح کا دن	عبدالعزیز چشتی
واپسی	نزیر انبالوی
ہم سب پاکستان ہیں	عینا نور مصطفویہ

ماہنامہ پھول میں جن عنوانات کو زیر بحث لایا گیا۔ان میں سے چند ایک کو فہرست میں شامل کیا گیا ہے۔ رسالے میں مضامین میں خاص طور سے قومی تہواروں کے بارے میں معلومات فراہم کی گئی۔تاریخ ساز شخصیات جیسے قائد اعظم، علامہ اقبال، محترمہ فاطمہ جناح، خان لیاقت علی خان، محترمہ رتی بائی کے کارناموں پر روشنی ڈالی گئی۔اور تاریخ ساز شخصیات کے زریں کارناموں سے ہمیں متعارف کراویا جاتا ہے۔۲۰۲۰ء ایک ایسا سال جس نے پوری دنیا کو ہلا کے رکھ دیا ہے پھول میگزین نے اپنے قارئین کو اس سال میں ہونے والے تمام سانحات اور نقصانات سے آگاہ رکھا اس سلسلے میں بھی مضامین شامل کیے گئے۔

کشمیر کے مسئلے سے دنیا کو آگاہ کیا جا رہا ہے۔ماہنامہ پھول مقبوضہ کشمیر کے حالات کا آئینہ دار اور عکاس ہے۔ تقریبا ہر شمارے میں کشمیر کے مسئلے کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ قومی تہواروں کے متعلق ۲۳ مارچ، قرارداد پاکستان، ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء، ۶ ستمبر یوم دفاع، اقبال کا یوم پیدائش، یوم وفات، قائد اعظم کا یوم پیدائش اور یوم وفات، مزدوروں کے عالمی دن پر بااثر تحریریں پیش کی جا رہی ہیں۔

خطوط:

خطوط زمانہ قدیم سے پیغام رسانی کا ذریعہ رہے ہیں۔قدیم زمانے میں اپنا پیغام دور دراز کسی دوسرے شہر یا پھر دوسرے ممالک میں پہچانے کے لئے خطوط کو ذریعہ بنایا جاتا تھا۔بقول مولوی عبدالحق

> خط یا مکتوب دو افراد یا ادارے کے درمیان اطلاعات و معلومات کے لئے لکھا جانے والا پیغام ہے۔خط دلی خیالات و جذبات کا روزنامچہ اور اسرار حیات کا صحیفہ ہے۔[۹]

خطوط اپنے حالات سے دوسروں کو آگاہ کرنے ان حالات سے باخبر ہونے، کسی بھی مسئلے پر اپنی رائے کے اظہار کے لئے، تجاویز کے لئے اور مختلف امور پر بات چیت کے لئے تحریر کئے جاتے ہیں۔

زیر تحقیق مقالے میں ہم ماہنامہ پھول کے اطفال کے کردار پر اثر انداز ہونے والے عوامل کا جائزہ لے رہے ہیں۔پھول میگزین میں حمد، نعت، حدیث، اداریہ، کہانی، مضامین، لطائف، چٹخارے، انسائیکلوپیڈیا، اشتہارات وغیرہ کے علاوہ خطوط کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

ان خطوط میں ہر ماہ چھپنے والے تمام مواد یعنی اول صفحے سے لے کر آخری صفحے تک تمام مواد پر رائے کا اظہار ملتا ہے۔ جس میں سالہا سال کے مستقل قارئین اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور ان خطوط کے ذریعے پھول ٹیم کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔اپنے مفید مشوروں اور نئے رجحانات کا اضافہ بھی کرتے ہیں۔ دلچسپ بات تو یہ ہے کے ماہنامہ پھول کے ایڈیٹر مرزا محمد شعیب ہر خط کو پڑھتے ہیں اس کا خط کا جواب خط کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔اور اس قدر دلچسپ پیرائے میں خطوط اور ان کے جوابات کو شامل کیا جاتا ہے۔ تین بہترین خطوط کو اول دوم اور سوم پوزیشنز دی جاتی ہیں۔اس کے بعد تمام اچھے خطوط کو شامل کیا جاتا ہے اور ان کے جوابات کو بھی۔ان خطوط لکھنے والوں میں بچے بزرگ اور جوان سبھی شامل ہوتے ہیں۔پھول کے مستقل قارئین میں بچے، بزرگ، نوجوان سبھی شامل ہیں۔ کیونکہ یہ بچوں کے لئے معلوماتی، تفریحی، اخلاقی، اصلاحی رسالہ ہے۔

"شعیب مرزا کی کہانی "تایا ناتواں نے کی ون ویلنگ" پڑھ کر بہت ہنسی آئی اور کہانی میں چھپے سبق کو ذہن نشین کر لیا۔پھول انسائیکلوپیڈیا نے ہر بار کی طرح اس بار بھی ایسی معلومات سے شناسا کروایا جس سے میں پہلے واقف نہ تھی۔ ایمان لیاقت کی کہانی "سچہ جذبہ" پڑھی۔ سادہ لفظوں سے مزین کہانی اپنے اندر پیغام لئے ہوئے تھی۔ محمد عارف عثمان کی کہانی "گاڑی جا چکی" پڑھ کر میں آبدیدہ ہو گئی (کیوں آپ کی گاڑی بھی نکل گئی)۔پھول میں لکھی ہوئی ہر کہانی ایک شاہکار ہے۔پھول میں لکھا ہر مضمون خوبصورتی کی علامت ہے۔آخر میں بس اتنا ہی کہ کشمیر ہماری شہ رگ ہے۔ہم کشمیریوں کے ساتھ ہیں۔

سب کو یوم دفاع پاکستان مبارک ہو۔ دشمن یہ یاد رکھے کہ ۱۹۶۵ء کی طرح اب بھی ہم اپنے زور بازو سے اپنا دفاع کر سکتے ہیں۔ خدا پاکستان کو اپنی رحمتوں سے ہمیشہ شاد و آباد رکھے۔ (آمین) [۱]

پھول میگزین میں خطوط ارسال کرنے والے قارئین نا صرف پھول کی پالیسی پر بات کرتے ہیں بلکہ سیاسی امور، ناگہانی آفات، بھارت کے ناپاک عزائم، کشمیر کے نازک حالات اور ملکی و غیر ملکی باشندوں کے حالات واقعات کو

بھی زیر موضوع بناتے ہیں۔اگر کہیں کسی موضوع کی تشنگی محسوس کی جاتی ہے تو اس طرف توجہ مبزول کروائی جاتی ہے۔

پھول کی جانب سے تجاویز اور اصلاحی خطوط کو بالخصوص نا صرف شامل کیے جاتے ہیں بلکہ ان پر عمل در آمد بھی کیا جاتا ہے۔اس سلسلے میں تاخیر بلکل نہیں برتی جاتی بلکہ جیسے ہی خط شائع کیا جاتا ہے اس کے ساتھ جوابات بھی موجود ہوتے ہیں جن کے جوابات شعیب مرزا خود دیتے ہیں۔جو کہ انتہائی دلچسپ انداز میں بیان کئے جاتے ہیں۔ان سوالات و جوابات میں طنز و مزاح کا عنصر بھی دیکھنے میں سامنے آتا ہے۔

------بہت عرصہ سے خاموش قاریہ ہوں۔(کوئی خاتون/لڑکی خاموشی کا دعوی کرے تو حیرت ہوتی ہے) کبھی لکھنے کی ہمت ہی نہ ہو سکی۔(اب کیسے ہمت کر لی) لیکن اس دفعہ قلم اٹھا ہی لیا۔(اپنا ہی قلم اٹھایا ہے نا؟)پھول ایک معیاری رسالہ ہے۔(ہمیں بھی پتہ ہے)۔ہم سب گھر والے پھول بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔خاص کر جس دن پھول آتا ہے۔ہم چاروں بہن بھائیوں کی آپس میں بہت لڑائی ہوتی ہے (بری بات ہے پھول تو ایثار سکھاتا ہے) میں پہلی بار پھول میں شرکت کر رہی ہوں ۔(تو کیا ہار پہنائیں؟)امید ہے آپ خوش آمدید کہیں گے۔(خوش آمدید---بس خوش؟)اور میری حوصلہ افزائی کریں گے۔(کر دی۔خط انعامی ہو گیا)تاکہ میں آئندہ بھی شرکت کر سکوں(آئندہ انعام کی توقع نہ رکھئے گا)اب بات ہو جائے ذرا مارچ کے شمارے کی۔(پہلے ایسے ہی وقت ضائع کیا) سرورق پسند نہیں آیا۔(ہمیں آپ کا یہ تبصرہ پسند نہیں آیا)۔[lll]

اس اقتباس کو پڑھ کر با آسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ پھول کے خطوط کس حد تک دلچسپ ہوتے ہیں۔خطوط میں نا صرف رسالے کے مضامین اور مصنفین پر بات کی جاتی ہے بلکہ بات اس خوبصورت انداز میں کی جاتی ہے کے پڑھنے والے کے دل محظوظ کرتی ہے۔

ہر شمارے میں اسی طرح کے دلچسپ خطوط شامل کئے جاتے ہیں۔جو خطوط زیادہ دلچسپ ہوں انھیں انعامی خطوط کے طور پر شمار کیا جاتا ہے۔اول دوم اور سوم درجہ دیا جاتا ہے۔اس کے علاوہ اور بھی خطوط کو شامل کر کے ان کے قارئین کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی کی جاتی ہے۔

ان خطوط کی مدد سے رسالے میں بہتری کے اقدامات کئے جاتے ہیں۔کچھ نئی پالیسیاں مرتب کی جاتی ہیں اور کچھ قوائد ضوابط میں تبدیلیاں یا کمی بیشی کی جاتی ہے۔جو قارئین کی رائے کے پیش نظر ہی ممکن ہوتا ہے۔دلچسپ بات تو

یہ ہے کہ پھول رسالہ تو بچوں کا ہے لیکن اس کو پڑھنے والے لوگ ہر عمر اور طبقے سے ہیں۔ پھول میگزین نا صرف قومی شہرت یافتہ ہے بلکہ بین الاقوامی سطح پر بھی اہمیت کا حامل ہے۔ بچوں، جوانوں، متوسط عمر کے لوگوں اور بزرگوں میں یکساں اہمیت کا حامل ہے۔

لطیفے:

پھول میگزین میں بچوں کی ضرورت کے تحت مسکراہٹوں کے نام سے ایک صفحہ شامل کیا جاتا ہے۔ جس میں بچوں کی ذہنی استعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے چھوٹے چھوٹے لطائف شامل کئے جاتے ہیں۔ جو بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیرنے کا مؤجب بنتا ہے۔ اپنے نام کی طرح پھول میگزین ہمارے ملک کے نونہالوں اور پھولوں کو مہکائے ہوئے ہے۔ قومی اور بین لاقوامی سطح پر بچوں کے چہرے پر ہنسی بکھیرنے کا فریضہ بااحسن طریقے سے سرانجام دے رہا ہے۔

تاریخ لطائف بہت پرانی ہے۔ بہت سی معروف اور اہم شخصیات نے اس فن لطیف میں کانامہ ہائے سرانجام دیئے۔ جس طرح سنجیدہ ادب کی تخلیق جان جوکھوں کا کام ہے اسی طرح اس فن لطیف کو تخلیق کرنا بھی بے حد مشکل کام ہے۔

ایسے لطائف اور موضوع الفاظ کا چناء و کیا جاتا ہے جو اخلاق کے دائرہ کار میں ہوں۔ نامناسب، نازیبا اور اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ کو ہرگز بچوں کے کچے ذہنوں میں جگہ نہیں دی جاتی۔ مزاح کو مزاح ہی کی طرح بیان کرنا پھول میگزین کا خاصا ہے۔

جس طرح بچوں کی اخلاقی تربیت کے لئے کہانیوں اور مضامین سے مدد لی جاتی ہے۔ اسی طرح بچوں کے لئے ہلکا پھلکا مزاح انھیں تازہ دم کرتا ہے۔ اور مزاح ہی مزاح میں انھیں کچھ نئی معلومات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور کچھ مفید معلومات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ رسالے کی پالیسی میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں۔ مثبت تبدیلیاں رسالے کی بہتری کے لئے کی جاتی ہیں اور ناقص چیزوں کو نکال دیا جاتا ہے۔ جون ۲۰۱۰ء کے شمارے سے اقتباس ملاحظہ ہو۔

مسکراہٹیں

سمجھدار بگلا

استاد (شاگرد): بگلا ایک ٹانگ پر کیوں کھڑا رہتا ہے؟۔

شاگرد: جناب اسے معلوم کہ اس نے دوسری ٹانگ بھی اٹھائی تو وہ گر جائے گا۔ [۱۲]

گاؤں کی مرغی

ایک آدمی کی مرغی بیمار ہو گئی، وہ مرغی بیچنے بازار لے گیا۔ راستے میں ایک آدمی نے پوچھا؟

اس مرغی کا سر کیوں نیچے ہے؟ کہیں بیمار تو نہیں؟

آدمی: جی نہیں صاحب، گاؤں کی مرغی ہے شہر کے بازار میں آکر شرماتی ہے۔ [۱۳]

عین نوازش

استاد (شاگرد سے) عین نوازش کو جملے میں استعمال کرو۔

شاگرد: اگر آپ ہمیں ہفتے میں سات چھٹیاں دے دیں تو آپ کی عین نوازش ہو گی۔ [۱۴]

سیاست دانوں کے لئے دعا

ایک سیاست دان نے امام صاحب سے کہا

مولانا صاحب! سیاست دانوں کے لئے بھی دعا فرما دیجئے

امام صاحب نے اس طرف دیکھا اور دعا فرمائی

اے اللہ ہمارے ملک کو ہر آفت سے محفوظ رکھ۔ [۱۵]

انوکھی ڈیل

ایک عورت دوپٹہ رنگوانے گئی۔

دوکاندار: باجی اس کو کیسا رنگ کروانا ہے؟

عورت: اس کو ایسا رنگ کریں کہ نہ نیلا ہو، نہ پیلا ہو، نہ سفید ہو، نہ کالا ہو، نہ آسمانی ہو، نہ جامنی ہو، نہ ہرا ہو، نہ ہرا ہو نہ مالٹا اور ہاں کب لینے آؤں؟

دکاندار: باجی آپ تب آنا جب نہ ہفتہ ہو، نہ اتوار ہو، نہ پیر ہو، نہ منگل ہو، نہ بدھ ہو، نہ جمعرات ہو، نہ جمعہ ہو اور ہاں یاد سے لے جانا۔[۱۶]

لطیفے کی اشاعت"

طاہر (داداجان کو مسکراتے دیکھ کر): داداجان! آپ رسالہ پڑھتے ہوئے مسکرا کیوں رہے ہیں؟۔

داداجان: جب میں تمہاری عمر کا تھا تو میں نے رسالے میں یہ لطیفہ لکھ کر بھیجا تھا، وہ آج شائع ہوا۔[۱۷]

ہنسی مزاح انسان کی زندگی کا حصہ ہیں اور انسان کے جینے کے لئے اہم بھی۔ ماہنامہ پھول نے اس ضرورت کو بخوبی پورا کیا اس پیشکش کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ماہنامہ پھـــــول میں شرکت کا موقع بھی مل جاتا ہے۔ جب کہ قارئین بھی لطائف کو پڑھ کر لطف اندوز ہوتے ہیں۔

دنیا میں مختلف مزاج کے لوگ بستے ہیں اگر کچھ لوگ سنجیدہ ہیں تو کچھ لوگ ہنسی مزاح کے دلدادہ بھی۔ بس اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ماہنامہ پھول اصلاحی اور معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ مزاح کا بھی بھرپور سامان اپنے قارئین کو مہیا کرتا ہے۔

اس باب میں اداریہ، مضامین، خطوط اور لطائف کو شامل کیا گیا ہے۔ غیر افسانوی ادب میں ادیب لفاظی اور بناوٹ سے کام نہیں لیتا اور نہ ہی تخیل اور تصور کا زیادہ عمل ہوتا ہے۔ معلوماتی مواد پر زیادہ کام کیا جاتا ہے۔

زندگی کے حقائق، مسائل، مشاہدات اور تجربات کو بغیر قصہ پن کے بیان کرنا غیر افسانوی ادب کے زمرے میں آتا ہے۔ غیر افسانوی ادب میں ادیب اپنے احساسات اور مشاہدات کو لفاظی اور بناوٹ کے بغیر قارئین کی نظر کرتا ہے۔ اس میں تخیل کی کارفرمائی زیادہ نہیں ہوتی۔ اس طرح کی کاوش میں معلوماتی مواد پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ احساسات، مشاہدات کی قارئین تک منتقلی، معلوماتی، علمی، مذہبی، ثقافتی، تہذیبی اور قومی اور بین الاقوامی

مسائل، اور ادبی وسیاسی شخصیات پر بھی بحث کرنا اس میں شامل ہے۔ مضامین میں کسی بھی اہم شخصیت کے حالات زندگی ہمارے قومی دن اور ہماری ثقافت اور اہم ملکی امور در پیش مسائل کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔

اس کے بعد اداریہ کو شامل کیا گیا ہے۔ اکثر اوقات اداریوں میں حالات حاضرہ کے موضوعات کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ اداریوں میں کئی مربوط واقعات کا تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔ کئی موضوعات کو باریک بینی سے چھانا جاتا ہے اور خوب چھان پھٹک کے بعد عوام الناس کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ اداریہ کسی حد تک اخبار کی پالیسی اور مقاصد کو بیان کرنے کا ذریعہ بھی مانا جاتا ہے۔ اس میں دیا گیا مضمون اخبار کے مقاصد بیان کرتا ہے۔

اداریوں میں نا صرف قومی و بین الاقوامی مسائل کو زیر بحث لایا جاتا ہے بلکہ بچوں کے نصابی ضروریات، سرگرمیوں اور مشاغل کو بھی موضوع بحث بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح امت مسلمہ کو در پیش مسائل کو بھی دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جیسے مسئلہ کشمیر وغیرہ یا کوئی بھی ایسا مسئلہ جس کی طرف دنیا توجہ مبذول کروانا ضروری ہو۔

ماہنامہ پھول نے جہاں بچوں کے اخلاق واطوار کو سنوارنے کے لئے کہانیوں، شاعری اور مختلف تحریروں کو اپنی کاوش کا حصہ بنایا وہاں بہت سے مضامین کو بھی شامل کر کے بچوں کی معلومات میں اضافہ کرنے کی خوبصورت سعی کی گئی ہے۔ مضامین معیاری ہیں۔ ہر قسم کے عنوانات کو زیر موضوع بنایا گیا ہے۔ ایسے موضوعات کو منتخب کیا جاتا ہے جو وقت اور معاشرے کی ضرورت ہوں اور نا صرف انفرادی بلکہ اجتماعی افادیت کے حامل ہوں مثبت رویوں کو جنم دیں۔

یہ مضامین دینی، اخلاقی، اصلاحی، تعلیمی، تحقیقی، تدریسی، سیاسی، سماجی، معاشی، معاشرتی، ملکی مسائل پر مبنی، ثقافتی، منشیات کی روک تھام، حفظان صحت کے اصولوں پر مبنی، والدین کی خدمت، اساتذہ کی عزت، ملکی امور میں دلچسپی، قومی و بین الاقوامی نوعیت کے اور دیگر نوعیت کے مضامین شامل ہوتے ہیں۔

زیر تحقیق مقالے میں ہم ماہنامہ پھول میں بچوں کے کردار پر اثرانداز ہونے والے اثرات کا جائزہ لے رہے ہیں۔ پھول میگزین میں حمد ،نعت ،حدیث ،اداریہ ،کہانی ،مضامین ،لطائف ،چٹخارے ،انسائیکلوپیڈیا ،اشتہارات ،سائنس کی دنیا وغیرہ کے علاوہ خطوط کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

ان خطوط میں ہر ماہ چھپنے والے تمام مواد یعنی اول صفحے سے لے کر آخری صفحے تک تمام مواد پر رائے کا اظہار ملتا ہے۔ جس میں سالہا سال کے مستقل قارئین اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اور ان خطوط کے ذریعے پھول ٹیم کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اپنے مفید مشوروں اور نئے رجحانات کا اضافہ بھی کرتے ہیں۔ دلچسپ بات تو یہ ہے کے ماہنامہ پھول کے ایڈیٹر مرزا محمد شعیب ہر خط کو پڑھتے ہیں اس کا خط کا جواب خط کے ساتھ شائع کرتے ہیں۔ اور اس قدر دلچسپ پیرائے میں خطوط اور ان کے جوابات کو شامل کیا جاتا ہے۔ تین بہترین خطوط کو اول دوم اور سوم پوزیشنز دی جاتی ہیں۔ اس کے بعد تمام اچھے خطوط کو شامل کیا جاتا ہے اور ان کے جوابات کو بھی۔ اور جو خطوط تعداد کی زیادتی کی وجہ سے شامل نہیں ہو سکتے وہ خطوط اگلے شماروں میں شامل کر دیئے جاتے ہیں۔ ان خطوط لکھنے والوں میں بچے بزرگ اور جوان سبھی شامل ہوتے ہیں۔ پھول کے مستقل قارئین میں بچے، بزرگ، نوجوان سبھی شامل ہیں۔ کیونکہ یہ بچوں کے لئے معلوماتی، تفریحی، اخلاقی، اصلاحی رسالہ ہے۔ یہاں بیرون ممالک سے بھی قارئین خط ارسال کرتے ہیں۔ میگزین کے قارئین میں پاکستان اور دنیا بھر کے قارئین اور مصنفین شامل ہیں۔ پھول میگزین بین الاقوامی شہرت کا حامل میگزین ہے۔

پھول میگزین میں بچوں کی ضرورت کے تحت مسکراہٹوں کے نام سے ایک صفحہ شامل کیا جاتا ہے۔ جس میں بچوں کی ذہنی استعداد کو مد نظر رکھتے ہوئے چھوٹے چھوٹے لطائف شامل کئے جاتے ہیں۔ جو بچوں کے چہروں پر مسکراہٹ بکھیرنے کا موجب بنتا ہے۔ اپنے نام کی طرح پھـــــــول میگزین ہمارے ملک کے نونہالوں اور پھولوں کو مہکائے ہوئے ہے۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر بچوں کے چہرے پر ہنسی بکھیرنے کا فریضہ بااحسن طریقے سے سرانجام دے رہا ہے۔

تاریخ لطائف بہت پرانی ہے۔ بہت سی معروف اور اہم شخصیات نے اس فن لطیف میں کانامہ ہائے سرانجام دیئے۔ جس طرح سنجیدہ ادب کی تخلیق جان جوکھوں کا کام ہے اسی طرح اس فن لطیف کو تخلیق کرنا بھی بے حد مشکل کام ہے۔

جس طرح بچوں کی اخلاقی تربیت کے لئے کہانیوں اور مضامین سے مدد لی جاتی ہے۔ اسی طرح بچوں کے لئے

ہلکا پھلکا مزاح انھیں تازہ دم کرتا ہے۔اور مزاح ہی مزاح میں انھیں کچھ نئی معلومات سے آگاہ کیا جاتا ہے اور کچھ مفید معلومات بھی فراہم کی جاتی ہیں۔

دنیا میں مختلف مزاج کے لوگ بستے ہیں۔اگر کچھ لوگ سنجیدہ ہیں تو کچھ لوگ ہنسی مزاح کے دلدادہ بھی۔ بس اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ماہنامہ پھول اصلاحی اور معلوماتی ہونے کے ساتھ ساتھ مزاح کا بھی بھرپور سامان اپنے قارئین کو مہیا کرتا ہے۔

اس ہلکے پھلکے مزاح سے بچے بہت لطف اندوز ہوتے ہیں اور میگزین کی اس کاوش کو بہت سراہتے ہیں۔بہت سے بچے اس حصے میں اپنے لطائف لکھ کے ارسال کرتے ہیں اور ان کے لطائف کو شامل کیا جاتا ہے جس سے ان کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔لطائف بچوں کے عمر کے حساب سے شائستہ اور معیاری چھاپے جاتے ہیں۔

ایسے لطائف اور موضوع الفاظ کا چناءو کیا جاتا ہے جو اخلاق کے دائرہ کار میں ہوں۔نامناسب ،نازیبا اور اخلاق سے گرے ہوئے الفاظ کو ہرگز بچوں کے کچے ذہنوں میں جگہ نہیں دی جاتی۔مزاح کو مزاح ہی کی طرح بیان کرنا پھول میگزین کا خاصا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ur.wikipedia.org/Editorial،۲۹دسمبر۲۰۱۹ءبروزاتوار،۵۰:۴بجے۔

۲۔ مرزاشعیب،"اداریہ "مشمولہ پھول (فروری۲۰۲۰ء)،ص۹۔

۳۔ ایضاً ،(اکتوبر۲۰۱۴ء)،ص۹۔

۴۔ ایضاً، (اپریل۲۰۱۷ء)،ص۱۱۔

۵۔ ایضاً، (مارچ۲۰۱۸ء)،ص۹۔

۶۔ ایضاً، (جنوری۲۰۲۰ء)،ص۹۔

۷۔ ایضاً، (اپریل۲۰۲۰ء)،ص۹۔

۸۔ مضمون نگاری/urdu.blogspot.com ،بتاریخ۲۵دسمبر۲۰۱۹ءبروزبدھ،بوقت:۰۰:۳ بجے۔

۹۔ مکتوب نگاری/ur .m.wikipedia.org ،بتاریخ۲۷دسمبر۲۰۱۹ءبروزجمعہ،بوقت۰۰:۷بجے۔

۱۰۔ حنانذیر،"خطوط" مشمولہ پھول، (ستمبر۲۰۱۹ء) ص۹۔

۱۱۔ عائشہ صباقریشی،"خطوط" مشمولہ پھول ،(اپریل۲۰۱۳ء)ص۵۸۔

۱۲۔ شہریار گل،"لطیفے" مشمولہ پھول ،(جنوری۲۰۱۹ء)،ص۴۸۔

۱۳۔ سحر ضیاء،"لطیفے،، مشمولہ پھول ،(اکتوبر۲۰۱۸ء)،ص۴۶۔

۱۴۔ ایضاً،ص۴۶۔

۱۵۔ ایضاً،ص۵۰۔

۱۶۔ ریشم اعظم،"لطیفے،، مشمولہ پھول (اکتوبر۲۰۱۷ء)،ص۴۴۔

۱۷۔ سحر ضیاء،"لطیفے،، مشمولہ پھول (مئی۲۰۱۹ء)،ص۵۰۔

باب چہارم

شاعری اور متفرقات

باب چہارم :

شاعری اور متفرقات

۱۔ حمد

۲۔ نعت

۳۔ سائنس کی دنیا

۴۔ آرٹ گیلری

۵۔ آٹو گراف

۶۔ چٹ پٹے

۷۔ اشتہارات

۸۔ انتساب

حمد:

موزوں الفاظ میں حقائق کی تصویر کشی کو شاعری کہتے ہیں۔ شاعری میں شاعر خوبصورت الفاظ کے چناؤ سے اپنے خیالات اور جذبات کی ترجمانی کرتا ہے۔ تخیل کو حقیقت کا لباس پہناتا ہے۔ شاعری دراصل ہمارے احساسات اور جذبات کی ترجمانی کرتی ہے۔ جو ہم سوچتے ہیں۔ اس کو خوبصورت الفاظ کا جامہ پہنا کر بیان کرنا شاعری ہے۔ حساس لوگ ارد گرد کے ماحول اور زندگی کے اتار چڑھاؤ کو زیادہ شدت اور گہرائی سے محسوس کرتے ہیں۔ اس لئے کہا جاسکتا ہے کہ شاعری کا تعلق حساس لوگوں سے ہے۔ طبیعتوں کا اختلاف ایک فطری عمل ہے۔ اسی وجہ سے ہر شخص کا دنیا کو سمجھنے، جانچنے اور پرکھنے کا زاویہ الگ ہوتا ہے۔ ہمیں وہ ہی شاعر اور اس کا انداز بیان پسند آئے گا۔ جو ہمارے جذبات کی زیادہ اچھی ترجمانی کر سکے گا۔

شاعر اپنے احساسات و جذبات کا اظہار کرنے کے لئے مختلف تکنیک اپناتے ہیں مثلا رباعی، قطعات، سانیٹ ، گیت، غزل اور نظم وغیرہ۔ جس طرح کسی بھی زمانے کے لوگوں کی عمارات، نقش و نگار، تہذیب اور رہن سہن سے ان کی زندگی کی ترجمانی ہوتی ہے بالکل اسی طرح ادب زندگی کا آئینہ دار ہوتا ہے اور انسان کے جذبات و احساسات کا عکاس ہوتا ہے۔

شاعری کا مادہ "شعر" ہے۔اس کے معانی کسی چیز کے جاننے پہچاننے اور واقفیت کے ہیں۔یہ کلام موزوں جذبات اور احساسات کے تابع ہوتا ہے۔اور کسی واقعے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے کوئی حادثہ دیکھا ہو اور وہ آپ کے دل پر اثر کر گیا ہو اور آپ اندر سے خود بخود الفاظ کی صورت میں ادا ہو جائے اس اثر کے بیان کو شعر کہتے ہیں۔[1]

زیر تحقیق مقالے میں ماہنامہ پھول کی نظم نثر اور دیگر اصناف کا جائزہ لیا جارہا ہے چونکہ یہ بچوں کا رسالہ ہے اس لئے ہمیں اس مواد کو پڑھ کر اس امر کا اندازہ لگانا ہے کہ کس طرح رسالے نے گزشتہ سالوں میں بچوں کے اخلاق و کردار کی تعمیر کس حد تک؟ کی اور دور حاضر میں اس کا کیا کردار ہے؟

ماہنامہ پھول کے آغاز میں چند صفحات پر اشتہارات دیئے جاتے ہیں اس کے بعد رسالے کا باقاعدہ آغاز حمد سے ہوتا ہے۔جس میں اللہ کی حمد و ثناء بیان کی جاتی ہے۔رسالے میں حمد باری تعالی پیش کرنے کا شرف نامور اور غیر معروف سبھی لوگوں کو حاصل ہوتا ہے۔اس سلسلے میں بہت سے مصنفین نے اپنے قلم کے جوہر دکھائے اور دکھا رہے ہیں۔

پھول میگزین ان چند نامور اور کامیاب رسالوں میں سے ہے۔جو پاکستان بننے سے قبل شروع ہوئے اور تا حال اپنی بہترین کارکردگی سے آنے والی نسل کی تعمیر و ترقی اور کردار کی تعمیر کے لئے کوشاں ہیں۔

ترے نغمے سنے میں نے پہاڑی آبشاروں میں
جھلک تیری نظر آئی فلک کے چاند تاروں میں
کہیں بن کے نزاکت پھول سے تو آشکارہ ہے
کبھی آیا نظر بن کے محافظ مجھ کو خاروں میں[2]

کوئی شریک تیرا نہ ثانی ہے اے خدایا
لاریب سب سے ارفع و اعلی مقام تیرا[3]

مہکیں مرے زبان ولب حمد وثناء سے رات دن
میں یوں ہی لب کشار ہوں اس کی رضا میں رات دن [۴]

جہاں دو ہوں وہاں اک تیسرا موجود ہوتا ہے
نہ ہو کوئی جہاں، واں بھی خدا موجود ہوتا ہے
بتاتی ہے مع العسر کی آیت، ہو جہاں کلفت
وہیں اس کے کرم کا سلسلہ موجود ہوتا ہے [۵]

تربیت کے پہلو کو مد نظر رکھتے ہوئے بچوں کے لئے بہترین مواد مہیا کیا۔ مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہم اپنے ہر کام میں خدا کو اولین حیثیت دیتے ہیں بالکل اسی طرح ماہنامہ پھول اپنے رسالے کا آغاز اللہ کے بابرکت نام سے حمد کی صورت میں کر کے بچوں کے اندر اللہ کی بڑائی اور مذہبی شعور کو اجاگر کرتا ہے۔ اپنے مالک اور خالق کائنات کی حمد وثناء تو حیوان اور چرند پرند تک کرتے ہیں اور روئے زمین کی ہر مخلوق اس کی حمد وثناء میں محو نظر آتی ہے اور ہمیں تو اس پاک پروردگار نے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ اس نے زمین پر انسان کو اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے۔ اگر ہم اس کی عظمت بڑائی اور بزرگی کو دن رات بھی بیان کریں تو اس کی پاکی اور عظمت کا بیان نہیں کر سکتے۔

غفور الرحیم تیری شان
کوئی عظیم تجھ سا نہیں
ہے دیتی حکم سے تیرے
باد نسیم دل کو سکوں
ہو معطر نہ کیوں روح
آئے جو گلشن سے تیرے [۶]

اسی فریضے کو ماہنامہ پھول نے سرفہرست رکھا اور بااحسن اور باخوبی سرانجام دیا اور آغاز سے اب تک صفحۂ

اول پر حمد سے رسالے کا آغاز کیا اور اس ڈگر پر جاری و ساری ہے۔ماہنامہ پھــــــول کی ایک حمد سے چند اشعار ملاحظہ کریں۔

یارب گناہ گاروں ہوں گھبرا گیا ہوں میں

کردے معاف در پہ تیرے آگیا ہوں میں

امید کے گلاب پر آ جائے پھر بہار

باد سموس یاس سے مرجھا گیا ہوں میں

بیماریوں سے مولا شفا یاب کر مجھے

امراض روح و جسم سے کملا گیا ہوں میں

مالک حصار ذات سے آزاد کر دے مجھے

حرص و ہوا کی قید سے اکتا گیا ہوں میں [۷]

حمد و ثناء میں اس اللہ کی حمد بیان کی جاتی ہے اس کے علاوہ ہماری کوتاہیوں کی طرف بھی اشارہ کیا جاتا ہے تا کہ ہم ان کی اصلاح کر سکیں۔اس کی عبادت کا درس دیا جاتا ہے مغفرت کی تلقین کی جاتی ہے۔

مستند کرنی ہو جس نے بھی عقیدت اپنی

باب جبرئیل پہ رکھ آئے فضیلت اپنی [۸]

حمد نا صرف اپنے رب کی پاکی بیان کرنے کا نام ہے بلکہ ہماری عقیدت محبت اور وابستگی کے اظہار کا ذریعہ بھی ہے۔ان اشعار کی بدولت ہم اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔ کبھی اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہیں کبھی اس کی بزرگی کا بیان کبھی اس کی حکمتوں کی تعریف اور کبھی اپنے گناہوں کا ملال اور پچھتاوا۔

اسی روایت کو ماہنامہ پھول بھی بااحسن طریقے سے نبھا رہا ہے۔اس میں معروف اور غیر معروف تمام شخصیات کی حمدیہ شاعری کو شامل کیا جاتا ہے۔ان میں سے چند حمدیہ شاعری کرنے والے شعراء کے نام درج ذیل ہیں۔ محمد امتیاز عارف، سید غلام معین الحق گیلانی، خاور اعجاز، سلیم کوثر، ناصر کوثر، معتبر شاہجہاں پوری، محمد شہزاد

مجددی، واجد امیر، سائرہ حمید تشنہ ،سعید اللہ شاہ،مظفر وارثی ۔انتخاب پروین مقصود ہاشمی، علی اصغر عباس،وسیم عالم، سرور حسین نقشبندی، سحر فارانی، امجد اسلام امجد ۔لاہور، نسیم سحر ، ڈاکٹر ندیم الحسن ندیم ، غنی عاصم ،انور مسعود۔اسلام آباد، محمد شریف شیوہ، فیض رسول فیضان، عبدالمجید چٹھہ،احمد سجاد بابر، حمیرا راحت، محمد حنیف نازش ،ڈاکٹر صفی حسن، ناصر بشیر، پیر غلام الحق گیلانی۔ گولڑہ شریف، ظہیر خان، خالد بزمی، مولانا حسن رضا بریلوی، شبیر ساقی، حفیظ تائب، مسرور کیفی، شگفتہ شفیق، نجمہ یاسمین یوسف، ڈاکٹر روبی جعفری، امجد شریف، طاہر سلطانی، پروفیسر محمد علی بشیر ، سمیع نوید، باقی صدیقی، پروفیسر محمد علی بشیر, خورشید بیگ میسلوی، علی یاسر، محسن فارانی، منظور عباس اظہر، گلشن بریلوی، بشیر ساقی، حکیم خان حکیم، جان کاشمیری، خواجہ غلام قطب الدین فرید گڑھی، اختیار خان، محمد امتیاز عارف، ریاض ندیم نیازی (سبی) بلوچستان، نورین طلعت عروبہ۔امریکہ، ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم، خورشید رضوی، ڈاکٹر محمد طاہر مصطفی، محمد شہزاد مجددی، تنویر پھول۔نیویارک۔امریکہ، مظفر عارفی، نسیم سحر ،احمد سجاد بابر، کوثر خالہ، ڈاکٹر سید قاسم جلال، اقبال عظیم ،ابصار، عبدالعلی، ظہیر خان ، خالد بزمی، اعجاز کنور راجہ، خواجہ الطاف حسین حالی، ایوب ندیم، ریاض احمد قادری، ڈاکٹر انور سدید، حافظ لدھیانوی اور دیگر بہت سے معتبر حمد خواں۔

نعت:

نعت میں حضرت محمد ﷺ کی تعریف جاتی ہے۔ جن کی خاطر اللہ نے دو جہان کی تخلیق کی۔ جس طرح پہلے اللہ کی پاکی و بزرگی بیان کی جاتی ہے اسی طرح اپنے رب کی حمد و ثناء کے بعد آپ ﷺ کی تعریف کی جاتی ہے۔ نعتیہ شاعری میں بھی معروف اور غیر معروف شخصیات کو شامل کیا جاتا ہے۔

> پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی مدحت، تعریف و توصیف، شمائل و خصائص کے نظمی انداز بیاں کو نعت یا نعت خوانی یا نعت گوئی کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں نعت کے لئے لفظ "مدح رسول" استعمال ہوتا ہے۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ میں بہت سے صحابہ کرام نے نعتیں لکھیں اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے نعت لکھنے والے کو نعت گو شاعر جبکہ نعت پڑھنے والے کو نعت خواں یا ثناء خواں کہا جاتا ہے۔[۹]

چند اشعار ملاحظہ ہوں:

محمد ﷺ رسول زماں بن کے آئے

جہاں میں وہ فخر جہاں بن کے آئے

جو تھے پست، ان کو بلندی عطا کی

زمیں پر وہ یوں آسماں بن کے آئے

مہکنے لگی ان کی خوشبو سے دنیا

وہ اک نکہت گلستان بن کے آئے

ہے ان کی ہر شخص پر مہربانی

وہ سب کے لئے مہرباں بن کے آئے

درج ذیل اشعار سے آپ ﷺ کی مدحت کا بیان نظر آتا ہے۔ شاعر نے مختصر انداز میں اسلام سے قبل اور قبول اسلام کے بعد کے دور کو خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔

ہوا میں آپ ﷺ کا مہماں تو آب آب ہوا

رہا مدینے لیکن قیام خواب ہوا

وسیلہ آپ ﷺ کا آیا حضور ﷺ کام میرے

ہر ایک حرف دعا میرا مستجاب ہوا

فلک پہ چاند کو دولخت سب نے دیکھ لیا

جہاں میں ایک بھی اس کا نہ پھر جواب ہوا [۱۵]

ماہنامہ پھول میں جن شخصیات نے نعتیہ شاعری میں طبع آزمائی کی ان میں چند نام درج ذیل ہیں۔ سید ریاض گیلانی، حسن عسکری کاظمی، شریف شیوہ، ذکی طارق بارہ بنکوی، ڈاکٹر ظفر اقبال نوری، افتخار عارف، حفیظ تائب، امان اللہ منیر شوکت، گلزار بخاری، بشیر احمد مسعود، یاسمین کنول، مسعود منور، رخشندہ نوید، حمیرا راحت، حفیظ تائب، حاجی محمد لطیف کھوکھر، راجا رشید محمود، نجیب احمد، اعجاز رضوی، اشرف جاوید، شفیق سلیمی، ڈاکٹر محمد فخر الحق نوری، حسن عسکری

کاظمی۔لاہور،امجد اسلام امجد،امجد شریف، علی اصغر عباس،عبدالمجید چٹھہ، جلیل عالی۔راولپنڈی،خواجہ نصیر الدین نصیر،واجد امیر،نفیسہ بیگم،ڈاکٹر صفی حسن،عطاءالحسن قاسمی،حفیظ طاہر۔انتخاب رفعت رباب، حلیم حاذق،حافظ محمد بخش، شہزاد نئیر، سعداللہ شاہ،بشیر ساقی،ڈاکٹر ریاض مجید، مسرور کیفی، شگفتہ شفیق، سحر فارانی، نجمہ یاسمین یوسف،ڈاکٹر انور سدید،عباس العزم،ماجد یزدانی، سرور حسین نقشبندی،پروفیسر محمد علی بشیر،فاطمہ قز لباش، سمیع نوید،سید ریاض حسین زیدی،ڈاکٹر ریاض مجید،مولانا احمد رضا خان، محسن فارانی،ڈاکٹر اسلم،ذ.جی طارق بنکوہ۔یوپی۔انڈیا،افتخار حسین اظفر کریمی،ڈاکٹر اختر شمار،ملک محمد ایاز،سید اعجاز حسین عاجز،ارشاد نیازی،اشتیاق میر لیڈز، برطانیہ،ریاض ندیم نیازی ،گلزار بخاری، کرن اجالا، خاور نقوی، بشیر احمد مسعود،شاہد ماکلی، رخشندہ نوید، ناصر زیدی، راجا رشید محمود، اشرف جاوید، جلیل عالی، سید سلمان گیلانی، ایوب ندیم، طلعت سلیم۔ برمنگھم برطانیہ،امجد شریف، بشیر حسین ناظم ،بشیر ساقی،سید بشیر احمد سمندری، جوہر،چندر پرکاش، منظور عباس اظہر، کوثر ثمرین،ایوب ندیم،ریاض احمد قادری،ڈاکٹر انور سدید۔

کرنیں:

حمد اور نعت کے بعد ماہنامہ پھول کرنیں کے نام سے مذہبی تحریریں شامل کرتا ہے۔جن میں بچوں کو اسلامی معلومات، نماز کے قوائد،قرآن پاک کی فضیلت اور آداب،اس کے ساتھ ساتھ تاریخ کے سنہری اوراق بھی بچوں پر کھولتا ہے۔ان میں بچوں کو معلومات فراہم کی جاتی ہیں اسلامی تعلیمات سے آگاہ کیا جاتا ہے۔جیسا کہ کرنیں کے نام سے ظاہر ہے کہ اس سے مراد بچوں کے ذہنوں کو روشن کرنا یعنی دین کی روشنی سے منور کرنا ہے۔اس میں اصلاحی تحریروں کو شامل کیا جاتا ہے۔چند موضوعات درج ذیل ہیں۔ جن کے عنوانات اس بات کا ثبوت ہیں کہ تحریریں بچوں کے کردار میں کس طرح مثبت تبدیلیاں رونما کرتی ہیں۔ان میں احادیث اور آیات مبارکہ کو بھی شامل کیا جاتا ہے،خلفائے راشدین کے عدل، بے مثال حکومت،اسلام کی خاطر جان ومال کی قربانیوں کا ذکر بھی موجود ہے۔

افتخار اسلام، بسم اللہ کی تاثیر،استغفار کی برکت، بخاری شریف کی احادیث، سرکار دو عالم ﷺ کی سخاوت، حیرت انگیز باتیں،آخرت، موت کو سوچنا، حکمت کی اذاں ،اچھے ہمسائے کا اثر، حسد و غرور تکبر، بیماری اور صبر، آیت "اسوہ حسنہ" کا شان نزول،انسان کی حقیقت، اصحاب خیر، کھانے کے آداب مبارکہ، حقیقت کی دنیا، صدقہ و خیرات،دین آسان ہے،ایک واقعہ دو سبق، غلطی،اعرابی کا یقین، نبی کریم ﷺ پر پہلی وحی کا نزول، حقیقی نیکی، عشق رسول ﷺ، علم و فضل، فضائل درود شریف، حضرت ابو مسلم خولانی،افتخار اسلام،وجود باری تعالیٰ،چار چور پانچواں

بادشاہ، صلہ رحمی، ایک انوکھا تحفہ، ماں کی عظمت، ایک ضروری اطلاع، تلاش حقیقت، ایک رات کی مہلت، دھوئیں سے بھرا محل، امین الامت، کڑوا پانی کیسے میٹھا ہو؟، فضائل یاسین، نماز، جمعہ کا خطبہ، غسل کے فرائض، نماز کی شرائط، تسبیح، رکوع، دل نہیں کرتا، ہدائت کے درجے، راہ مصطفیٰ ﷺ، جنگ کے یرموک کا ایک واقعہ، ایمان کی جانچ، ٹہنی کی ٹارچ، قرآن کے حقوق، پہلا حق ایمان لایا جائے، دوسرا حق تلاوت کی جائے، تیسرا حق سمجھا جائے، چوتھا حق دوسروں تک پہنچایا جائے، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے والد محترم، جمعہ کے دن قبولیت کی ایک خاص گھڑی، آخرت کی تیاری، حسن سلوک، ابن زیاد کا دردناک انجام، ابن ذیاد کی ناک میں سانپ، سچ ہے کہ برے کا انجام برا، گھوڑے نے بدلگام کو آگ میں ڈال دیا، کثرت سے درود پاک پڑھنے والی بچی، علم کی فضیلت، قارون کا قصہ، اسمائے رسول ﷺ کے ماخذ، مظلوموں کی حمائت کے بارے میں حضور ﷺ کے جذبات، مسواک کرنا، قربانی، رمضان المبارک کا روزہ، سرکار دو عالم ﷺ کا مقام، درود شریف کے فضائل، توبہ کی قبولیت، دربان کا اور حکمران، ایک دوسرے کے بھائی، سب سے پہلا سفیر، محرالحرام کا مہینہ۔

ان نادر اور نایاب تحریروں، معلومات کو تحریر کرنے میں جو نام قابل ذکر ہیں۔ان میں مرسلہ نگار ہیں: غلام عمر صدیقی نقشبندی، علی گڑھ، میر زبیر اعجاز تارڑ، کھائی پیروی، محمد عبداللہ گل۔۔۔ علی پور، علی اصغر چوہدری وغیرہ شامل ہیں۔

سائنس کی دنیا:

آج کے دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت سے کس کو انکار ہے۔آنے والی نسل کو سائنس کی اہمیت، افادیت، معلومات، ایجادات سے آگاہ کرنا ایک ذمے دار رسالے کی اہم ذمہ داری ہے۔اس کو ماہنامہ پھول بخوبی نبھا رہا ہے۔

ماہنامہ پھول میں ایک صفحہ "سائنس کی دنیا" کے نام سے دیا جاتا ہے۔اس میں کچھ قارئین سوالات ارسال کرتے ہیں۔جب کہ کچھ قارئین ان کے جوابات ارسال کرتے ہیں۔بہترین قرار پانے والے سوالات کے انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔۲۰۰، ۵۰۰، ۳۰۰ تک کے انعامات کی صورت میں کتابیں دی جاتی ہیں۔سوال بھیجنے والے قارئین جوابات بھی ارسال کرتے ہیں۔

سوال: بجلی کن چیزوں سے اور کیسے بنتی ہے؟ تفصیل سے بتائیں؟

جواب: تجارتی پیمانے پر بجلی بنانے کے کئی طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ سستی سے سستی بجلی بنانے کے لئے یہ دیکھا جاتا ہے کہ جغرافیائی محل وقوع میں کیا کوئی ایسی چیزیں موجود ہوتی ہیں جن کو استعمال کرتے ہوئے بہترین ٹیکنالوجی کی مدد سے کام کیا جاسکے۔ آج کل جن طریقوں کو زیر استعمال لاتے ہوئے بجلی بنائی جارہی ہے وہ درج ذیل ہیں۔[11]

۱۔ تھرمل

۲۔ ہائیڈل

۳۔ نیوکلیئر

۴۔ سولر

اس اقتباس سے اس بات کا اندازہ آسانی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس قسم کی بنیادی معلومات بچوں کے لئے کس حد تک فائدہ مند ہیں۔ ان چھوٹی چھوٹی بنیادی سائنس کی ایجادات کے بارے میں بچوں کو آگاہ کرنا بہت ضروری ہے تاکہ وہ کے کرشموں کی مکمل معلومات رکھتے ہیں۔

سوال: MRI سے کیا مراد ہے؟

جواب: MRI مخفف ہے Magnetic Resonance Imaging کا۔ یہ طبی عکاسی کرنے کی تکنیک ہے۔ اس مشین میں ایک طاقتور مقناطیسی میدان استعمال ہوتا ہے جو جسم میں موجود تمام ایٹموں کو ایک سمت میں کرنے میں مدد دیتا ہے۔ اسی طرح ریڈیو فریکونسی کے میدان میں ایک نظام کے تحت اس مقناطیسی میدان کو تبدیل کرنے کا کام انجام دیتے ہیں۔ اس تکنیک کے تحت ایک گردش پزیر مقناطیسی میدان بنتا ہے جو کہ سکینر کہلاتا ہے۔[12]

اس اقتباس کو پڑھنے سے پتہ چلتا ہے کہ سائنس کے ثمرات سے طب میں میں بھی مثبت تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔ اس طرح کی معلومات بچوں تک پہنچانے کا مقصد انھیں سائنس کے ثمرات سے آگاہ کرنا ہے۔ آج تک دنیا میں جو بھی ترقی ہوئی ہے یا ہو رہی ہے وہ سائنس کی مرہون منت ہے۔ سائنس نے نا صرف ہماری زندگی کو اپنی روزمرہ کی نئی نئی ایجادات سے آسان بنا دیا ہے بلکہ ہماری صحت اور زندگی میں اضافے کا باعث بھی بنی ہے۔ بہت سی بیماریوں کی تشخیص اور علاج ان ہی طبی آلات کی مدد سے ممکن ہوا ہے۔ اپنے آنے والی نسل کو مستقبل کے ان پیچ وخم سے باخبر رکھنا ہمارا قومی فریضہ بھی ہے۔ ہماری ٹیکسٹ بکس، اخبارات، رسائل اور میڈیا اس کام کو بااحسن طریقے سے سرانجام

دے رہا ہے۔

آرٹ گیلری:

رنگ ہمیشہ سے بچوں سے منسوب کئے جاتے ہیں۔اس لئے بچوں کو پھول کہا جاتا ہے۔پھول بھی بلاشبہ رنگ ہی تو ہیں اور بچوں کو قدرتی طور پر رنگ پسند بھی بہت ہوتے ہیں۔ تصویریں بنوانا اور تصویریں بنانا بھی بچوں کا پسندیدہ مشغلہ ہے۔

ماہنامہ پھول میں بچے تصاویر بنا کے بھیجتے ہیں جو ایک صفحے پر ان کے ناموں کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں۔ان میں مختلف مناظر کی تصاویر، عمارات، پھولوں، یا اپنی کسی بھی پسندیدہ شے کی تصویر بنا اس میں رنگ بھر کے یا پھر سادہ بھی بھیجتے ہیں۔ان میں سے منتخب تصاویر شائع کی جاتی ہیں۔اس سے بچوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے ان کے شوق کی تسکین ہوتی ہے اور انھیں آگے بڑھنے کا موقع ملتا ہے۔اس عمر میں بچے اپنے نام کی مقبولیت سے بھی بہت پر مسرت ہو جاتے ہیں۔ پھر مشہور ہونا کون نہیں چاہتا۔ماہنامہ پھول بچوں کی نفسیات کے مطابق اور ان کی پسندیدگی کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے مواد کو تعین و ترتیب دیتا ہے۔

آٹو گراف:

ماہنامہ پھول میں تعلیم سے وابستہ اس کے علاوہ دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والی نامور شخصیات کے ہاتھ سے لکھی تحریروں کو شامل کیا جاتا ہے۔ جن کا عنوان "آٹو گراف" ہے۔ان کو شائع کرنے سے بہت سے طالب علموں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے۔زندگی کے مقاصد کا تعین کرنے میں مدد ملتی ہے۔معروف اور کامیاب شخصیات کو جاننے کا موقع ملتا ہے۔بچے ان جیسا بننے کی کوشش کرتے ہیں جو ہمارے ملک کا سرمایہ ہیں آج کے بچے کل معمار ہیں۔

کتاب گھر :

میگزین میں "کتاب گھر" کے نام سے ایک صفحے پر کتابوں پر تبصرہ کیا جاتا ہے۔اس کا طریقہ کار کچھ یوں ہے کے مختلف لوگ اپنی کتابیں ماہنامہ پھول کو ارسال کرتے ہیں۔ جس کتاب کو پڑھ کے مدثر مرزا اس پر تبصرہ کرتے ہیں۔ان کی قیمت، مقام، پبلیکیشنز، مصنف سب کچھ تحریر کیا جاتا ہے۔یہ کتابیں بلاواسطہ یا بلواسطہ بچوں کے ادب سے منسلک ہوتی ہیں۔اور صفحے پر صاف صاف رقم ہوتا ہے کہ تبصرے کے لئے دو کتابیں بھجوائیں تاکہ پوری طرح جانچ کی

جا سکے۔اس طرح اچھی کتابوں کا کی جانچ پڑتال کے بعد والدین کے آگے رکھ دی جاتی ہیں تا کہ بچوں کو معیاری کتب فراہم ہو سکے۔اس طرح والدین کو یہ آسانی ہوتی ہے کہ وہ منتخب مواد سے اپنی مرضی کے مطابق کتابیں اٹھا لیتے ہیں۔

نام کتاب: کلیات محمد حسن براہوئی

مرتب: ڈاکٹر انعام الحق کوث

قیمت: ۳۰۰روپے۔ناشر: ادارہ تصنیف و تحقیق بلوچستان،

فائن پبلیکیشنز، کمرہ نمبر ۱۶، دوسری منزل، ڈیوس ہائٹس،

۳۸ ڈیوس روڈ لاہور، فون: ۰۳۰۰۔۴۴۰۰۱۳۱۶ [۳۱]

ڈاکٹر انعام الحق کوثر کی شخصیت کسی تعارف کی محتاج نہیں۔انھوں نے اکیلے اتنا کام کیا جتنا بڑے ادارے کرتے ہیں یا شاید ان سے بھی زیادہ۔بہت ہی اہم شخصیات نے بھی انھیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔ملا محمد حسن براہوی، اردو فارسی، بلوچی، زبان میں شاعری کرتے تھے۔ان کا اردو دیوان ۱۸۴۷ء میں مکمل اور مرتب ہوا۔

ماہنامہ پھول میں "چٹخارے" کے نام سے کھانوں کی تراکیب پیش کی جاتی ہے۔چھوٹی چھوٹی آسان تراکیب پیش کی جاتی ہیں۔اس میں بچوں کی ہی دی ہوئی کھانوں کی تراکیب شامل کی جاتی ہیں۔جس میں کچھ بچے کھانوں کی تراکیب بھیجتے ہیں پھر ان میں منتخب تراکیب کو رسالے میں شامل کیا جاتا ہے۔اس میں اپنے علاقائی اور قومی کھانوں کا تعارف بھی دیا جاتا ہے اس طرح بین الاقوامی سطح پر پڑھنے والے قارئین ہماری تہذیب ہمارے کھانوں سے بھی واقف ہوتے ہیں۔یہ ایک دلچسپ حصہ ہے جس کو پڑھنے والے قارئین بہت لطف اندوز ہوتے ہیں۔

اشتہارات:

جدید دور سائنس اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔کوئی بھی چیز انسان کی دسترس سے دور نہیں رہی۔کمپیوٹر اور انٹر نیٹ نے پوری دنیا کو ایک اکائی میں پرو دیا ہے۔سوشل میڈیا ایک ملک کی تہذیب، رسم و رواج، مصنوعات، سیاسی مسائل وغیرہ کے بارے میں دوسرے ممالک کو آگاہ کرتا ہے۔اسی طرح کسی بھی ملک کی درآمدات اور برآمدات اس کی معیشت میں خاص کردار ادا کرتی ہیں۔رسالے میں مخصوص صفحات پر اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔جو نا صرف رسالے کی مالی معاونت میں کردار کرتے ہیں بلکہ ملک کی بہت سی مفید اور معیاری مصنوعات کو بیرونی ممالک میں

متعارف بھی کرواتے ہیں۔

ماہنامہ پھـــــول ایک دلچسپ اور معیاری رسالہ ہے۔ آغاز سے اب تک میگزین نے اپنی روایت کو قائم رکھا ہے۔ بچوں کے لئے اصلاحی، معلوماتی، تفریحی اور کردار سازی کا فریضہ سرانجام دینے والا یہ میگزین پاکستان بننے کے فوراً بعد جاری ہوا مختصر وقت کی وقفے کے بعد اپنی مکمل محنت اور لگن سے جاری و ساری ہے۔ وقت کے پیش نظر صفحات کی ڈیزائننگ، پرنٹس، ترتیب، تعداد یا موضوعات کے چناؤ میں تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں اور ہو رہی ہیں لیکن رسالے نے اپنی پالیسی، مقصد اور معیار کو ہرگز ہاتھ سے نہ جانے دیا۔

پہلا صفحہ ٹائٹل کا ہوتا ہے۔ اگلے ۵ صفحات پر اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔ جس میں ملک کی مفید مصنوعات پیشکش دی جاتی ہے۔ پھر میگزین میں موجودہ مواد کی فہرست اور اس کے بعد اداریہ۔ ہر بار ترتیب کا خیال رکھا جاتا ہے اسی ترتیب کے ساتھ سال کے آغاز میں کیلنڈر، اصلاحی تحریریں، مضامین، اشتہارات، کہانیاں، بچوں کے لئے نظمیں، آٹو گراف، اقوال، چٹخارے، اشتہارات، بچوں کی تصاویر، لطیفے، سائنس کی دنیا، پھـــــول بڑا مقبول کے انعامی کوپن، حج و عمرہ کے پیکجز، خطوط، رنگ بھریں۔ یہ تو وہ چیزیں ہیں جو تسلسل کے ساتھ جاری ہیں۔

اس کے علاوہ موقع کی مناسبت، ملکی صورت حال یا پھر معاشرتی مسائل کے پیش نظر بھی مواد شامل کیا جاتا ہے۔ جس میں ادیبوں کے لئے وظائف، انعامات کی برسات، اپنا تعارف شائع کروائیں، بچوں کا کتاب میلہ، معلوماتی کہانیاں، تصاویر، اقوال زریں، پہیلیاں، لطائف اور دیگر موضوعات کو قلم بند کیا جاتا ہے۔

انتساب:

ماہنامہ پھول میں سرورق انتساب بھی شامل کیا جاتا ہے۔ جو ملک کے نونہالوں اور نوجوانوں کے نام پیغام کی صورت میں ہوتا ہے۔ جس میں بزرگوں کی عزت کرنا حفظان صحت کے اصولوں پر عمل کرنا، ملک و قوم کی تعمیر میں حصہ لینا اور دیگر پیغامات کو شامل کیا جاتا ہے۔

اس کا مقصد بچوں کو حالات حاضرہ سے آگاہ کرنا ہے اور قومی تہوار کے بارے میں معلومات فراہم کرنا بھی ہوتا ہے۔ ان پیغامات کی مدد سے بچے اپنے ارد گرد کے حالات سے واقف رہتے ہیں اور دیگر اہم دنوں سے بھی آگاہ رہتے ہیں۔ یوم آزادی، قرارداد پاکستان، یوم دفاع، کشمیر ڈے، اقبال ڈے، مزدوروں کا عالمی دن، قائد اعظم کا یوم پیدائش، بصارت سے محروم افراد کا عالمی دن، یوم عاشور، عیدین، شب معراج، شب برات، اقوال زریں اور دیگر مفید

اور اہم پیغامات بچوں تک انتساب کی صورت میں پہنچائے جاتے ہیں۔اس کے علاوہ اہم شخصیات کے کارناموں کی بناء پر انھیں خراج تحسین بھی پیش کیا جاتا ہے۔۲۰۲۰ء ایک یادگار سال ہے۔ایک بیماری جو کرونا کے نام سے سامنے آئی ۔اس بیماری نے تمام اقوام عالم کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔جس نے نا صرف لاکھوں لوگوں کی جان لے لی بلکہ دنیا کو معاشی بحران کا شکار کر دیا اور معیشت کو بری طرح متاثر کر دیا۔اسی بیماری کے متعلق حفاظتی اقدامات کے بارے میں بچوں کو انتساب میں پیغامات دئے جارہے ہیں۔

اس سے ملک نونہالوں میں احساس ذمہ داری پیدا ہوتا ہے اور آگاہی اور شعور ملتا ہے۔پھول میگزین ہر طرح سے ملک کے نونہالوں کے لئے کوشاں ہیں تاکہ وہ آگے چل کے مثبت رویے کو اپنا کر مفید شہری بن سکیں۔

مندرجہ ذیل باب میں حمدیہ اور نعتیہ شاعری،کرنیں،سائنس کی دنیا،آرٹ گیلری،آٹو گراف،کتاب گھر، چٹخارے،اشتہارات،اور انتساب کو شامل کیا گیا ہے۔

حمدیہ اور نعتیہ شاعری بے حد معیاری ہے۔نامور شخصیات اور شہریوں کی مدحت کو شامل کیا جاتا ہے۔جس سے بچوں کے دل میں اللہ اور اس کے حبیب کی مدح سرائی کے تصور کو اجاگر کیا جاتا ہے۔کچھ معروف شخصیات کا کلام بھی چھاپہ جاتا ہے جیسے مظفر وارثی،حفیظ جالندھری وغیرہ کا۔جب کہ اس کے ساتھ نئے آنے والے شاعروں کی حمد و ثناء کو بھی شامل کیا جاتا ہے۔

حمد اور نعت کے بعد کرنیں کے نام سے اصلاحی تحریریں شامل کی جاتی ہیں جو بچوں میں مثبت رویے کا شعور اجاگر کرتی ہیں جن میں بچوں کو نماز،قرآن پاک کی فضیلت اور آداب،اس کے ساتھ ساتھ معمولِ زندگی کے بہترین اصول سمجھائے جاتے ہیں تاکہ وہ بہترین مسلمان اور کارآمد شہری بن سکیں۔اس صفحے کا عنوان کرنیں کے نام سے ہوتا ہے کرن سے مراد روشنی ہے۔اسی طرح یہ روشنی بچوں کے سینوں کو ایمان کی روشنی سے منور کرتی ہے۔اس میں احادیث،آیات،خلفائے راشدین کے قصے،اقوالِ زریں،خلفائے راشدین کے عدل،بے مثال حکومت اور اسلام کی خاطر جان و مال کی قربانی سے پیچھے نہ ہٹنے کی مثالیں دی جاتی ہیں۔یہ عنوانات اس بات کا ثبوت ہیں کہ تحریریں بچوں کے کردار میں کس طرح مثبت تبدیلیاں رونما کرتی ہیں۔

ماہنامہ پھول میں ایک صفحہ "سائنس کی دنیا" کے نام سے دیا جاتا ہے۔اس میں کچھ قارئین سوالات ارسال

کرتے ہیں۔ جب کہ کچھ قارئین ان کے جوابات ارسال کرتے ہیں۔ بہترین قرار پانے والے سوالات پر انعامات بھی دیئے جاتے ہیں۔ ۵۰۰، ۳۰۰، ۲۰۰ تک کے انعامات کی صورت میں کتابیں دی جاتی ہیں۔ سوال بھیجنے والے قارئین جوابات بھی ارسال کرتے ہیں۔ اس میں سائنس اور ٹیکنالوجی سے متعلق مواد شائع کیا جاتا ہے۔

آج کے دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی اہمیت سے کس کو انکار ہے۔ آنے والی نسل کو سائنس کی اہمیت، افادیت، معلومات، ایجادات سے آگاہ کرنا ایک ذمے دار رسالے کی اہم ذمہ داری ہے۔ اس کو ماہنامہ پھول بخوبی نبھا رہا ہے۔ آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے۔ دنیا سمٹ کر گلوبل ولیج کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ یہ سب کچھ سائنس اور ٹیکنالوجی کی بدولت ممکن ہوا ہے۔ اسی لیے سائنس کے ثمرات سے کسی کو انکار نہیں اور بچوں کو اس سلسلے میں مکمل معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ ماہنامہ پھول اس سلسلے میں اپنا کردار بااحسن طریقے سے نبھا رہا ہے۔

ماہنامہ پھـــول میں آرٹ گیلری کے نام سے بچوں کے فنِ مصوری کو شامل کیا جاتا ہے۔ چونکہ بچے پھول ہیں اس لیے انہیں رنگوں سے لگاؤ ہے اور وہ اپنے اس شوق کی تسکین کے لیے رنگ برنگی تصاویر بنا کر ماہنامہ پھول کو ارسال کرتے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کے لیے ان تصاویر کو ہر مہینے میگزین میں شامل کیا جاتا ہے۔ ان میں سے منتخب تصاویر شائع کی جاتی ہیں۔ اس طرح انھیں زندگی میں مزید آگے بڑھنے کا موقع ملتا ہے۔ اس میں بچے مناظر فطرت، پودوں، درختوں، اپنے اردگرد کے ماحول کی جو اشیاء ان کے لئے کشش کا باعث ہیں ان کی تصویریں بناتے ہیں۔

ماہنامہ پھـول میں مشہور شخصیات کے ہاتھ سے بچوں کے لیے سبق آموز تحریریں شامل کی جاتی ہیں جنہیں آٹو گراف کا نام دیا جاتا ہے۔ اس سے بچوں کی رہنمائی ہوتی ہے۔ انہیں آگے بڑھنے کا موقع ملتا ہے اور وہ اس طرح اپنے لیے رول ماڈل کا انتخاب کر سکتے ہیں۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ معروف اور نامور شخصیات کو جاننے کا موقع بھی ملتا ہے۔ بچے ان جیسا بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ آج کے بچے کل کے معمار ہیں۔ آٹو گراف ہمیشہ سے بچوں اور بڑوں میں یکساں اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اپنی پسندیدہ اور معروف شخصیت کے ہاتھ کی تحریر بچوں کو بہت متاثر کرتی ہے۔

"کتاب،، گھر میں کتابوں پر تبصرہ کیا جاتا ہے۔ ہر مصنف اپنی دو کتابیں بھجواتا ہے۔ اس کتاب کو پڑھ کر مدثر مرزا اس پر تبصرہ کرتے ہیں۔ یہ کتابیں بچوں کے ادب سے متعلق ہوتی ہیں۔ اس طرح اچھی کتابوں کی جانچ پڑتال کر کے والدین کے سامنے پیش کی جاتی ہیں تاکہ وہ اپنے بچوں کو بہترین اور معیاری کتب فراہم کر سکیں۔ کتاب کا نام، مصنف، پبلشرز، مقام، قیمت شائع کیا جاتا ہے۔ اور معیاری کتب کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

چٹخارے کے نام سے ایک صفحے پر چھوٹی چھوٹی کھانوں کی تراکیب شامل کی جاتی ہیں۔ یہ تراکیب آسان ہوتی ہیں اور جن بچوں کو اس میں دلچسپی ہوتی ہے وہ اس سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس میں اپنے علاقائی اور قومی کھانوں کا تعارف بھی دیا جاتا ہے۔ اس طرح ہماری تہذیب سے بیرونِ ملک رہنے والے لوگ بھی واقف ہوتے ہیں۔ بچوں کرنے کے لئے کچھ نیا ملتا ہے اور بہت سے بچوں کو کھانے بنانے اور نئے کھانے کھانے میں دلچسپی بھی ہوتی ہے۔

ماہنامہ پھول میں پہلا صفحہ ٹائٹل کا ہوتا ہے۔ اگلے ۵ صفحات پر اشتہارات دیئے جاتے ہیں۔ جس میں ہمارے ملک کی مختلف النوع مصنوعات کو متعارف کروایا جاتا ہے۔ یہ اشتہارات نہ صرف رسالے کی مالی معاونت کرتے ہیں بلکہ بہت سی مفید اور معیاری مصنوعات کو بیرونِ ملک متعارف کرواتے ہیں جس سے ہماری معیشت مستحکم ہوتی ہے۔ آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے تمام کاروبار اور خرید و فروخت گھر بیٹھے ہو جاتی ہے ایسے وقت میں اشتہارات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اشتہارات رسالے کو مالی فائدہ دیتے ہیں اور اندرون و بیرون ممالک اشیاء کی مشہوری کا ذریعہ بھی بنتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ماکیٹ میں نئی آنے والی چیزوں سے بچوں کو واقفیت ملتی ہے جو بچوں کی دلچسپی کا محور ہے۔

ماہنامہ پھول کے سرِورق انتساب کے عنوان سے بچوں کے لیے ایسے پیغامات دیئے جاتے ہیں جو انہیں تہواروں، اہم شخصیات، ان کے کارناموں، حالاتِ حاضرہ، وطن سے محبت، والدین اور اساتذہ کی عزت، بزرگوں کا احترام، بیماریوں سے بچاؤ، حفظانِ صحت کے اصولوں پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے ہیں۔ ان پیغامات کے ذریعے بچوں تک اہم پیغام کی رسائی ممکن ہو جاتی ہے۔ 2020 کرونا وائرس جیسی مہلک بیماری کی زد میں آگیا۔ اس بیماری کے متعلق معلومات اور حفاظتی تدابیر کے سلسلے میں بھی ماہنامہ پھول نے مختلف حصوں میں پیغامات کے ساتھ ساتھ انتساب میں بھی کرونا وائرس سے بچائو کے پیغامات کو شائع کیا۔

حوالہ جات

۱۔ شاعری کیا ہے؟/m.facebook.com، بتاریخ ۱۰ فروری ۲۰۲۰ء بروز سوموار، بوقت: ۳:۰۰ بجے۔

۲۔ نجمہ یاسمین یوسف، لاہور، "حمد"، مشمولہ پھول، شمارہ نمبر، (اپریل ۲۰۱۰ء)، ص ۱۰۔

۳۔ یامین کنول، پسرور، "حمد"، مشمولہ پھول (مئی ۲۰۱۰ء)، ص ۶۔

۴۔ ریاض ندیم نیازی (سبی) بلوچستان،، "حمد" مشمولہ پھول (نومبر ۲۰۱۹ء)، ص ۸۔

۵۔ محمد حنیف نازش، "حمد" مشمولہ پھول (جنوری ۲۰۱۹ء)، ص ۸۔

۶۔ سائرہ حمید تشنہ،، "حمد" مشمولہ پھول (مارچ ۲۰۱۸ء)، ص ۸۔

۷۔ ریاض حسین شیخ، "حمد" مشمولہ پھول (اگست ۲۰۱۴ء)، ص ۸۔

۸۔ ایضاً۔

۹۔ نعت/ur.m.wikipedia.org ،بتاریخ ۱۰ فروری ۲۰۲۰ء بروز سوموار، بوقت ۴:۰۰ بجے۔

۱۰۔ حامد کرتاپوری، "نعت"، مشمولہ پھول (اگست ۲۰۱۰ء)، ص ۶۔

۱۱۔ حسن عسکری کاظمی۔ لاہور، "نعت"، مشمولہ پھول (اگست ۲۰۱۴ء)، ص ۸۔

۱۲۔ آمنہ حسن۔ راجن پور، "سائنس کی دنیا"، مشمولہ پھول (جون ۲۰۱۸ء)، ص ۵۳۔

۱۳۔ قاری عماد الاسلام۔ داجل،، "سائنس کی دنیا"، مشمولہ پھول (دسمبر ۲۰۱۱ء)، ص ۳۳۔

ماحصل

ماحصل

بچوں کی طرح ان کا ادب بھی بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم ہیں۔ ادب نا صرف بچوں کی مسرت میں اضافے کا باعث بنتا ہے بلکہ ان کے اعمال و اقدار میں بھی اضافہ کرتا ہے اور ان کے کردار کو متوازن بنانے میں نمایاں کردار ادا کرتا ہے۔

بچوں کا ادب کارٹونز، تصویروں، تاریخی کتب، طلسماتی کہانیوں، جنوں اور پریوں کی کہانیوں، مافوق الفطرت کرداروں، سوانحی کتب، آپ بیتی اور معلوماتی کتب پر مشتمل ہوتا ہے۔ بچوں کے ادب کا بیان ایک فن لطیف ہے۔

بچوں کے ادب کا آغاز اورنگزیب عالم گیر کے عہد سے ہوتا ہے۔ بچوں کے ادب میں ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ایک سنگِ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس نے جہاں زندگی کی اخلاقی قدروں کو بدل ڈالا وہاں اردو زبان و ادب پر بھی اثر انداز ہوا۔

افلاطون، ارسطو اور روسو نے تعلیمی نظریات پیش کئے۔ روسو نے تعلیم کی بنیاد انسانی نشو نما کے اصولوں پر رکھی۔ افلاطون اور ارسطو نے تعلیم اور نفسیات کو جوڑا۔ بچوں کے ادب سلسلے میں ایلس اور ونڈر لینڈ کے نظریات کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ بچوں کے ادب کے سلسلے میں اسماعیل میرٹھی کا نام بھی قابل ذکر ہے۔ بچوں کا ادب تخلیق کرنا آسان اور سادہ کام نہیں بلکہ یہ ایک پیچیدہ عمل ہے۔ بچوں کے تخیل کے مطابق لکھنا ایک مشکل کام ہے۔ ان کے تصورات کو سمجھ کر الفاظ میں ڈھالنا۔ ڈونا نارائن نے اپنی کتاب میں نوجوان نسل کے لئے ادب کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ ادب ہی کے ذریعے اباؤ اجداد کے سنہری ماضی کو جاننے کا موقع ملتا ہے۔ ادب بچوں کی ذہنی اور جذباتی کیفیت پر اثر انداز ہوتا ہے۔ ادب ہی کی بدولت مثبت رجحانات جنم لیتے ہیں۔ محمد حسین آزاد، الطاف حسین حالی، اسماعیل میرٹھی، نذیر احمد، علامہ راشد الخیری اور دیگر ادیبوں نے بچوں کے ادب کو زینت بخشی۔

اس سلسلے میں اخبارات اور رسائل نے بھی اپنا بھرپور کردار ادا کیا۔ بیسویں صدی کے آغاز میں ہفتہ وار اخبار نکلتے تھے۔ جن میں اہم شخصیات کے حالات زندگی اور کارنامے درج ہوتے تھے۔ اس کے بعد یہ سلسلہ ماہنامہ کی

صورت اختیار کر گیا۔

منشی محبوب عالم نے ایک رسالہ بچوں کا اخبار شروع کیا۔۱۹۰۹ء رسالہ پھول جاری ہوا۔۱۹۲۳ء گلدستہ ہفت روزہ شروع ہوا۔اسی طرح پیام تعلیم ،ہدایت۔۱۹۴۱ء میں تعلیم و تربیت،۱۹۵۲ء میں کھلونا۔قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں بچوں کی دنیا کا آغاز ہوا۔

جدید رسائل میں ماہنامہ ،چائلڈ سٹار ،نو عمر خزانہ انکل سر گم ،بچوں کا دوست ،تاروں کی دنیا،ادھر نکلے ادھر ڈوبے ادھر ڈوبے ادھر نکلے کے مصدق ہو رہے ہیں۔

زیر نظر مقالہ اپنی نوعیت کا ایک انوکھا مقالہ ہے اگرچہ اس سے پہلے بچوں ادب کے حوالے سے متعدد موضوعات پر مقالہ جات قلم بند کئے جا چکے ہیں۔میں امید کرتی ہوں یہ مقالے بھی اس سلسلے کی ایک کڑی ثابت ہو گا اور آنے والے محققین کے لئے افادیت کا حامل ہو گا۔انشااللہ

باب اول: بچوں کے ادب کی روایت میں قبل از پاکستان اور قیام پاکستان کے بعد بچوں کے ادب کی روایت کو بیان کیا گیا ہے۔اس سلسلے میں ہونے والے کام پر تبصرہ اور تجزیہ شامل ہے۔بچوں کے ادب کے سلسلے میں مسلم اور غیر مسلم ادیبوں کے کارناموں کا ذکر کیا گیا ہے۔

باب دوم: ماہنامہ پھول میں غیر افسانوی نثر کا جائزہ میں افسانوی نثر کا جائزہ ہے۔ مصنفین کے نام اور عنوانات شامل کیے گئے ہیں۔رسالے کے ثمرات پر بھی اور اثر انداز ہونے والے عوامل پر بھی۔

باب سوم: ماہنامہ پھول میں غیر افسانوی نثر کا جائزہ میں غیر افسانوی نثر کو شامل کیا گیا ہے۔اس میں اداریہ مضامین، خطوط اور لطائف کو شامل کیا ہے۔

باب چہارم: شاعری اور متفرقات میں حمد، نعت، سائنس کی دنیا، آرٹ گیلری، آٹو گراف، چٹ پٹے، اشتہارات اور انتساب شامل ہے۔موضوعات، مصنفین، افادیت اور اثرات کو شامل کیا گیا ہے۔

امتیاز علی تاج پاکستان سے تعلق رکھنے والے اردو کے معروف مصنف اور ڈرامہ نگار تھے۔ ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۰ء میں لاہور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد سید ممتاز علی تاج دیو بند ضلع سہارنپور کے رہنے والے تھے۔ جو خود بھی ایک بلند پایہ مصنف اور مجلہ حقوق نسواں کے بانی مدیر تھے۔ سید امتیاز علی تاج کی والدہ محمدی بیگم بھی مضمون نگار تھیں۔

انھوں نے ابتدائی تعلیم لاہور سے حاصل کی۔ سینٹرل ماڈل سکول سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔ آپ کو بچپن ہی سے علم و ادب اور ڈرامہ سے گہرا شغف رہا در اصل ان کی یہ دلچسپی انھیں ورثے میں ملی تھی۔ زمانہء طالب علمی ہی میں ایک ادبی رسالہ (کہکشاں) نکالنا شروع کیا۔ ڈرامہ نگاری کا شوق کالج میں پیدا ہوا۔ گورنمنٹ کالج لاہور کی ڈرامیٹک کلب کے سرگرم رکن تھے۔

ڈرامے کے فن میں اتنی ترقی کی کہ بائیس برس کی عمر میں ڈرامہ کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے بعد بچوں کے لئے کتابیں تحریر کیں۔ انھوں نے بہت سے اسٹیج ڈرامے، فلم اور ریڈیو کے لئے تصنیف کیں۔ انھیں بہت سی زبانوں پر عبور تھا۔ وہ ایک اچھے مترجم بھی تھے۔ اس لئے انھوں نے بہت سے انگریزی اور فرانسیسی زبان کے ڈراموں کا ترجمہ کیا اور یہاں کے ماحول کے مطابق ڈھال لیا۔

اپنے والد سید ممتاز علی تاج کی وفات کے بعد آپ نے پھول ماہنامے کی ادارت سنبھالی۔ جس رسالے کا آغاز پاکستان بننے سے قبل ہوا اور ابھی تک اپنا نمایاں اور منفرد مقام قائم رکھے ہوئے ہے۔

بچوں کے اخبار کا ذکر آئے تو پھول کا نام سب سے پہلے ذہن میں آتا ہے۔ پھول ۱۹۰۹ء میں لاہور سے جاری ہوا۔ بحوالہ "بچوں کے رسائل" از نثار فاطمہ زیدی پھول کی مختصر تاریخ یوں ہے کہ دار الاشاعت پنجاب بیسویں صدی کے آغاز میں قائم کیا گیا۔

مشہور معروف مصنف مولوی ممتاز علی تاج اس ادارے کے بانی تھے۔ ان کی اہلیہ محمدی بیگم نے تعلیم نسواں کے لئے تحریک چلائی۔ محمدی بیگم کے ایک فرزند تھے جن کا نام امتیاز علی تاج تھا جن کی عمر صرف آٹھ برس تھی۔ انھیں کہانیاں سننے کا بہت شوق تھا۔ والدہ کو ادب سے گہری رغبت تھی۔ وہ خاص الفاظ کے چناؤ سے مولوی امتیاز علی تاج کو ایسی کہانیاں سناتیں۔ جن کی بچوں تک باآسانی رسائی تھی اور اس کے ساتھ باآسانی بچوں کے اخبار کی زینت بن سکتی تھیں۔ اسی دور میں انہوں نے بچوں کا رسالہ نکالنے کا فیصلہ کیا ۱۳ اکتوبر ۱۹۰۸ء میں اسے نکالنا چاہتی تھیں۔ اس تاریخ کے تعین کی وجہ یہ تھی کہ یہ مولوی تاج کی پیدائش کی تاریخ تھی لیکن انھیں صحت نے اجازت نہ دی اس دوران

وہ سخت علیل ہو گئیں اور انھوں نے بستر پر لیٹے لیٹے چند کہانیاں لکھ ڈالیں۔ آپ ۲ نومبر ۱۹۰۸ء کو وفات پا گئیں۔ چنانچہ پہلا رسالہ ۱۹۰۹ء کو مولوی ممتاز علی تاج نے نکالا اور باقاعدگی سے نکلتا رہا۔ مولوی ممتاز علی تاج کے بعد امتیاز علی تاج نے اس کی ادارت سنبھالی۔ ۱۹۵۷ء میں یہ رسالہ بند ہو گیا۔

پھول ہفت روزہ تھا اس کے کل ۱۶ صفحات ہوا کرتے تھے ہر صفحہ دو کالم پر منقسم ہوتا تھا۔ سرورق بچوں کی تصاویر ہوا کرتی تھی۔ رسالے کے آخری صفحے پر بچوں کے لئے قومی یا بین الاقوامی خبریں دی جاتی تھیں۔ ہر خبر سے پہلے نام درج ہوتا تھا۔

پاکستان بننے کے بعد ۱۹۹۰ء میں اس کا دوسرا دور شروع ہوتا ہے۔ پھول ایک اخبار ہی نہیں تھا۔ ایک ادارہ تھا۔ جو ایک طرف تو ملک کے نونہالوں کے دلوں میں علم کی لگن لگاتا۔ ان کے اخلاق کی تعمیر کرتا۔ انہیں ادب سے روشناس کراتا۔ ان کو سادہ اور آسان زبان سکھاتا۔ اگر کوئی ایڈیٹر مقرر ہوتا اور اس میں کوئی کمی بیشی ہوتی تو اس کی اصلاح کی جاتی اگر وہ پختہ ہوتا تو اسے نئے سرے سے اردو کے قوائد و ضوابط سکھائے جاتے۔ اس درسگاہ کے معلم شمس العلماء مولوی سید ممتاز علی تاج مرحوم تھے۔

آپ بہت روشن خیال انسان تھے۔ عربی اور فارسی کے بہت بڑے عالم تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ انگریزی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ انھوں نے بہت سی دینی و علمی کتابیں تحریر کیں۔ آسان اور سادہ زبان استعمال کرتے لیکن ان کی تحریر کا وقار قائم رہتا۔ آپ کی وفات کے بعد رسالے کی ادارت آپ کے فرزند امتیاز علی تاج نے سنبھال لی۔ اور اپنے رسالے کے منفرد مقام کو قائم رکھا۔

ہر مصنف اور ادیب اپنے احساسات اور جذبات کے اظہار کے لئے مختلف اسالیب اختیار کرتا ہے وہ اپنی صلاحیتوں کا اظہار مختلف اصناف اور جہتوں کے ذریعے ادبی دنیا میں کر کے اپنا مقام متعین کرتا ہے۔ بلاشبہ ممتاز علی تاج اور ان کے فرزند امتیاز علی تاج ایک ہمہ گیر شخصیت کے مالک تھے۔ جنہوں نے نا صرف خواتین اور اطفال بلکہ نوجوانوں اور بزرگوں کے لئے ادب تخلیق کیا۔ ادبی دنیا میں مشہور و معروف ماہنامہ پھول آپ کی انتھک محنت اور خلوص کا ہی نتیجہ ہے۔ اس میں بچوں نے اپنی تخلیقی صلاحیتوں کے جوہر دکھائے۔ اس رسالے کے موضوعات اور مضامین میں تنوع، رنگا رنگی قلموئی پائی جاتی ہے۔ اس رسالے کے مواد سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس کا اجراء کرنے والے کے دل میں انسانیت کا درد موجود ہے اور وہ ایسے معاشرے کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں جہاں پھول سے بچوں کے ننھے ذہنوں کی آبیاری کی جا سکے اور انھیں ادب کی چاشنی محسوس کروائی جا سکے۔۔۔ اور سچ میں پھول ہر دور ہر زمانے

میں عصر حاضر کی ایسی تصویر کشی کی ہے کہ بچوں کی تربیت کا شاید ہی پہلو اس کی گرفت سے بچ پایا ہو۔۔بچوں کی تعلیم وتربیت میں رسالہ پھول کی خدمات کو کبھی بھی فراموش نہیں کیا جا سکتا، شاید اسی بنا پر وہ اپنے ہم عصر رسالوں میں سب سے منفرد نظر آتا ہے اور اپنی ایک الگ پہچان رکھتا ہے۔قیام پاکستان سے قبل سے اب تک ماہنامہ پھول نے ملک کے نونہالوں کو مثبت رجحانات کی طرف راغب کیا۔امت مسلمہ کے لئے سچے مسلمان ،ملک کے لئے محب وطن نوجوان اور بزرگوں کے لئے باادب نونہال،ماؤں کے لئے فرمانبردار فرزند اور ملک وملت کی تعمیر وترقی میں حصہ لینے والے ہونہار اطفال دیئے اور آج بھی پھول رسالہ اس عظیم مقصد کے لئے اپنی راہ پر گامزن ہے۔ماہنامہ پھول نے قیام پاکستان سے پہلے بچوں کے لئے ادب فراہم کرنے کا آغاز کیا۔اور حسب روایت اپنی لگن اور جدوجہد میں کمی نہیں ہونے دی۔ماہنامہ پھول نے مختلف انداز میں تربیت اطفال میں کردار ادا کیا۔ نظم ہو کے نثر اپنے قلم کے ذریعے بچوں کے اخلاق وکردار کو سنوار۔

پھول رسالے نے اپنی روایت کو برقرار رکھا اور ہر سطح پر ملک کے نونہالوں کی تربیت کی۔آغاز سے اب تک پھول رسالے کی پالیسی اطفال کو مثبت رجحان کی طرف راغب کرنا تھا۔

ماہنامہ پھول نے اپنے قارئین کو قومی و بین الاقوامی سطح پر پیش آنے والے اہم امور سے واقف کروایا ۔بچوں کی دلچسپی کے پیش نظر تاریخی ہیروز سے متعارف کروایا۔اباؤاجداد کے عظیم کارناموں سے آگاہ کیا۔غیر اخلاقی اور منفی رجحانات کی نفی کی ۔منشیات کی روک تھام میں مؤثر کردار ادا کیا۔نت نئی سائنس کی ایجادات کے متعلق معلومات فراہم کیں۔مختلف کتب کے متعلق بچوں کو جان کاری دی جاتی ہے جو ان کی عمر اور معیار کے مطابق ہوں۔ بچوں کی تعلیم وتربیت کے سلسلے ماہنامہ پھول کی خدمات کو ہم فراموش نہیں کر سکتے۔

یہ رسالہ بچوں اور نوجوانوں میں یکساں مقبول ہے۔کیونکہ ماہنامہ پھول نے ہر عمر اور طبقہ کے لوگوں کے لئے تفریح،مسرت اور معلومات کا سامان مہیا کیا۔پاکستان کے علاوہ بھی بیرون ممالک میں اس رسالے کے مداح موجود ہیں۔جن میں قارئین اور مصنفین کی بڑی تعداد موجود ہے۔

مختلف ادوار میں رسالے کی ڈیزائنگ ،تصاویر ،ترتیب اور دیگر تبدیلیاں دیکھنے میں سامنے آئیں ہیں لیکن مقصد بچوں کی اصلاح رہا۔پھول نے اپنی انفرادیت اور معیار کو قائم رکھتے ہوئے بچوں کے رسائل میں نا صرف منفرد

مقام بنایا بلکہ اس ساکھ کو عصر حاضر تک برقرار رکھا ہوا ہے۔اس ادارے میں تمام جملہ ارکین کی شب و روز محنت اور خلوص کا نتیجہ ہے۔ جنھوں نے پاکستان کے مستقبل کو روشن کرنے کے لئے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور کر رہے ہیں۔

اہم بات یہ ہے کہ رسالے نے ادب کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ملک کے نونہالوں کو مثبت رجحانات اور تعمیری اذہان دستیاب کئے جو کے خوش آئین بات ہے۔ غرض یہ کہ مجھے یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ ماہنامہ پھــول نے نونہالوں کو مثبت رجحانات کی طرف راغب کیا۔ان کے کردار کی تعمیر و ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور کر رہا ہے۔ میں اپنی تمام تر کوشش کے باوجود بھی ماہنامہ پھول کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے سے قاصر رہوں گی۔

کتابیات

کتابیات

احمد،اشفاق۔"ثاقبہ اور بچوں کی سی معصومیت"مشمولہ صبح کا تارا،راولپنڈی:چلڈرن اکیڈمی،۹جامی روڈ۔

احمد،برکاتی مسعود۔پاکستان میں بچوں کا ادب انسا ئیکلو پیڈیا۔کراچی:سائنٹیفک فاؤنڈیشن،۱۹۹۸ء۔

ادیب،مرزا۔بچوں کا ادب۔لاہور:مقبول اکیڈمی،۱۹۸۸ء۔

اریب،اسد۔بچوں کا ادب ، تجزیے اور تجاویز۔ملتان:مکتبہ کتاب گھر،۲۰۲۰ء۔

اریب،اسد۔بچوں کے ادب میں نئے رجحانات۔ملتان:مکتبہ کتاب گھر،۱۹۹۴ء۔

اعظم،ریشم۔"لطیفے"مشمولہ پھول،لاہور:نوائے وقت،اکتوبر۲۰۱۷ء۔

انبالوی،نذیر۔"قرض" مشمولہ پھول،لاہور:نوائے وقت،مارچ ۲۰۱۵ء۔

بٹ،محمد عاصم(مدیر)۔"بچوں کا ادب"مشمولہ قومی ادب ،حصہ نثر، شمارہ۹۹۔اسلام آباد:اکادمی ادبیات پاکستان،اپریل تا جون ۲۰۱۳ء۔

برکاتی،مسعود احمد۔پاکستان میں بچوں کا ادب،انسائیکلوپیڈیا۔کراچی:شاہکار بک فاؤنڈیشن،۱۹۹۸ء۔

بیگم،زیب النساء،بچوں کے ادب کی ضرورت :اقبال اور بچوں کا ادب۔نئی دہلی:قومی کونسل برائے فروغ زبان اردو،۲۰۰۰ء۔

پرویز،خالد۔"بستہ" مشمولہ پھول،لاہور:نوائے وقت،ستمبر ۲۰۱۱ء۔

پرویز،خالد۔ زندہ کہانی،لاہور:نوائے وقت،ستمبر ۲۰۱۱ء۔

پوری،حامد کرتا۔"نعت"مشمولہ پھول،لاہور:نوائے وقت،اگست ۲۰۱۰ء۔

تشنہ،سائرہ حمید۔"حمد" مشمولہ پھول،لاہور:نوائے وقت،مارچ ۲۰۱۸ء۔

جامع ترمذی،ابواب البر والعلبتہ،باب رحمتہ العیان،حدیث نمبر ۱۹۱۹،(لاہور:مکتبتہ العلم،اردو بازار،جلد ۴)، ص ۳۲۱۔

جان،ڈیوی(John Dewey)، *Experience and Education* ۔نیویارک:کیپاڈیلٹا پبلشرز، ۱۹۳۸ء۔

جاوید، قاضی۔تعلیم و تربیت :روسو یورپی روشن خیالی کا نمائندہ۔لاہور: مشعل بکس
اشاعت اول، ۲۰۰۱ء۔

جعفری، تسنیم۔"حقیقت"مشمولہ پھول۔جنوری۲۰۲۰ء۔

حسن، آمنہ۔"سائنس کی دنیا"مشمولہ پھول۔جون۲۰۱۸ء۔

رحیم الدین، ثاقبہ۔"اللہ جی تم سچ مچ پیارے ہو"مشمولہ کرنیں۔

رحیم الدین، ثاقبہ۔خطاب، رسالہ روشنی کی افتتاحی تقریب"مشمولہ اجالا۔کوئٹہ: ستمبر ۱۹۸۹ء۔

رحیم الدین، ثاقبہ۔"چراغ"مشمولہ کرنیں۔

رحیم الدین، ثاقبہ۔"سونی اور مونی"مشمولہ گلاب۔راولپنڈی: پیپ بورڈ پرنٹرز،۱۹۹۸ء۔

زمان، فخر(مدیر)۔"بچوں کا ادب" مشمولہ عالمی ادب سے انتخاب، شمارہ ۹۲۔۹۳۔اسلام آباد: اکادمی
ادبیات پاکستان، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۱ء۔

سبیلی، سید اسرار الحق۔بچوں کا ادب اور اخلاق: ایک تجزیہ۔قومی کونسل برائے فروغ اردو
زبان، ۲۰۱۶ء۔

سٹیون، کین (Steven Cahn) *'The Philosophical Foundations of Education*۔ نیویارک: ہارپن اینڈ راپبلشرز، ۱۹۷۰ء۔

شعیب، مرزا۔"اداریہ"مشمولہ پھول، لاہور: نوائے وقت، فروری ۲۰۲۰ء۔

شیخ، ریاض حسین۔"حمد" مشمولہ پھول، لاہور: نوائے وقت، اگست ۲۰۱۴ء

صحیح بخاری۔کتاب التفسیر۔سورۃ ام، غلبت الروم، حدیث نمبر ۴۴۹۷۔

ضیاء، سحر۔"لطیفے"مشمولہ پھول ،لاہور: نوائے وقت، اکتوبر ۲۰۱۸ء۔

ضیاء، سحر۔"لطیفے"مشمولہ پھول۔لاہور: نوائے وقت، مئی ۲۰۱۹ء۔

ضیاء الحسن۔"کسی کو کیا معلوم"مشمولہ ہمدرد نونہال ۔کراچی، شمارہ ۲ جلد ۶۳، فروری ۲۰۱۵ء۔

طارق، صادق حسن۔ حکیم محمد سعید (شخصیت اور فن)۔اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان
۱۹۹۰ء۔

عباس، غلام (مرتبہ)۔پھول۔کراچی: پی۔ای۔سی۔ہاؤسنگ سوسائٹی، مارچ ۱۹۶۳ء۔

عماد الاسلام، قاری۔سائنس کی دنیا"مشمولہ پھول۔دسمبر ۲۰۱۱ء۔

قریشی، عائشہ صبا۔"خطوط"مشمولہ پھول ،لاہور: نوائے وقت،۔اپریل ۲۰۱۳ء۔
کاشمیری، تبسم۔"پاکستان میں بچوں کا ادب"مشمولہ ماہنامہ کتاب۔لاہور: جنوری ۱۹۷۹ء۔
کاظمی، حسن عسکری۔"نعت"مشمولہ پھول،لاہور: نوائے وقت،اگست ۲۰۱۴ء۔
کنز العمال، حدیث نمبر ۴۴۱۵۴، جلد ۱۶۔
کنول، یامین۔"حمد"، مشمولہ پھول،لاہور: نوائے وقت، مئی ۲۰۱۰ء۔
کومیگر، ہنری سٹیل (Komager, Heny Steel)، *A Critical History of Children,s Literture*۔لندن: دی میک ۳۔ملن کمپنی، ۱۹۵۳ء۔
گل، شہریار۔"لطیفے"مشمولہ پھول،لاہور: نوائے وقت، جنوری ۲۰۱۹ء۔
محمد ارشد، بچے کا حق اختیار (فقہی مسالک اور مروجہ قوانین کا تقابل) غیر مطبوعہ، ذاتی مخزونہ۔
محمود الرحمن، اردو میں بچوں کا ادب۔کراچی: نیشنل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ، ۱۹۷۰ء۔
محمود الرحمن، پاکستان میں بچوں کا ادب ۔کراچی: نیشنل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ، ۱۹۷۰ء۔
منظر، جاوید۔ معاشرے میں بچوں کے ادب کی اہمیت"مشمولہ سہ ماہی قلم قبیلہ۔مارچ ۲۰۰۲ء۔
نازش، محمد حنیف۔"حمد" مشمولہ پھول،لاہور: نوائے وقت، جنوری ۲۰۱۹ء۔
نذیر، حنا۔خطوط" مشمولہ پھول،لاہور: نوائے وقت، ستمبر ۲۰۱۹ء۔
نیازی، ریاض ندیم۔"حمد" مشمولہ پھول،لاہور: نوائے وقت، نومبر ۲۰۱۹ء۔
یاد، منشا۔"دوستو چلے چلو کے بارے میں"مشمولہ دوستو چلے چلو۔راولپنڈی: پیپ بورڈ پرنٹرز، ۱۹۹۰ء۔
یوسف، نجمہ یاسمین۔"حمد"، مشمولہ پھول،لاہور: نوائے وقت، اپریل ۲۰۱۰ء۔
میتھو آرنلڈ (Methew Arnald)، http://ur.m.wikipedia.org/adab ki tareef، بتاریخ ۱۲ مارچ ۲۰۱۸ء بروز سوموار، وقت ۳:۳۰ بجے۔
طفل/Ur.m.wikipedia.org/wiki، بتاریخ ۲۰ جون ۲۰۱۸ء بروز بدھ، وقت ۲:۴۰ بجے۔
شاعری کیا ہے؟/m.facebook.com، بتاریخ ۱۰ فروری ۲۰۲۰ء بروز سوموار، بوقت ۳:۰۰ بجے۔
نعت/ur.m.wikipedia.org، بتاریخ ۱۰ فروری ۲۰۲۰ء بروز سوموار، بوقت ۴:۰۰ بجے۔

ضمیمہ جات

آرٹ گیلری (۱)

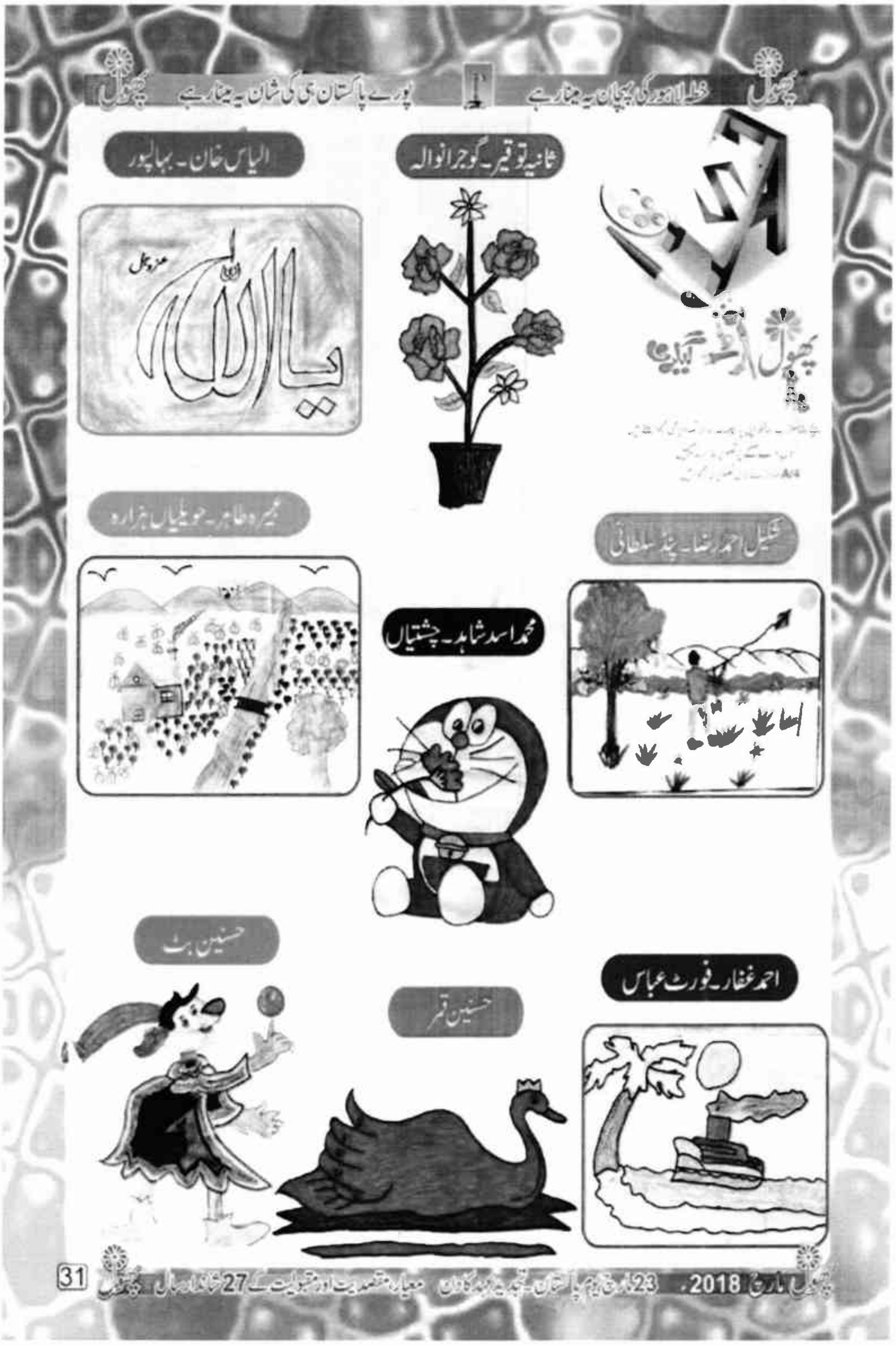

پھول
خطہ لاہور کی پہچان یہ مینار ہے
پورے پاکستان ہی کی شان یہ مینار ہے
پھول
ثانیہ توقیر۔ گوجرانوالہ
الیاس خان۔ بہاولپور
یا اللہ
عزوجل
شکیل احمد رضا۔ پنڈ سلطانی
عمیرہ طاہر۔ حویلیاں ہزارہ
محمد اسد شاہد۔ چشتیاں
حسنین بٹ
احمد غفار۔ فورٹ عباس
حسنین قمر
پھول مارچ 2018ء
23 مارچ یوم پاکستان
معیار، مقصدیت اور مقبولیت کے 27 شاندار سال
پھول
31

آرٹ گیلری (۲)

آمنہ محسن۔ جڑانوالہ
سعدیہ۔ وار برٹن
پھول آرٹ گیلری
عائشہ رشید + ثناء رمضان۔ قصور
لائبہ سلیم۔ مانسہرہ
محمد اسد اللہ طاہر۔ قصور
اسما ناصر۔ فیصل آباد
عبداللہ یوسف۔ بہاولپور
سعید عباس۔ اٹھارہ ہزاری
45
2018

آٹوگراف (۱)

انیس ابراہیم۔کراچی
سماجی و تاجر رہنما

پیارے بچو
پھول کی طرح پھولو پھلو
اور اس ملک کا نام روشن کرو
اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کی
کامیابیاں عطا فرمائے۔

19.6.17

اقبال مانڈویا۔کراچی
تاجر رہنما۔مصنف

اہلِ عالم کی نظر میں محترم ہوتا نہیں
مرد جب تک صاحبِ سیف و قلم ہوتا نہیں
(جوش)

02-11-2016

خالد ایاز ساحل
شاعر۔کالم و افسانہ نگار

بحیثیت پاکستانی قوم ہم ایک محبِ وطن قوم ہیں۔ پاکستان کی سالمیت و بقا کے لئے ہمہ وقت ہمیں تیار و توانا رہنا چاہیے۔

خالد ایاز ساحل
شاعر۔کالم و افسانہ نگار

ڈاکٹر وریتا علی اُجن۔لاہور
ہارٹ سرجن۔شاعرہ

بچو! تم کچھ بھی کر سکتے ہو
آگے بڑھو۔

23 پھول اگست 2019

آٹو گراف (۲)

تسنیم عابدی
معلمہ۔ شاعرہ
ٹیکساس۔ امریکہ

ماہنامہ "پھول" ہمارے چمن کے پھولوں کے لیے ادب اور علم کے رنگ اور خوشبو بکھیرتا ہے۔ مجھے نئی نسل سے بہت امیدیں ہیں ضرورت ہے کہ اس نسل کو مطالعہ کے ذوق سے مزین کیا جائے۔

گردشوں کے لفافے ہی میں جاتے گزری
زندگی نے مجھے اپنا کبھی پتہ نہ دیا۔

تسنیم عابدی ۲۳ اپریل ۲۰۱۵ء

حجاب عباسی
شاعرہ۔ مصنفہ
کراچی

پیارے بچوں کو زندگی کی دعا دیتی ہوں اور یہ بھی دلی تمنا ہے کہ آپ سب اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اپنے والدین کا اور اپنے ملک کا نام روشن کریں۔
اپنے آپ کو اس قابل بنائیں کہ ہم آپ پر فخر کر سکیں

حجاب عباسی ۷ مئی ۲۰۱۵

جہاں آراء تبسم
منیجر بنظیر ویمن سنٹر۔ شاعرہ
کوئٹہ

بچے ملک کا مستقبل ہوتے ہیں۔ ان پھول بچوں کو معاشرے کے لیے مفید بنانا ہم سب کا فرض اولین ہے

11-1-2013

حمیدہ شاہین
ایسوسی ایٹ پروفیسر
شاعرہ
لاہور

نیکی روشنی ہے اور ہم اپنے بچوں کو روشنی میں دیکھنے کی آرزو میں جیتے ہیں۔

دیا جلا کے رہیں گے یہ جاگتے بچے
گیا وہ دور کہانی پہ ٹالنے والا

03.05.2015

اشتہارات(۱)

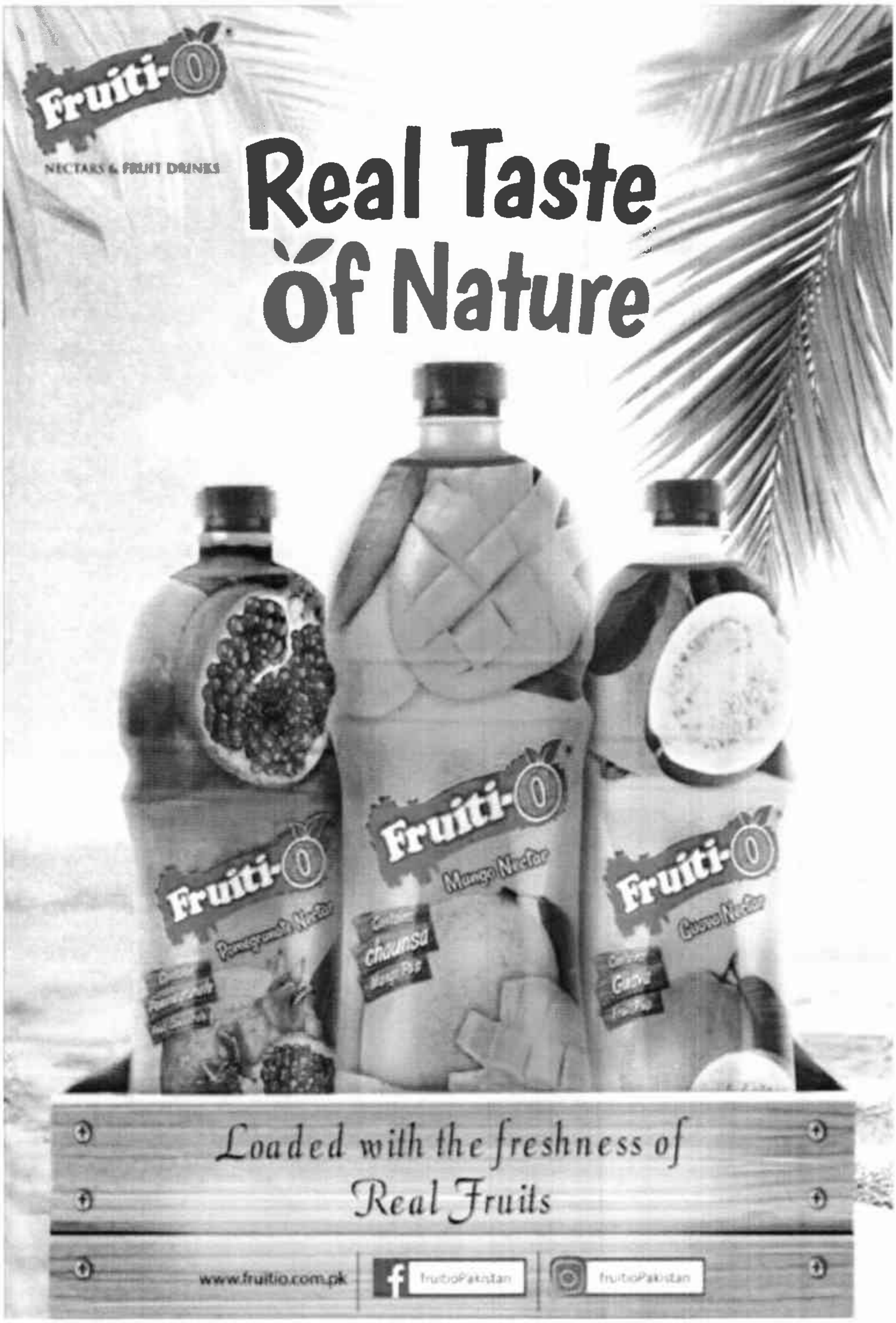
Fruiti-O
NECTARS & FRUIT DRINKS
Real Taste
Of Nature
Fruiti-O
Mango Nectar
chaunsa
Fruiti-O
Pomegranate Nectar
Fruiti-O
Guava Nectar
Loaded with the freshness of
Real Fruits
www.fruitio.com.pk
fruitioPakistan
fruitioPakistan

اشتہارات(۲)

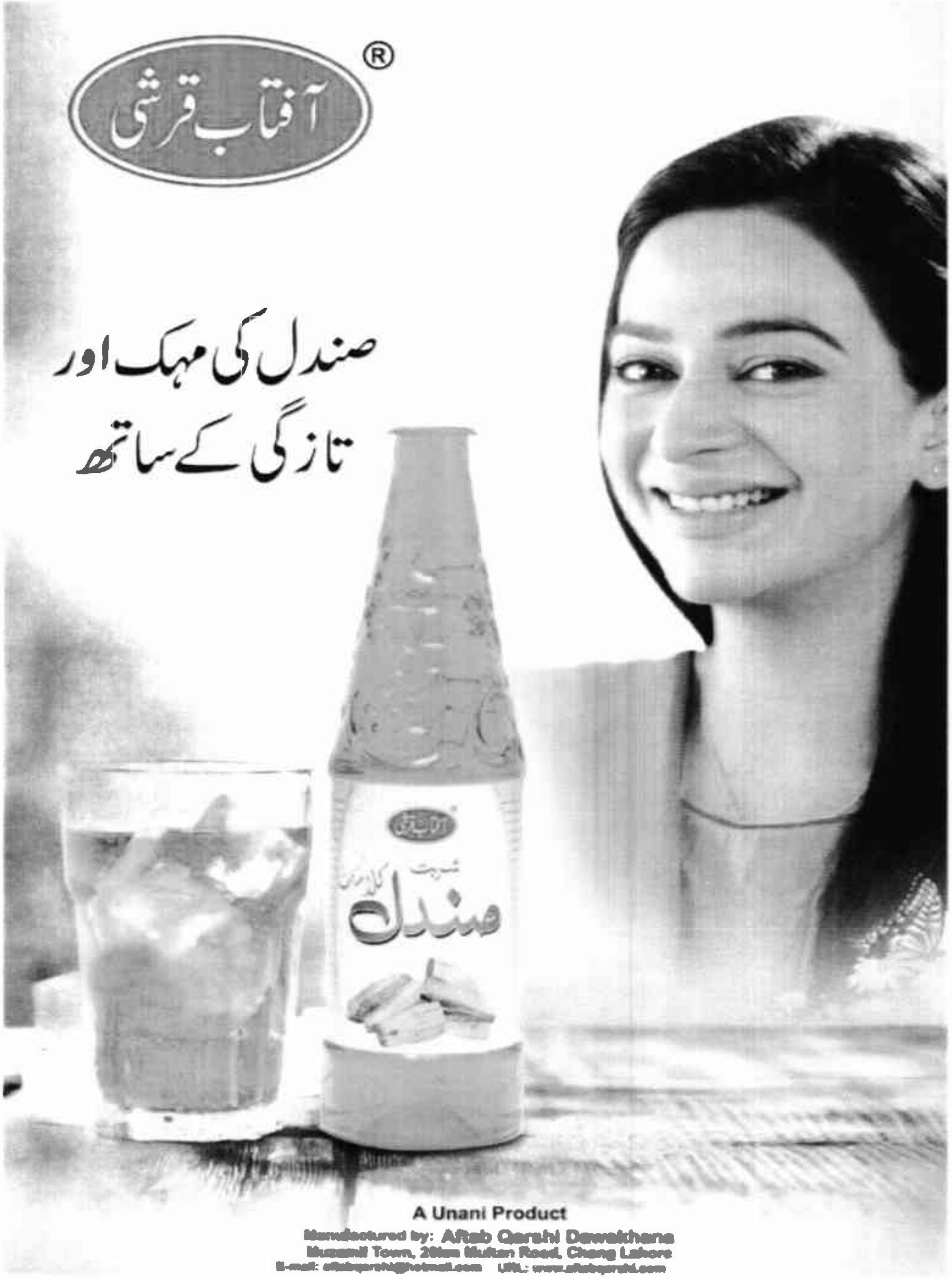
آفتاب قرشی
صندل کی مہک اور
تازگی کے ساتھ
شربت
صندل
A Unani Product

اشتہارات (۳)

قرشی
دماغی
دماغ اور اعصاب کیلئے مفید ٹانک
QUALITY
TESTS & CHECKS
315
سب یاد رہے...
Qarshi
DEMAGHI دماغی
دماغ اور اعصاب کیلئے مفید ٹانک
500 گرام
98-X
دماغی صحت اور اعصابی طاقت کی مؤثر دوا
دماغی تھکان کو دور کر کے حافظہ کو بہتر بناتی ہے اور اعصاب کو تقویت دے کر دماغی کام کرنے کی صلاحیت میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ دماغی سکون کا بھی مفید ذریعہ ہے۔
approved by DRAP.
www.qarshi.com QarshiNaturalHealth

انتساب

اے راہ حق کے شہیدو۔ وفا کی تصویرو
تمہیں وطن کی ہوائیں سلام کہتی ہیں

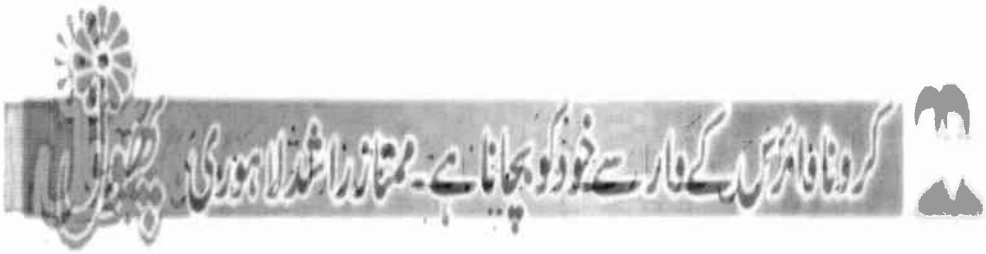
کرونا وائرس کے وار سے خود کو بچانا ہے۔ ممتاز راشد لاہوری

دور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اجالا ہو جائے